تفہیم السنۃ

11

کتاب الجہاد

جہاد کے مسائل

ابو حمزہ محمد اقبال کیلانی

مکتبۃ بیت السلام - الریاض

ح محمد اقبال كيلاني ، ١٤٢٠هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

كيلاني ، محمد اقبال

كتاب الجهاد .– الرياض.

١٨٠ص ، ١٧×٢٤سم–(تفهيم السنة)

ردمك : ٣-٦٤١-٣٦-٩٩٦٠

(النص باللغة الاوردية)

١-الجهاد أ- العنوان ب- السلسلة

ديوي ٢٥٦ ٢٠/٣٨٦٨

رقم الإيداع :٢٠/٣٨٦٨

ردمك : ٣-٦٤١-٣٦-٩٩٦٠

حقوق الطبع محفوظة للمؤلف

تقسيم كننده

مكتبة بيت السلام

پوسٹ بکس16737 الرياض 11474 سعودي عرب

فون4460129 فيكس 4462919

موبائل 055440147 پيجر 115467369

فہرست

نمبر شمار	اَسْمَاءُ الْاَبْوَاب	نام ابواب	صفحہ نمبر
1	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	7
2	اَلنِّيَّــــــةُ	نیت کے مسائل	76
3	اَلْاِيْمَانُ قَبْلَ الْجِهَادِ	جہاد سے پہلے ایمان	79
4	اَلْجِهَادُ فِيْ ضَوْءِ الْقُرْآنِ	جہاد، قرآن مجید کی روشنی میں	81
5	فَرْضِيَّةُ الْجِهَادِ	جہاد کی فرضیت	92
6	بَيْعَةُ الْجِهَادِ	جہاد کے لئے بیعت	96
7	فَضْلُ الْجِهَادِ	جہاد کی فضیلت	97
8	فَضْلُ الْجِهَادِ فِيْ غَزْوَةِ الْهِنْدِ	ہندوستان کے خلاف جہاد کی فضیلت	107
9	فَضْلُ الْمُجَاهِدِيْنَ	مجاہدین کی فضیلت	108
10	فَضْلُ اِعَانَةُ الْمُجَاهِدِيْنَ	مجاہدین کی مدد کرنے کی فضیلت	113
11	فَضْلُ الشَّهِيْدِ	شہید کی فضیلت	115
12	فَضْلُ الرِّبَاطِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت	125
13	اَهَمِيَّةُ الْجِهَادِ	جہاد کی اہمیت	128

نمبر شمار	اَسْمَاءُ الْاَبْوَابِ	نام ابواب	صفحہ نمبر
14	اَنْوَاعُ الْجِهَادِ	جہاد کی اقسام	130
15	اَلْإِعْدَادُ لِلْجِهَادِ	جہاد کی تیاری	135
16	اَهْدَافُ لِلْجِهَادِ	جہاد کے مقاصد	138
17	اَحْكَامُ الْجِهَادِ	جہاد کے احکام	141
18	مَا يَجُوْزُ فِيْ الْجِهَادِ	جہاد میں جائز امور	145
19	اَلْمَمْنُوْعَاتُ فِيْ الْجِهَادِ	جہاد میں ممنوع امور	148
20	آدَابُ الْقِتَالِ	جنگ کے آداب	154
21	اَلْغَنِيْمَةُ وَالْفَيْءُ	غنیمت اور فے کے مسائل	157
22	حُكْمُ الْاُسَارٰى	قیدیوں کے مسائل	161
23	اَلْاَدْعِيَةُ فِيْ الْجِهَادِ	جہاد کے متعلق دعائیں	165
24	آدَابُ السَّفَرِ	سفر کے آداب	169
25	صَلاَةُ الْخَوْفِ	نماز خوف	174
26	جِهَادُ النِّسَاءِ	عورتوں کا جہاد	177
27	لاَ يُقَالُ فُلاَنٌ شَهِيْدٌ	کسی متعین آدمی کو شہید کہنا جائز نہیں ہے	179
28	مَسَائِلُ مُتَفَرِّقَةٌ	متفرق مسائل	180

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلاَۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ،

اَمَّا بَعْدُ !

جہاد کا مادہ ''جہد'' ہے جس کا مطلب ہے کسی مقصد کے حصول کے لئے بھرپور کوشش اور دوڑ دھوپ کرنا۔ یہ لفظ جب اسلامی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب ہے اللہ کی راہ میں سعی اور کوشش کرنا، یعنی دین اسلام کے غلبہ، دین اسلام کے تحفظ اور دین اسلام کی دعوت اور اشاعت کے لئے بھرپور سعی اور کوشش کرنا۔ جہاد کی تین اقسام ہیں۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کے ارشاد مبارک سے ظاہر ہے۔

﴿جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ﴾

''یعنی مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو۔'' (ابوداؤد) مال سے جہاد یہ ہے کہ دین اسلام کے غلبہ، دین اسلام کے تحفظ اور دین اسلام کی دعوت واشاعت پر اپنا مال خرچ کیا جائے۔ جان سے جہاد یہ ہے کہ زمانہ امن میں اپنے جسم وجان کی تمام صلاحیتیں مذکورہ مقاصد کے حصول کے لئے صرف کر دی جائیں اور زمانہ جنگ میں مذکورہ مقاصد کے حصول کی خاطر میدان جنگ میں دشمنان اسلام سے مقابلہ کیا جائے، انہیں قتل کیا جائے اور اپنی جان کا نذرانہ شہادت کی صورت میں اللہ کے حضور پیش کیا جائے۔ جہاد کی اس صورت کے لئے قرآن مجید میں ''قتال فی سبیل اللہ'' کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ قتال فی سبیل اللہ کو ''جہاد بالسیف'' بھی کہا جاتا ہے۔ زبان سے جہاد یہ ہے کہ مذکورہ مقاصد کے حصول کی خاطر اپنی زبان سے مسلمانوں کے جذبات ابھارے جائیں اور دشمنان اسلام کے حوصلے پست کئے جائیں۔

زیر نظر کتاب کا موضوع چونکہ ''جہاد بالسیف'' یا ''قتال فی سبیل اللہ'' ہے لہٰذا جہاں کہیں بھی جہاد کا لفظ استعمال ہوگا اس سے مراد ''جہاد بالسیف'' یا ''قتال فی سبیل اللہ'' ہی ہوگا۔

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت:

قرآن وحدیث میں جہاد کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے قرآن مجید کی چند آیات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

① اللہ تعالیٰ نے مجاہدین سے بلندی درجات، مغفرت اور اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے۔(سورۃ النساء، آیت نمبر96)

② اللہ کی راہ میں مرنے اور مارنے والوں کے لئے اجر عظیم ہے۔(سورۃ النساء، آیت نمبر74)

③ قتال کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمائے گا، ان کی نصرت فرما کر کفار ومشرکین کو ذلیل اور رسوا کرے گا۔(سورۃ التوبہ، آیت نمبر15-14)

④ قتال کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے نہروں بھری جنت میں بہترین اور عمدہ گھروں کا وعدہ فرمایا ہے۔(سورۃ الصّف، آیت نمبر12)

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت میں چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:

① جہاد کی نیت سے چند گھنٹے سفر کرنا روئے زمین کی ساری دولت سے افضل ہے۔(مسلم)

② گھڑی بھر کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، لیلۃ القدر میں حجر اسود کے قریب قیام کرنے سے بہتر ہے۔(ابن حبان)

③ اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقت کے برابر جہاد کرنے والے پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔(ترمذی)

④ اللہ کی راہ میں ایک تیر چلانے کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔(ابن ماجہ)

⑤ قیامت کے روز مجاہدین کے درجات سب سے بلند ہوں گے۔(مسلم)

⑥ مجاہد جب تک جہاد میں رہتا ہے اسے مسلسل روزے رکھنے، مسلسل قیام کرنے اور مسلسل رکوع وسجود کرنے کا ثواب ملتا ہے۔(نسائی)

⑦ مجاہد اور شہید، فرشتوں سے افضل ہیں اور قیامت کے روز بلا حساب جنت میں جائیں گے۔(حاکم)

⑧ قیامت کے روز شہید تازہ خون کے ساتھ اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا، جس سے مشک کی خوشبو آ رہی ہوگی۔(بخاری)

⑨ شہداء کی روحیں دوبارہ دنیا میں آ کر شہید ہونے کی تمنا کرتی ہیں۔(مسلم)

⑩ جنت میں سب سے خوبصورت گھر شہداء کے ہوں گے۔(بخاری)

⑪ شہید قیامت کے روز اپنے اعزہ واقارب میں سے ستر (70) افراد کی سفارش کر سکے گا۔(ابن ماجہ)

قرآن وحدیث میں جہاد کی تعلیم وترغیب کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ بات سو فیصد درست نظر آتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے یہ الفاظ مبارک:

﴿لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ﴾

''یعنی میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔''(بخاری ومسلم وغیرہ) محض امت کو جہاد کی ترغیب دلانے یا جہاد کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے نہ تھے بلکہ صادق المصدوق ﷺ اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ خواہش رکھتے تھے کہ وہ اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت اور حکمت کی بناء پر آپ ﷺ کی یہ خواہش پوری نہیں فرمائی۔

جہاد کے لئے قرآن وحدیث کی تعلیم اور سنت مطہرہ کی ترغیب کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم زندگی سے کہیں زیادہ موت سے محبت کرتے تھے۔ جہاد پر نکلنے کے بعد اپنے بال بچوں میں واپس آنے کی بجائے اپنے اللہ کے پاس پہنچنا زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

جنگ بدر میں ایک صحابی حضرت عوف بن حارث رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ بندے کی کس بات سے (خوش ہو کر) مسکراتا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اس بات سے کہ بندہ خالی جسم (یعنی حفاظتی ہتھیاروں کے بغیر) اپنا ہاتھ دشمن کے اندر ڈبو دے۔'' یہ سن کر حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے بدن سے زرہ اتار پھینکی اور تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے حتی کہ خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔

غزوہ احد کی تیاری ہورہی تھی۔قبیلہ بنوسلمہ کے ایک سفید ریش بزرگ حضرت عمرو بن جموع سلمی رضی اللہ عنہ ایک پاؤں سے لنگڑاتے لنگڑاتے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے چار بیٹے ہیں یہ خودتو جہاد میں شریک ہونا چاہتے ہیں لیکن مجھے جہاد پر جانے سے روک رہے ہیں۔خدا کی قسم! میں تو لنگڑاتا ہوا جنت میں جانا چاہتا ہوں۔'' حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ بڑھاپے اور ایک ٹانگ سے معذور ہونے کی وجہ سے جہاد پر جانے کے مکلّف نہ تھے لیکن رسول اکرم ﷺ ان کے جذبہ جہاد سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اس کے بیٹوں سے ارشاد فرمایا''اپنے باپ کو جہاد پر جانے دو شاید اللہ تعالیٰ انہیں شہادت نصیب فرمادے۔'' چنانچہ حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ یہ دعا کرتے ہوئے گھر سے نکلے''الٰہی! مجھے شہادت نصیب فرما اور مجھے نا امید گھر واپس نہ لانا۔'' ایک ٹانگ سے معذور ہونے کے باوجود میدان جنگ میں بڑی بے جگری سے لڑے، ساتھ ساتھ یہ فرماتے''میں تو جنت کا متلاشی ہوں، میں تو جنت کا مشتاق ہوں۔'' حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کا ایمان صادق اور جذبہ کامل بارگاہ رب العزت میں شرف یاب ہوا اور لڑتے لڑتے شہادت کے بلند مرتبے پر فائز ہوئے۔

جنگ احد میں جب نبی اکرم ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیلی تو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حوصلہ ہار بیٹھے۔حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا تو پوچھا''کس چیز کا انتظار کررہے ہو؟''صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا''رسول اللہ ﷺ تو شہید کردیئے گئے ہیں (اب جہاد کس لئے؟)'' حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے فرمایا''اب تم لوگ زندہ رہ کر کیا کروگے؟ اٹھو اور جس چیز پر رسول اکرم ﷺ نے جان دی ہے اسی پر تم بھی جان دے دو۔'' حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ملے، پوچھا''انس (رضی اللہ عنہ)! کہاں جارہے ہو؟'' حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا''جنت کی خوشبو کے کیا کہنے، احد پہاڑ کی دوسری جانب سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔'' آگے بڑھے، مشرکین سے دو دو ہاتھ کئے اور راہ حق میں جان، جان آفرین کے سپرد کردی۔ جنگ کے بعد حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے جسم پر نیزے، تلوار اور تیر کے اسی (80) سے زیادہ زخم آئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ایک جہاد میں شرکت سے پہلے ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور دونوں نے دعا مانگنے اور ایک دوسرے کی دعا پر''آمین'' کہنے کا عہد کیا۔ پہلے

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے درج ذیل دعا مانگی ”الٰہی! کل جو دشمن میرے مقابلے میں آئے وہ بڑا بہادر اور جنگجو ہو، الٰہی! تو مجھے اتنی ہمت اور طاقت عطاء فرما کہ میں تیری راہ میں اس کو قتل کر سکوں۔“ اس دعا پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔ پھر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی ”الٰہی! کل میرا مقابلہ ایسے دشمن سے ہو جو نہایت طاقتور اور جنگجو ہو، مجھے اس کے ہاتھ سے شہادت نصیب ہو، وہ میرے کان، ناک کاٹ ڈالے۔ میں جب تجھ سے ملوں اور تو مجھ سے پوچھے کہ اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! یہ تیرے ناک، کان کیوں کاٹے گئے تو میں کہوں کہ اے اللہ! تیرے لئے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔“ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اس دعا پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں صحابہ اکرام رضی اللہ عنہما کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعا قبول فرمائی۔ چنانچہ حضرت سعد صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران جنگ ایک نامی گرامی مشرک کو قتل کیا جبکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ابن اخنس ثقفی کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ اس کے بعد ان کی لاش کا مثلہ کیا گیا، ان کے کان، ناک اور ہونٹ کاٹ کر ہار بنایا گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لاش دیکھی تو بے اختیار پکار اٹھے ”واللہ! عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔“

جذبہ جہاد اور شوق شہادت کی تڑپ میں صحابیات رضی اللہ عنہن بھی صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے کسی طرح پیچھے نہ تھیں۔ حضرت خنساء بنت عمرو رضی اللہ عنہا پیرانہ سالی کے باوجود جنگ قادسیہ میں اپنے بیٹوں کے ساتھ شریک ہوئیں۔ جنگ سے پہلے اپنے بیٹوں کے ساتھ یہ ولولہ انگیز تقریر کی ”میرے بیٹو! تم اپنی خوشی سے اسلام لائے، اپنی خوشی سے ہجرت کی۔ اس اللہ کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح تم ایک باپ کی اولاد ہو تمہارا نسب بے عیب اور تمہارا حسب بے داغ ہے خوب سمجھ لو کہ جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی کار ثواب نہیں، آخرت کی دائمی زندگی، دنیا کی فانی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ کل اللہ کی نصرت کی دعا مانگتے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑنا اور جب دیکھو کہ لڑائی کا تنور خوب گرم ہے اور جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں تو خاص آتش دان میں گھس جانا اور دیوانہ وار تلوار چلانا۔ ہو سکے تو دشمن کے سپہ سالار پر حملہ آور ہونا، کامیاب رہے تو بہتر اور اگر شہادت نصیب ہوئی تو یہ اس سے بھی بہتر ہے کہ آخرت کی فضیلت کے مستحق بنو گے۔“ اگلے روز معرکہ کارزار گرم ہوا تو ضعیف العمر خاتون نے اپنے ناتواں ہاتھ بارگاہ الٰہی میں اٹھا دیئے ”الٰہی! میری متاع عزیز یہی تھی جو میں نے تیرے سپرد کر دی ہے۔“ جنگ ختم

ہوئی تو اس جری اور حوصلہ مند خاتون نے باری باری اپنے چاروں بیٹوں کی شہادت کی خبر سنی تو پھر اپنے دست ناتواں بارگاہ الٰہی میں پھیلا دیئے ''اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے بیٹوں کے قتل سے مشرف کیا۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ قیامت کے دن مجھے ان بچوں کے ساتھ سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔''

جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے متعلق ہم نے تاریخ اسلام کے چند واقعات تحریر کئے ہیں ورنہ قرن اولیٰ کے مسلمانوں کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ جہاد ان کی روزمرہ زندگیوں میں اسی قدر رچ بس چکا تھا کہ ان کے نزدیک جہاد کے بغیر اسلامی زندگی کا تصور نا تمام اور ادھورا تھا۔ اس کا کچھ اندازہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے ان اشعار سے لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے جہاد پر روانہ ہوتے ہوئے اپنے ایک ساتھی حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کو لکھوائے۔

يَا عَابِدَ الْحَرَمَيْنِ لَوْ اَبْصَرْتَنَا	لَعَلِمْتَ اَنَّکَ فِی الْعِبَادَةِ تَلْعَبُ
مَنْ کَانَ يَخْضِبُ خَدَّهُ بِدَمُوْعِهِ	فَنُحُوْرُنَا بِدِمَائِنَا تَتَخَضَّبُ
رِيْحُ الْعَبِيْرِ لَکُمْ وَنَحْنُ عَبِيْرُنَا	رَهْجُ السَّنَابِکِ وَالْغُبَارُ الْاَطْيَبُ

(ابن کثیر)

ترجمہ: ''اے حرم مکہ اور حرم مدینہ میں بیٹھ کر عبادت کرنے والے، اگر تو ہمارا حال دیکھ لے تو تجھے معلوم ہو جائے کہ تیری عبادت تو محض کھیل ہے ایک وہ شخص ہے جس کے آنسو اس کے رخساروں کو تر کرتے ہیں اور دوسرے ہم لوگ ہیں کہ اپنی گردنیں اللہ کی راہ میں کٹوا کر اپنے ہی خون میں نہا لیتے ہیں تمہارے لئے ''اگر'' کی خوشبوئیں اور ہمارے لئے گھوڑوں کے ٹاپوں کی خاک اور پاکیزہ غبار ہی ''اگر'' کی خوشبو ہے۔''

ہارون الرشید (170ہجری تا 193ہجری) نے ایک مرتبہ عظیم محدث ابو معاویہ رحمہ اللہ سے رسول اکرم ﷺ کی یہ حدیث سنی ''میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور مارا جاؤں، پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں، پھر جہاد کروں اور پھر مارا جاؤں'' (مسلم) حدیث سن کر ہارون الرشید اتنا رویا کہ ہچکی بندھ گئی اور اس کے بعد ساری زندگی کے لئے معمول بنا لیا کہ ایک سال حج کے لئے جاتا اور ایک سال جہاد میں شریک ہوتا۔ [1]

[1] تاریخ اسلام از معین الدین، حصہ سوم، ص 126

قرآن مجید کی تعلیمات، حیات طیبہ کی ترغیبات اور قرون اولیٰ کی پاکباز ہستیوں کے طرز عمل نے مسلمانوں کے اندر جہاد اور شہادت کا وہ جذبہ اور ولولہ پیدا کردیا کہ ہر زمانے میں مجاہدین کے محیر العقول کارنامے کبھی دنیا کے اس خطے میں کبھی دنیا کے اس خطے میں بڑی کثرت سے ملتے ہیں۔ برصغیر پاک وہند میں تحریک شہیدین انیسویں صدی میں جہاد فی سبیل اللہ کی بڑی ولولہ انگیز اور ایمان پرور تحریک تھی جس نے قرون اولیٰ کی یادیں تازہ کردیں۔

1612ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی تاجروں کے بھیس میں برصغیر ہند میں وارد ہوئے اور آتے ہی برصغیر پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے عیارانہ چالوں اور مکارانہ سازشوں کا جال پھیلانا شروع کردیا۔ 1668ء تک ہندوستان کی تینوں اہم بندرگاہوں کلکتہ، بمبئی اور مدارس پر ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنا قبضہ جما لیا۔ ہندوستان پر انگریزوں کے پھیلتے ہوئے منحوس سایوں کو ہندوستان کی دو عبقری شخصیتوں نے بھانپ لیا اور بنگال کے حکمران سراج الدولہ نے ثانیا میسور کے حاکم حیدر علی نے، سراج الدولہ کو 1707ء میں جنگ پلاسی میں شکست دے کر انگریزوں نے سارے ہندوستان پر اپنے تسلط کا راستہ ہموار کرلیا۔ 1799ء میں سرنگا پٹم کے مقام پر حیدر علی کے بیٹے شجاعت اور بسالت کے پیکر سلطان ٹیپو کو شہید کیا گیا تو انگریز جنرل نے سلطان کی نعش پر کھڑے ہو کر بڑی مسرت سے یہ الفاظ کہے ”آج کے بعد ہندوستان ہمارا ہے۔“ [1] چنانچہ 1803ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمائندہ نے بادشاہ سے ملکی انتظام کا پروانہ بزور لکھوا کر اعلان کردیا ”خلق خدا کی، ملک بادشاہ سلامت کا، حکم کمپنی بہادر کا“ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ جاری کردیا جس کے نتیجے میں 1826ء میں تحریک شہیدین کا آغاز ہوا جس کا انجام 6 مئی 1831ء کو بالاکوٹ میں بڑے بڑی علماء، فضلاء اور مشائخ کی شہادت کی صورت میں نکلا۔ بظاہر ناکامی کے باوجود سید احمد شہید رحمہ اللہ کی لگائی ہوئی آگ پورے برصغیر میں سلگ رہی تھی۔ چنانچہ 1857ء کی ایک صبح جب انگریزوں نے سلطنت مغلیہ کا چراغ گل کرکے بہادر شاہ ظفر کو جلاوطن کردیا۔ علماء، فضلاء اور مشائخ انگریزوں کی بربریت کا نشانہ بنے، جابجا پھانسیاں گاڑی گئیں تو سید احمد شہید رحمہ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ پورے ہندوستان میں ”تحریک آزادی“ کی شکل میں بھڑک اٹھی۔ تحریک آزادی کا سفر شروع ہوا تو اس میں ہندو بھی شریک تھے لیکن قائدانہ کردار مسلمانوں کا ہی تھا جو اس

[1] تاریخ ندوۃ العلماء از مولوی محمد اسحاق جلیس رحمہ اللہ، حصہ اول، ص 34

تحریک میں جہاد فی سبیل اللہ کے جذبہ سے کام کر رہے تھے۔خصوصاً تحریک شہیدین کے فیض یافتگان کا کردار بڑا سرفروشانہ تھا۔تحریک آزادی ناکام ہوئی تو انگریزوں نے ہندوستان پر تادیر سامراجی مسلط قائم رکھنے کے لئے دوطرح کے اقدام کیئے۔اولاً: جہاد، جو کہ مسلمانوں کے لئے جسم میں خون کی حیثیت رکھتا تھا، کا تصور ختم کرنے کے لئے اپنے قدیم وفادار خاندان کے ''گل سرسبد'' مرزا غلام احمد قادیانی کی آبیاری کی گئی (اس کا مفصل ذکر آگے آئے گا)۔ثانیاً: مسلمانوں کو ان کے قائدانہ کردار کی سزا دینے کے لئے زندگی کے ہر میدان میں پیچھے رکھنے کا فیصلہ کیا گیا چنانچہ کلیدی عہدوں سے انہیں ہمیشہ کے لئے الگ کر دیا گیا، ان پر ہر طرح سے معاش کے دروازے بند کر دیئے گئے، ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں، ان اوقاف اور جائیدادوں کو ضبط کر لیا گیا جن سے ان کے مدارس چلتے تھے۔مجاہدین پر مقدمات قائم کر کے ان پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑ دیئے گئے، انہیں طرح طرح سے ذلیل ورسواء کیا گیا۔❶ تاکہ آئندہ کوئی شخص آزادی کا خواب دیکھنے کی جرات نہ کر سکے۔ان مظالم کی تفصیل بڑی لرزہ خیز اور روح فرسا ہے۔کتاب ہذا کے ضمیمہ میں ان مظالم کی چند جھلکیاں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

انگریزوں نے جن علماء، فضلاء اور مجاہدین پر مقدمے قائم کئے ان کی روئداد بڑی ایمان پرور بھی ہے اور روح فرسا بھی۔ پانچ مقدمہ ہائے سازش ان سب میں زیادہ مشہور ہیں۔ مقدمہ سازش انبالہ 1864ء، مقدمہ سازش پٹنہ 1864ء، مقدمہ سازش راجہ محل 1870ء، مقدمہ سازش مالوہ 1870ء، مقدمہ سازش انبالہ 1871ء۔ہم ان میں سے صرف ایک مقدمہ سازش انبالہ 1864ء کی روئداد کے بعض حصے یہاں پیش کر رہے ہیں۔❷

16 دسمبر 1863ء کو مولوی محمد جعفر تھانوی رحمہ اللہ جو کہ اپنے علاقے کے نمبردار تھے، اپنے چار ساتھیوں سمیت گرفتار ہو کر انبالہ جیل میں پہنچے۔دو ماہ بعد مولانا یحیٰی علی صادق پوری (امیر مجاہدین) اپنے تین

---

❶ انگریزوں نے سلطان ٹیپو کی توہین اور ہتک کرنے کے لئے اپنے کتوں کے نام ''ٹیپ ٹیپ'' رکھے۔جس کے دیکھا دیکھی دیسی صاحب بہادروں نے بھی اپنے کتوں کے نام ''ٹیپ ٹیپ'' رکھنے شروع کر دیئے۔سلطان ٹیپو کے جری اور بہادر وزیر جنگ جسے ''خانساماں'' کہا جاتا ہے، کا لفظ انگریزوں نے اپنے باورچیوں کے لئے استعمال کیا اور بوقت شہادت سلطان ٹیپو نے جو وردی پہن رکھی تھی اس طرز کے کپڑے اپنے اردلیوں کو پہنائے۔

❷ مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو ''ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک'' از مسعود عالم ندوی رحمہ اللہ ''جب ایمان کی بہار آئی'' از میاں ابوالحسن علی ندوی اور ''سید بادشاہ کا قافلہ'' از آبادشاہ پوری۔

ساتھیوں سمیت گرفتار ہو کر اسی جیل میں آئے۔ تفتیش شروع ہوئی تو پولیس کیپٹن پارسن، ڈی آئی جی پولیس میجر بمفیلڈ اور ڈی سی انبالہ کپتان ٹائی نے مولوی محمد جعفر رحمہ اللہ سے پوچھا ''سازش کی تفصیل بتاؤ۔'' مولوی صاحب کا ایک ہی جواب تھا ''مجھے علم نہیں'' اس پر کپتان پارسن آپے سے باہر ہو گیا، دیوانہ وار مولوی صاحب پر بید برسانے لگا ہر ضرب اتنی شدید تھی کہ ہاتھی پر پڑتی تو وہ بلبلا اٹھتا مگر مولوی صاحب ضرب پر ضرب سہتے رہے۔ پشت، بازوؤں اور ٹانگوں سے خون رسنے لگا لیکن ان کے منہ سے اف تک نہ نکلی۔ اس حیرت انگیز قوت برداشت سے پارسن باؤلا ہو گیا جوش جنوں میں پیٹتا اور چنگھاڑتا رہا۔ مولوی صاحب مار کھاتے کھاتے زمیں پر گر پڑے، مولوی صاحب زمین پر پڑے پڑے مار کھا رہے تھے اور چپ تھے۔ کپتان مارتے مارتے تھک گیا، اس کی طاقت جواب دے گئی مگر مولوی صاحب سے ایک لفظ نہ نکلوا سکا، پارسن مایوس ہو کر باہر نکلا۔ داروغہ نے کوٹھڑی کا دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا اور پولیس کپتان، ڈی آئی جی اور ڈی سی تینوں اپنی ناکامی پر تلملاتے بھناتے واپس چلے گئے۔ مولوی صاحب کو اندازہ ہو گیا کہ یہ لوگ اب انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے، مولوی صاحب کے ذمہ رمضان کے کچھ روزے باقی تھے وہ رکھنے شروع کر دیئے۔

اگلے روز پارسن پھر آ دھمکا اور مشق ستم شروع کر دی، کچھ دیر کے بعد مولوی صاحب کو ڈی سی کے بنگلے میں لے گیا۔ وہاں ڈی سی کے علاوہ ڈی آئی جی بھی موجود تھا، ڈی سی کہنے لگا ''مولوی صاحب تم بڑے سمجھدار آدمی ہو، اپنے علاقے کی ممتاز شخصیت ہو، ہم تحریری وعدہ کرتے ہیں اگر جہاد میں شریک دوسرے لوگوں کے متعلق بتا دو تو ہم تمہیں وعدہ معاف بنا کر رہا کر دیں گے اور اعلیٰ منصب بھی دیں گے۔'' مولوی صاحب نے بلا تامل یہ پیشکش ٹھکرا دی اور اپنا ہی مؤقف دہرایا ''مجھے معلوم نہیں'' پارسن مولوی صاحب کو بنگلے کے ایک الگ کمرے میں لے گیا، جہاں پولیس کے چار پانچ نوجوان منتظر بیٹھے تھے۔ پارسن کمرے میں داخل ہوتے ہی چیخا ''اسے پکڑ لو......'' وہ خون خوار بھیڑیوں کی طرح جھپٹے اور مولوی صاحب کو اوندھے منہ فرش پر دے ٹپکا اور اس بے رحمی سے پیٹا کہ خدا کی پناہ۔ کمرے کے در و دیوار لرز اٹھے، مار مار کر تھک جاتے تو سانس لیتے، رکتے اور تازہ دم ہو کر مولوی صاحب کو لتروں، لاتوں اور بیدوں سے دھنکنے لگتے۔ سارا دن اسی وحشیانہ مار پیٹ میں گزر گیا۔ مولوی صاحب کی زبان پر مسلسل یہ دعا جاری تھی ''الٰہی! یہ وقت امتحان ہے مجھے اس میں ثابت قدم رکھ'' مار پیٹ نے زبان خشک کر دی، حلق میں کانٹے چبھنے لگے، کئی بار نیم غشی کی

حالت طاری ہوئی اس کے باوجود فولاد کی طرح سخت اور نا قابل شکست تھے صبح کے آٹھ بجے سے رات کے آٹھ بج گئے اور مار پیٹ جاری رہی، انگریز افسروں نے مایوس ہو کر جیل پہنچا دیا بنگلے سے باہر نکلے تو درخت کے پتوں سے روزہ افطار کیا۔ سارا جسم زخموں سے چور تھا مگر مردِ حق کا سر اب بھی بلند تھا انگریز مولوی صاحب کو سرنگوں کرنے میں ناکام رہے تھے۔

اپریل 1864ء میں گیارہ ''مجرمانِ عشق'' کی پہلی بار مجسٹریٹ کی عدالت میں پیشی ہوئی جن میں مولوی محمد جعفر اور امیر مجاہدین مولانا یحییٰ علی صادق پوری اور باقی نو ان کے جانثار رفقاء تھے۔ پیشی کے دوران نماز ظہر کا وقت آیا تو مولوی محمد جعفر رحمہ اللہ نے نماز پڑھنے کی اجازت مانگی، مجسٹریٹ بہادر فرمانے لگے ''تم لوگوں کے لئے مقدمہ ملتوی نہیں کیا جا سکتا'' یہ جواب سن کر سارے بلا کشانِ اسلام عدالت کے اندر ہی زمین پر تیمّم کر کے مولانا یحییٰ علی صادق کی امامت میں نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اردگرد پولیس اور فوج کے دوسو مسلح جوان بندوقیں اور سنگینیں تانے منتظرِ حکم کھڑے تھے۔ تین دن ان ''مجرموں'' نے ایسے ہی فرضِ عشق ادا کیا، چوتھے روز مجسٹریٹ نے ایک ایک آدمی کو تین تین محافظوں کی حفاظت میں عدالت سے باہر جا کر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ 6 مئی 1864ء فیصلہ کا دن تھا۔ ملزم ہتھکڑیوں، بیڑیوں اور طوق و سلاسل میں جکڑے ہوئے عدالت میں لائے گئے۔ عدالت کے جج ہربرٹ ایڈورڈز نے نفرت بھری نظر ملزموں پر ڈالی اور فیصلہ سنایا ''یحییٰ علی ولد الٰہی بخش، محمد جعفر ولد میاں جیون اور محمد شفیع ولد محمد تقی کو سزائے موت مع ضبطی جائیداد دی جاتی ہے۔ پھانسی کے بعد ان کی لاشیں گورستان جیل میں دفن کی جائیں۔''

مولانا یحییٰ علی کا نورانی چہرہ فیصلہ سن کر کچھ اور بھی روشن ہو گیا۔ سارے مقدمات کے دوران آیات قرآنی زبان پر رہیں فرمانے لگے اگر ہفت اقلیم کی بادشاہت بھی مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس سزا (شہادت) سے ہوئی ہے۔ جج نے مولوی محمد جعفر صاحب کو نفرت آمیز نگاہوں سے مخاطب کر کے کہا ''میں تمہیں پھانسی پر لٹکتا دیکھ کر بہت خوش ہوں گا تم نے اپنی ساری ذہانت اور لیاقت سرکار کے خلاف استعمال کی ہے۔'' مولوی صاحب نے بڑے سکون سے جواب دیا ''جان لینا اور دینا اللہ کا کام ہے وہ اس بات پر قادر ہے کہ میرے مرنے سے پہلے تمہیں ہلاک کر دے۔'' مولوی صاحب کی بات الہامی ثابت ہوئی، چند دن بعد جج ایک ناگہانی موت کا شکار ہو گیا۔ مقدمہ کے باقی آٹھ ملزموں کو حبس دوام بہ عبور دریائے شور مع ضبطی

جائیداد کی سزا دی گئی۔ پھانسی پانے والے تینوں مردان حق کے بارے میں انگریزوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ لوگ پھانسی پانے پر بہت خوش ہیں چنانچہ سیشن جج کے فیصلہ کے خلاف جوڈیشنل کمشنر کی عدالت میں اپیل دائر کی گئی۔16 دسمبر1864ء کو ڈپٹی کمشنر انبالہ نے پھانسی گھروں میں جا کر جوڈیشنل کمشنر کا حکم سنایا کہ تم لوگ پھانسی پانے کو بہت محبوب رکھتے ہو اس لئے سرکار تمہیں تمہاری دل چاہتی سزا نہیں دیں گے اس نے تمہاری سزائے موت، حبس دوام بہ عبور دریائے شور سے بدل دی ہے۔جیل خانہ کے دستور کے مطابق تینوں قیدیوں کے سر اور داڑھی کے بال مونڈ دیئے گئے مولانا یحییٰ رحمہ اللہ بار بار کٹی ہوئی داڑھی کے بال اٹھا کر فرماتے ''افسوس نہ کر تو خدا کی راہ میں پکڑی گئی اور اس کی راہ میں کاٹی گئی۔'' مولانا یحییٰ علی صادق پوری اور ان کے رفقاء کرام ایک جیل سے دوسری جیل میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ دسمبر1865ء میں جزائر انڈیمان (کالا پانی) پہنچا دیئے گئے۔مولانا یحییٰ علی صادق رحمہ اللہ کالا پانی میں ہی 3 فروری 1868ء کو اپنے خالق حقیقی کے پاس جا پہنچ گئے جبکہ مولوی محمد جعفر رحمہ اللہ 18 سال قید بامشقت کاٹنے کے بعد 18 جنوری 1883ء کو رہا ہو کر ہندوستان پہنچے اور اس مقدمہ کی روداد ابتلا ''تواریخ عجیب'' (معروف بہ کالا پانی) کے نام سے رقم ہے۔

انگریزوں کے قائم کردہ باقی مقدمات بغاوت کی روئداد اپنی اپنی جگہ ایک الگ داستان استقامت وعزیمت ہے اللہ پر توکل کرنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے والوں کی سیرت، کردار، قربانی، ایثار، تقویٰ اور خلوص کے واقعات پڑھنے کے بعد انسان سوچنے لگتا ہے کہ یہ واقعات واقعی زندہ حقیقت ہے یا افسانے ہیں۔ یہ لوگ ہم جیسے گوشت پوست کے انسان تھے یا کوئی دوسری پراسرار مخلوق تھے۔اندلس کے میدان میں طارق بن زیاد رحمہ اللہ کی دعا کو شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ نے اشعار کی خوبصورت زبان عطا کی وہ ایسے ہی عظیم انسانوں کے لئے تھی۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

حق و باطل کی کش مکش میں حق کا یہ کردار جو کبھی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور کبھی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقدر بنا، کبھی محمد بن قاسم رحمہ اللہ اور کبھی طارق بن زیاد رحمہ اللہ نے ادا کیا کبھی سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ اور کبھی

الپ ارسلان رحمہ اللہ کے نام سے یہ تاریخ کے ماتھے کا جھومر بنا کبھی نورالدین زنگی رحمہ اللہ اور کبھی صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے نام سے سامنے آیا، کبھی اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ اور کبھی سید احمد شہید رحمہ اللہ کے نام سے باطل سے برسر پیکار رہا، یہ سب ایک ہی کردار کے مختلف نام ہیں جو ازل سے زندہ ہیں اور ابد تک زندہ رہیں گے، خواہ دشمنان دین اسے مٹانے اور ختم کرنے کے کتنے ہی جتن کرتے رہیں۔

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾

''کافر لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔'' (سورۃ الصف، آیت نمبر 8)

جہاد......ایمان اور نفاق کے درمیان خط امتیاز:

ایمان اور نفاق دو الگ الگ اور متضاد راستے ہیں اگرچہ بظاہر دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا اہل ایمان بھی کلمہ گو، منافق بھی کلمہ گو، اہل ایمان بھی نمازی اور روزہ دار، منافق بھی نمازی اور روزہ دار، لیکن جو چیز کھرے اور کھوٹے کو، سچ اور جھوٹ کو، ایمان اور نفاق کو ایک دوسرے سے الگ کرنے والی ہے وہ صرف جہاد ہے میدان جنگ میں پہنچ کر اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرنا، جہاد فی سبیل اللہ کا آخری مرحلہ ہے، لیکن اس آخری مرحلہ سے قبل کتنے ہی ایسے مراحل ہیں جن میں انسان کے ایمان کی ایک بار نہیں بلکہ سوسو بار آزمائش ہوتی ہے والدین کی محبت، اولاد کی محبت، بیوی کی محبت، اعزہ اقارب کی محبت، مال و دولت کی محبت، کاروبار کی محبت اور پُر آسائش یا آرام دہ گھر کی محبت، زندگی کی محبت جو شخص محبت کی ان ساری زنجیروں کو توڑ کر صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں سرشار ہوتا ہے وہی میدان جنگ تک پہنچ پاتا ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عہد نبوی ﷺ میں وہی لوگ جو مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز، روزہ کرتے تھے اللہ کی راہ میں سردھڑ کی بازی لگانے کا حکم ہوا، تو ان پر موت کا عالم طاری ہو گیا، قرآن مجید نے ایسے لوگوں کی دلی کیفیت بڑے الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

﴿ فَاِذَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ﴾

''جب ایک پختہ سورت نازل کردی گئی جس میں جنگ کا ذکر تھا تو تم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں

بیماری تھی وہ تمہاری طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے کسی پر موت چھا گئی ہوئی ہو۔'' (سورہ محمد، آیت نمبر 20)

غزوہ احد جو کہ قتال اور خون ریزی کے اعتبار سے سب سے بڑا معرکہ تھا، میں اس حقیقت کا عملی مظاہرہ اس وقت ہوا جب رسول اکرم ﷺ مدینہ طیبہ سے ایک ہزار افراد کا لشکر لے کر نکلے جب آپ ﷺ میدان جنگ کے قریب مقام ''شوط'' پر پہنچے تو منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں (ایک تہائی لشکر) کو لے کر الگ ہو گیا۔ بہانہ یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کرنے کی میری تجویز مسترد کر دی ہے حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ منافق جہاد سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتے تھے۔ دوسری طرف صادق الایمان لوگوں کا حال یہ تھا کہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے جنگ سی قبل مشاورت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ عہد کیا کہ ''اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے میں کوئی غذا نہ چکھوں گا یہاں تک کہ مدینہ کے باہر مشرکین سے اپنی تلوار کے ساتھ دو دو ہاتھ نہ کرلوں۔'' چنانچہ میدان جنگ میں بہادری اور جرأت کے جوہر دکھاتے ہوئے خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے اور سید الشہداء کا خطاب پایا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو بدر میں شرکت سے محروم رہ گئے تھے انہوں نے مشاورت کے موقع پر عرض کیا ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم تو اس دن تمنا کیا کرتے تھے اور اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے، اب اللہ نے یہ موقع فراہم کر دیا ہے اور میدان میں نکلنے کا وقت آ گیا ہے تو پھر آپ دشمن کے مدمقابل تشریف لے چلیں دشمن یہ نہ سمجھے کہ مسلمان ڈر گئے ہیں۔''

غزوہ احزاب میں خندق کھودنے کی وجہ سے غزوہ احد جیسا خونی معرکہ تو برپا نہ ہو سکا لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جس طرح پورے عرب کی اسلام دشمن قوتیں یک جان ہو کر ریاست مدینہ پر آن حملہ آور ہوئیں اگر غزوہ احزاب میں وہی دو بدو لڑائی کی صورتحال پیش آ جاتی تو اس قدر خون ریزی ہوتی کہ کشتوں کے پشتے لگ جاتے۔ اس نازک صورت حال کی تصویر کشی خود اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں ان الفاظ میں کی ہے:

﴿ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۝ ﴾

''اس وقت جب خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آ گئے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔'' (سورہ احزاب، آیت نمبر 10)

اس غزوہ نے بھی دونوں فریقوں کے ایمان کی اصل حقیقت کھول کر رکھ دی۔ منافقین نے جنگ کی

خطرناک صورت حال دیکھ کر کہنا شروع کر دیا:

﴿ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ○﴾

''اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے (قیصر و کسریٰ کے) جو وعدے کئے تھے وہ سب دھوکہ اور فریب تھے۔'' (سورہ احزاب، آیت نمبر 12)

اور میدان جنگ میں یہ کہہ کر نبی اکرم ﷺ سے رخصت لینا شروع کر دی ﴿ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ﴾ ''مدینہ میں ہمارے گھر تو (مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو قریظہ کی غداری کی وجہ سے) خطرے میں ہیں۔'' (سورہ احزاب، آیت نمبر 13) اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ میں منافقین کے اس فرار پر یوں تبصرہ فرمایا:

﴿ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○﴾

''اے نبی! ان سے کہو اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہارے لئے کچھ بھی نفع بخش نہیں ہو گا اس کے بعد زندگی کے مزے لوٹنے کا تھوڑا ہی موقع تمہیں مل سکے گا۔'' (سورہ احزاب، آیت نمبر 16)

منافقین کے اس طرز عمل کے مقابلہ میں سچے مومنین کا طرز عمل بھی ملاحظہ ہو:

مسلمانوں نے جب کفار کے ٹڈی دل لشکر چاروں طرف سے آتے دیکھے، تو ان کے دل بھی کانپ اٹھے۔ کلیجے خوف کے مارے منہ کو آ گئے اور قرآن مجید کے ان الفاظ میں ﴿ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ○ ﴾ یعنی ''اہل ایمان اس موقع پر بری طرح ہلا ڈالے گئے، لیکن اس ساری پر خطر صورت حال پر اہل ایمان کا رد عمل بالکل مختلف تھا۔ انہوں نے کہا:

﴿ هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا ○﴾

''یہ (آزمائش کی گھڑی) وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا (کہ ایمان لانے کے بعد شدید آزمائشیں اور مصیبتیں تم پر آئیں گے جن کا مقابلہ کرنے کے بعد ہی تمہیں غلبہ نصیب ہو گا) اللہ اور اس کے رسول کی بات بالکل سچی تھی۔ اس واقعہ نے ان کے ایمان اور جذبہ تسلیم و رضا کو اور زیادہ بڑھا دیا۔'' (سورہ احزاب، آیت نمبر 22)

چنانچہ اہل ایمان کے اس جذبہ صادقہ کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں تحسین فرمائی۔

﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً ○﴾

''ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے وعدہ کو سچ کر دکھایا ہے ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے اور انہوں نے اپنے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔'' (سورہ احزاب، آیت نمبر 23)

غزوہ تبوک بعض وجوہات کی بناء پر غزوہ احد اور غزوہ احزاب دونوں سے زیادہ سخت آزمائش کا موقع تھا۔ اولاً مسلمانوں کا مقابلہ آدھی دنیا پر پھیلی ہوئی وقت کی سب سے بڑی عسکری اور مادی قوت ......روم...... سے تھا۔ ثانیاً شدید گرمی کا زمانہ تھا، سفر طویل اور پر خطر تھا۔ ثالثاً معاشی لحاظ سے ملک کے اندر قحط اور عسرت کا دور دورہ تھا جس کی وجہ سے وسائل کی شدید قلت تھی۔ رابعاً نئے سال کی فصلیں کٹنے کے لئے تیار تھیں۔ جہاد پر روانگی کا مطلب سالانہ پیداوار کے ایک بڑے حصہ کا خسارہ برداشت کرنا تھا چنانچہ اس غزوہ نے بھی منافقین اور مومنین کو چھانٹ چھانٹ کر الگ کر دیا۔ منافق رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور مختلف حیلوں بہانوں سے رخصت چاہتے۔ رسول اکرم ﷺ انہیں بلا تامل رخصت عنایت فرما دیتے۔ ایک منافق جد بن قیس نے حاضر ہو کر عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میں ایک حسن پرست آدمی ہوں، ڈرتا ہوں کہیں رومی عورتوں کو دیکھ کر فتنے میں نہ پڑ جاؤں، لہٰذا مجھے رخصت دے دیں۔'' رسول اکرم ﷺ نے تو رخصت دے دی، لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی منافقانہ بہانہ سازی کا پول کھول دیا۔

﴿ اَلاَ فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ○﴾

''سنو! یہ لوگ (جہاد میں شرکت نہ کر کے) فتنے میں تو پڑ ہی گئے ہیں اور جہنم نے ان کافروں (یعنی منافقوں) کو گھیر رکھا ہے۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 49)

بعض منافقوں نے گرمی کا بہانہ بنایا جس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ○﴾

''اے نبی! ان سے کہو جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے، کاش! انہیں اس کا شعور ہوتا۔'' (سورہ

توبہ، آیت نمبر 81)

بعض منافقوں نے طویل سفر کی صعوبتوں اور تکلیفوں کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

﴿ یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ ﴾

''یہ لوگ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 42)

بعض منافقوں نے مومنین کے انفاق فی سبیل اللہ کا مذاق اڑایا اور تمسخر اڑایا جو زیادہ مال لے کر آتا اس پر ریاکاری کی پھبتی کسی جاتی اور جو کم مال لاتا اس کا یوں مذاق اڑایا جاتا کہ اس فنڈ کے ذریعے روم کے عظیم قلعے فتح کئے جائیں گے، وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے اس مذاق اور تمسخر کے جواب میں صرف ایک بات ارشاد فرمائی:

﴿ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ ﴾

''اللہ مذاق اڑانے والوں کو (دنیا میں ذلیل اور رسوا کر کے) ان کا مذاق اڑاتا ہے اور (آخرت میں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 79)

اب ایک نظر اس جنگ میں صادق الایمان مسلمانوں کا طرز عمل بھی ملاحظہ ہو، اعلان جہاد ہوتے ہی سب مسلمانوں نے بلا تامل تیاری شروع کر دی جن لوگوں کے پاس زاد سفر نہیں تھا وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ ہمارے لئے بھی کوئی سواری کا بندوبست کر دیا جائے، لیکن رسول اکرم ﷺ کی طرف سے سامان سفر مہیا نہ کر سکنے کی وجہ سے اہل ایمان حسرت و یاس سے آنسو بہاتے واپس آ جاتے۔ قرآن مجید نے ان لوگوں کا ذکر خیر ان الفاظ میں کیا:

﴿ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ ۝ ﴾

''وہ لوگ جنہوں نے خود آ کر درخواست کی تھی کہ ہمیں سواریاں مہیا کی جائیں اور جب تم نے کہا کہ میں تمہارے لئے سواریاں مہیا نہیں کر سکتا تو وہ مجبوراً واپس چلے گئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اس بات کا بڑا رنج تھا کہ وہ اپنے خرچ پر شریک جہاد ہونے کی طاقت نہیں

رکھتے۔‘‘(سورہ توبہ، آیت نمبر92)

پھر جب رسول اکرم ﷺ نے جہاد کے فنڈ کا اعلان فرمایا، تو مخلص اور سچے مسلمانوں نے قحط سالی اور عسرت کے باوجود ایسی ایسی نادر مثالیں پیش کیں جو رہتی دنیا تک اہل ایمان کو نیا جذبہ اور ولولہ مہیا کرتی رہیں گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا سامان اٹھا کر لے آئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر کی ہر چیز نصف نصف کر لائے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مجموعی طور پر 900 اونٹ 100 گھوڑے، 40 کلو چاندی، اور 5.50 کلو سونا خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ 29.50 کلو چاندی اور حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ 13.50 ہزار کلو کھجوریں لے کر حاضر ہوئے۔ خواتین نے اپنے زیور اتار کر دے دیئے۔ ایک انصاری حضرت ابو عقیل نے رات بھر کنواں چلا کر 4 کلو چھوہارے اجرت حاصل کی، دو کلو بال بچوں کے لئے اور 2 کلو جہاد فنڈ کے لئے لے آئے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے مخلص صحابی کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے حکم دیا ’’ان چھوہاروں کو سارے مال کے اوپر بکھیر دو۔‘‘ یوں اس موقع پر بھی دونوں کرداروں کی اصل حقیقت کھل کر سامنے آ گئی۔

غزوہ تبوک کے موقع پر مخلص مومنین اور منافقین کے علاوہ ایک تیسرے گروہ کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے، جو تھے تو سچے اور مخلص مومن، لیکن محض بشری کمزوری اور کوتاہی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ان میں تین حضرات (کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، بلال بن امیہ رضی اللہ عنہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تبوک سے واپسی پر رسول اکرم ﷺ نے ان حضرات سے جہاد میں عدم شرکت کی وجہ دریافت فرمائی تو سچ سچ بتا دیا کہ کسی عذر کے بغیر کوتاہی ہوئی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے بائیکاٹ کا حکم دے دیا۔ رسول اکرم ﷺ کا یہ زبانی حکم تینوں حضرات کے لئے ایک ایسی قید تنہائی ثابت ہوئی کہ جیسے شہر مدینہ کے زمین و آسمان ہی بدل گئے ہوں۔ چالیس روز کے بعد حکم دیا گیا کہ اپنی بیویوں سے بھی الگ ہو جاؤ، اس حکم پر بھی برضا و رغبت عمل کیا گیا۔ پچاسویں روز آسمانوں سے قبولیت توبہ کا مژدہ جانفزا نازل ہوا تو چہرے خوشی سے دمک اٹھے، مبارک سلامت کی آوازوں سے مدینہ منورہ کے گلی کوچے گونج اٹھے، قبولیت توبہ کی خوشی میں صدقات دیئے گئے۔

غزوہ تبوک کے اس تیسرے کردار پر غور کرنے سے جو اہم بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جہاد کے

موقع پر اگر کوئی شخص نیک نیتی سے بھی سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل گرفت ہے، خواہ اس سے پہلے وہ خدمت دین کے کتنے بڑے بڑے کارنامے کیوں نہ سرانجام دے چکا ہو۔

غزوہ احد، غزوہ احزاب اور غزوہ تبوک کے حالات پر نظر ڈالنے سے باسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ایمان کو جانچنے کی کسوٹی صرف جہاد ہی ہے۔ جہاد کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں تن من دھن قربان کر دینا خالص ایمان کی علامت اور جہاد سے جی چرانا واضح طور پر نفاق کی علامت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک حدیث مبارکہ میں بھی یہ بات ارشاد فرمائی ہے ''جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے کسی جہاد میں حصہ نہ لیا نہ ہی کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی وہ نفاق کے ایک حصہ پر مرا۔'' (مسلم)، لٰہذا ہم سب کو اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ جہاد کے حوالے سے ہم ایمان کے کس درجہ پر فائز ہیں؟

جہاد......دنیا میں عزت اور عظمت کا واحد راستہ:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں آخرت میں جہاد کے اجر عظیم کا تذکرہ فرمایا ہے وہاں دنیا میں اس سے حاصل ہونیوالے ثمرات کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝﴾

''ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل و رسوا کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہیں فتح عطا فرمائے گا بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اور ان کے دلوں کی جلن مٹا دے گا اور جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 14-15)

سورہ توبہ کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کے نتیجے میں حاصل ہونے والے پانچ دنیاوی فوائد کا ذکر فرمایا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

① اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ذریعہ کفار و مشرکین کو سزا دلوائے گا۔
② مسلمانوں کے ہاتھوں کفار و مشرکین کو ذلیل اور رسوا کرے گا۔
③ کفار و مشرکین کے مقابلہ میں مسلمانوں کو فتح نصیب کرے گا۔

④ کفار و مشرکین کے انجام بد کی وجہ سے مسلمانوں کو سکون اور راحت پہنچائے گا۔
⑤ بعض کافروں اور مشرکوں کو جہاد کے نتیجے میں اسلام قبول کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔

عہد نبوی ﷺ کے سب سے پہلے جہاد غزوہ بدر کے نتائج پر تبصرہ کرتی ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنگ سے پہلے مسلمانوں کی جو حالت بتائی وہ یہ تھی۔

﴿ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ ○ ﴾

”(اے مسلمانوں!) یاد کرو وہ وقت جب تم تھوڑے تھے، زمین میں تم کو کمزور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے تھے کہیں لوگ تمہیں مٹا نہ دیں۔“

یعنی جنگ سے پہلے مسلمان بے بس، بے زور اور ستم رسیدہ تھے۔ کفار و مشرکین کے جبر و تشدد کا شکار تھے حتی کہ انہیں ڈر تھا کہ کفار ہمیں ملیا میٹ ہی نہ کر دیں۔ جنگ کے بعد مسلمانوں کی حالت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

﴿ فَاٰوٰىكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ ﴾

”(جنگ کے بعد) اللہ تعالیٰ نے تمہیں پناہ مہیا کر دی، اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کئے اور تمہیں پاکیزہ رزق مہیا فرمایا تاکہ تم شکر گزار بنو۔“

یعنی جنگ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سرخرو کیا، عزت اور عظمت عطا فرمائی، سیاسی اور معاشی دونوں لحاظ سے مستحکم کر دیا۔ (ملاحظہ ہو سورہ انفال، آیت نمبر 26)

عہد نبوی کے غزوات کا بغور جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی عزت، عظمت اور سربلندی کے گراف میں کمی بیشی کا تمام تر انحصار جہاد کے نتائج پر رہا ہے۔ غزوہ احد کے بعد یہ گراف کچھ مدت کے لئے نیچا ہوا، لیکن اس کے بعد پیش آنے والے غزوات، احزاب، خیبر، موتہ، مکہ و حنین وغیرہ کے بعد یہ گراف بلند سے بلند تر ہوتا چلا گیا۔ یہ جہاد ہی کے ثمرات تھے کہ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کو اتنی طاقت اور قوت حاصل ہوگئی کہ زمانہ جاہلیت کی تمام رسوم بزور ملیا میٹ کر دی گئیں۔ بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک صاف کر دیا گیا، پورے عالم عرب میں مراکز شرک ختم کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دستے روانہ فرمائے۔ یہ جہاد ہی کا نتیجہ تھا کہ سقوط مکہ کے بعد پورے عالم عرب کے

قبائل وفود کی شکل میں از خود حاضر خدمت ہوکر دائرہ اسلام میں شامل ہونا شروع ہوگئے۔ جہاد کے ذریعہ حاصل ہونے والی عظمت، شان وشوکت اور سربلندی کا یہ نقطہ عروج تھا کہ آدھی دنیا پر حکومت کرنے والی سب سے بڑی فوجی قوت ......روم) جس نے ابھی ابھی اپنی مدمقابل عظیم قوت ایران کو شکست دی تھی، تبوک میں مسلمانوں کے مدمقابل آنے کی جرأت نہ کرسکی اور رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیس یوم انتظار کے بعد ساری دنیا سے اپنی طاقت اور قوت کا لوہا منوا کر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔

رسول اکرم ﷺ 11ھ (632ء) میں دنیا سے تشریف لے گئے۔ عہد صدیقی (632 تا 634ء) میں نہ صرف عراق اور حیرہ جہاد کے ذریعہ سرنگوں ہوئے بلکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے اور مدعیان نبوت کی سرکوبی اور فتنہ ارتداد کا استیصال بھی جہاد ہی کے ذریعے ممکن ہوا۔ جہاد ہی کے نتیجہ میں 635ء میں دمشق، 636ء میں حمص، انطاکیہ اور بیت المقدس فتح ہوئے اور 638ء میں پورے ملک شام پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ ایران میں فتوحات کی ابتداء عہد فاروق (634 تا 645ء) میں 635ء میں ہوئی۔ 642ء تک قادسیہ، مدائن، جلولاء، حلوان، خوزستان، اصفہان، ہمدان، رے، طبراستان، آذربائی جان، آرمینیا، کرمان اور خراسان سب کے سب مفتوح ہوگئے۔ 641ء میں مصر اور 647ء میں تیونس فتح ہوا۔ 655ء میں جزائر یونان اور قبرص فتح ہوئے۔ 670ء میں قیروان (تیونس کا شہر) فتح ہوا۔ 674ء میں بخارا اور 675ء میں سمرقند اسلامی حکومت میں شامل ہوئے۔ 693ء میں ساحل اطلس (اوقیانوس) اسلامی سلطنت کا حصہ بنا۔ 700ء میں اسلامی فوجوں نے ایشیائے کوچک پر قبضہ کیا۔ 711ء میں جنرل محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے کراچی سے ملتان تک کا علاقہ فتح کیا۔ اسی سال یعنی 711ء میں جنرل طارق بن زیادہ رحمہ اللہ جبرالٹر (سپین) پر اتر آئے اور سپین کے علاوہ آدھا فرانس بھی سرنگوں ہوگیا۔ 809ء میں کارسیکا اور 810ء میں جزیرہ سارڈینیا، 823ء میں کریٹ، 827ء میں سسلی، 846ء میں جنوبی اٹلی اور 870ء میں مالٹا مسخر ہوا۔

اندازہ فرمایئے ! کہ جہاد کی برکت سے صرف دوسو سال کے عرصہ میں بحیرہ اسود سے لے کر ملتان تک اور سمرقند سے لے کر فرانس تک تقریباً نوے (90) لاکھ مربع میل کے وسیع رقبہ پر اسلامی سلطنت کا پھریرا لہرانے لگا اور مسلمان دیکھتے دیکھتے دنیا کی عظیم الشان سیاسی، تہذیبی اور تمدنی قوت بن گئے۔ جذبہ

جہاد سے سرشار اور پے درپے فتوحات کا یہی وہ سنہرا دور تھا جس سے متاثر ہو کر علامہ اقبال رحمہ اللہ نے ''ترانہ ملی'' کے یہ شعر لکھے:

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

مسلمانوں کی عظمت وجلال اور شان وشوکت کے اس دور مسعود میں مسلمانوں کی دینی وملی حمیت وغیرت کے بے شمار واقعات تاریخ کے صفحات پر جا بجا بکھرے پڑے ہیں۔

662ء حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر قسطنطنیہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسی (80) برس کی عمر کے باوجود اس مہم میں شرکت فرمائی۔ دوران سفر ایسے بیمار ہوئے کہ جان بر نہ ہو سکے۔ مرتے وقت یہ وصیت فرمائی کہ ''میری میت سرزمین عدو میں جہاں تک لے جا سکو، لے جا کر دفن کرنا۔'' امیر لشکر نے ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے رات کے وقت ان کا جسد خاکی دفن کیا۔ قیصر روم کو اطلاع ملی تو اس نے پیغام بھجوایا ''تم لوگ جب یہاں سے واپس جاؤ گے تو ہم قبر کھود کر میت کی ہڈیاں نکال باہر پھینکیں گے۔'' قیصر کے گستاخانہ پیغام کے جواب میں امیر لشکر نے قیصر کو پیغام بھجوایا ''اگر تم نے ایسی حرکت کی تو اللہ کی قسم یاد رکھو! مسلمانوں کی وسیع وعریض مملکت میں جتنے بھی گرجے ہیں سب کو منہدم کر دیا جائے گا اور سارے عیسائیوں کی قبروں کو اکھاڑ پھینکا جائے گا۔'' پیغام ملتے ہی قیصر نے جواب میں لکھا ''میں تو محض تمہاری دینی غیرت وحمیت کا امتحان لے رہا تھا۔ کنواری مریم کی قسم! ہم تمہارے نبی کے صحابی کی قبر کا احترام اور حفاظت کریں گے۔''❶

اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ خلافت (705ء تا 715ء) میں عربوں کے سری لنکا کے ساتھ تعلقات بڑے خوشگوار تھے۔ عرب تجارت کی غرض سے سری لنکا میں مقیم تھے ایک عرب تاجر کے انتقال پر راجہ نے تاجر کے پسماندگان کو ایک بحری جہاز کے ذریعہ بصرہ واپس بھجوایا۔ ساتھ ولید بن عبدالملک کے لئے قیمتی تحائف بھی دیئے۔ دیبل کے قریب سندھ کے ساحلی قزاقوں نے جہاز لوٹ لیا۔ مردوں کو قتل کر دیا،

❶ تاریخ اسلام، ج 2، ص 36

بچوں اور عورتوں کو قید کرلیا اور ان میں سے ایک عورت نے غائبانہ حجاج سے فریاد کی ''حجاج! المدد'' حجاج کو خبر ملی تو اس نے جواب دیا ''لبیک'' اور اسی وقت دیبل کے راجہ داہر کو لکھا کہ ''عرب عورتوں کو واپس بھیج دو'' اس نے جواب دیا ''یہ کام بحری قزاقوں کا ہے میں مجبور ہوں۔'' حجاج بن یوسف نے راجہ داہر کی سرکوبی کے لئے پے در پے دو فوجی مہمیں بھیجیں جو ناکام ہوئیں۔ تیسری مرتبہ حرب وضرب کے ماہر سترہ سالہ مجاہد محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو اسلامی لشکر کا سپہ سالار بنا کر روانہ کیا جس نے کئی خون ریز معرکوں کے بعد نہ صرف راجہ داہر کو تہ تیغ کیا بلکہ کراچی سے لے کر ملتان تک کا علاقہ مسخر کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کرلیا۔ ❶

786ء قسطنطنیہ پر ملکہ اپنی حکومت کرتی تھی جسے رومیوں نے معزول کر کے نیسوفور کو بادشاہ بنایا۔ اس نے ہارون الرشید (786ء تا 809ء) کو لکھا کہ ''ملکہ اپنی اپنی خلقی کمزوری اور ضعف عقل کی وجہ سے تمہیں خراج ادا کرتی رہی ہے لہٰذا میرا خط ملتے ہی وہ ساری رقم واپس کردو جواب تک وصول کر چکے ہو ورنہ تمہارا فیصلہ تلوار کرے گی۔'' یہ خط پڑھ کر خلیفہ جوش غضب سے بھر گیا اور اسی خط کی پشت پر یہ جواب لکھ کر واپس کردیا ''بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ امیر المؤمنین ہارون الرشید کی طرف سے رومی کتے کے نام! اے کافر ماں کی اولاد، میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے اس کا جواب سننے کی بجائے عنقریب تو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔'' یہ جواب بھیج کر اسی وقت لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ گھمسان کا رن پڑا، نیسوفور کو شکست ہوئی اور اسے مجبوراً خراج دے کر صلح کرنی پڑی۔ ❷

837ء میں قیصر روم توفیل (829ء تا 842ء) نے عراق کے ایک شہر، زبطرہ پر حملہ کیا۔ قلعوں کو خوب لوٹا قیدی مردوں کو خوب لوٹا قیدی مردوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر کر ناک اور کان کاٹ ڈالے۔ قیدی عورتوں میں سے ایک عورت نے ''وامعتصماہ!'' (یعنی اے معتصم میری مدد کر) کی فریاد کی۔ معتصم باللہ (833ء تا 841) کو جب قیصر روم کے ان وحشیانہ مظالم اور عورت کی فریاد کی خبر پہنچی، تو اس وقت دربار میں تخت پر بیٹھا تھا، وہیں سے بیٹھے بیٹھے بولا ''لبیک، لبیک'' (یعنی میں پہنچا، میں پہنچا) تخت سے اترا اور اعلان جہاد کروادیا۔ خود بغداد کے قاضی عبدالرحمٰن بن اسحٰق کے روبرو جا کر وصیت کی کہ میری وراثت کا ایک تہائی اولاد کو، ایک تہائی اقرباء کو اور ایک تہائی فی سبیل للہ دے دیا جائے اور خود لشکر لے کر

---

❶ تاریخ اسلام، ج2، ص155

❷ تاریخ اسلام، حصہ سوم، ص105

رومیوں کے سب سے بڑے مستحکم قلعہ ''عموریہ'' پر ٹوٹ پڑا اور عموریہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ ❶

ہم نے چند واقعات بطور مثال پیش کئے ہیں ورنہ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار تھے اور جہاد ان کی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا تھا تب مسلمان وہ عظیم قوت تھے کہ جس کسی نے ان کی غیرت اور حمیت کو للکارا، نیست و نابود ہو گیا۔

جہاد کی برکات اور ثمرات کا اندازہ لگانے کے لئے اس گئے گزرے دور کی مثال جہاد افغانستان ہمارے سامنے ہے، جب ایک کافر ملک، لیکن دنیا کی سب سے بڑی فوجی قوت......سوویت یونین...... نے افغانستان جیسے پسماندہ اور وسائل سے محروم مسلمان ملک پر غاصبانہ قبضہ کیا اور مسلمانوں نے جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اس غاصب قوت سے ٹکر لینے کا عزم کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مغلوب، بے کس اور بے بس قوم کے ساتھ وہ سارے وعدے پورے فرمائے جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔ ایک نظر درج ذیل حقائق پر ڈالیے:

① دس سال کی انتہائی قلیل مدت میں آدھی دنیا پر حکومت کرنے والی عظیم فوجی قوت جس سے اس کی مدمقابل سپر پاور (امریکہ) بھی خائف تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے کروادی۔

② دس سال تک سوویت یونین، جس ملک پر قابض رہا وہاں اسے ذلیل اور رسوا ہو کر نکلنا پڑا۔ سوویت یونین کی تاریخ میں ذلت و ہزیمت کی یہ سب سے پہلی مثال تھی۔

③ افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد پاکستان پر قابض ہو کر گرم پانیوں تک رسائی حاصل کرنے کے مکروہ عزائم میں بھی ناکام اور نامراد رہا۔

④ جہاد افغانستان کے باعث پوری دنیا میں اسلام کی جنگ لڑنے والے مجاہدین اسلام کو زبردست تقویت حاصل ہوئی۔ کشمیر، فلسطین، فلپائن، بوسنیا اور چیچنیا میں ہونے والے خون ریز معرکے اس کا واضح ثبوت ہیں۔

⑤ کم و بیش ایک صدی سے مسلمانوں کی عظمت گم گشتہ کی امین ریاستوں پر سوویت یونین کا غاصبانہ قبضہ ختم ہوا اور وہاں کی مساجد اور مدارس کے تالے کھلے۔ وہاں سے دوبارہ قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند

❶ تاریخ اسلام، حصہ سوم، ص199

ہونے لگیں۔ان ریاستوں کی تعداد اور ان میں بسنے والے مسلمانوں کے فیصد تناسب پر ایک نظر ڈالئے اور اندازہ فرمائیے کس طرح اللہ تعالیٰ نے جہاد کے نتیجہ میں اہل ایمان کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔

نمبر شمار	نام ریاست	مسلمان آبادی	نمبر شمار	نام ریاست	مسلمان آبادی
1	آذربائیجان	95 فیصد	11	چرکس	70 فیصد
2	تاجکستان	95 فیصد	12	قازقستان	62 فیصد
3	ازبکستان	87 فیصد	13	بشکیرستان	55 فیصد
4	کرغیرستان	78 فیصد	14	تارستان	55 فیصد
5	داغستان	75 فیصد	15	موروف	55 فیصد
6	چیچنیا	75 فیصد	16	شمالی اوستیه	53 فیصد
7	ترکمانستان	75 فیصد	17	ماری	50 فیصد
8	جوجاچ	70 فیصد	18	اومورتیا	50 فیصد
9	بلکاریه	70 فیصد	19	جارجیا	20 فیصد
10	ادیغه	70 فیصد	20	آرمینیا[1]	12 فیصد

⑥ کمیونزم کے پنجہ استبداد سے آزاد ہونے والی مسلم ریاستوں کے علاوہ یورپ کے وہ ممالک جو سوویت یونین کی شکست روبخت کے نتیجہ میں کمیونزم کے ظالمانہ اور جابرانہ نظام سے آزاد ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔مشرقی جرمنی،ہنگری،بلغاریہ،رومانیہ اور چیکوسلواکیہ۔

⑦ جہاد کے نتیجہ میں ایک سپر پاور کے یوں نشان عبرت بن جانے کے بعد دنیا کی دوسری سپر پاور (امریکہ)اور اس کے حواری خزاں رسیدہ پتوں کی طرح جہاد کے لفظ سے لرزہ براندام ہیں ان پر اسی روز سے سرسام کی سی کیفیت طاری ہے جس روز سے سوویت یونین کا افغانستان سے جنازہ نکلا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کے عروج وزوال کی داستاں صرف جہاد ہی سے وابستہ ہے جب بھی کبھی مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے نہ صرف انہوں نے دنیا میں عزوشرف اور شان وشوکت حاصل کی بلکہ حیوانیت،بربریت اور جہالت میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو امن وسلامتی،عدل و

[1] الجمہوریات الاسلامیہ و روسیا، مطبوعہ مکتبہ دار السلام ، الریاض

انصاف، شرافت واخوت کے ساتھ ساتھ علوم وفنون اور تہذیب وتمدن کی روشنی سے بھی منور کیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے کئے ہوئے وعدے آج بھی اسی طرح سچ اور برحق ہیں جس طرح آج سے کئی سو سال پہلے تھے بشرطیکہ مسلمان اپنے اندر وہی جذبہ جہاد پیدا کرلیں جو محمد بن قاسم رحمہ اللہ اور طارق بن زیاد رحمہ اللہ میں تھا۔ بقول مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

ترک جہاد کا نتیجہ......دنیا میں ذلت ورسوائی:

جہاد کے نتیجہ میں جہاں مسلمانوں کے لئے دنیا وآخرت میں بے حد وحساب انعامات سے نوازنے کا وعدہ کیا گیا ہے وہاں ترک جہاد کے نتیجہ میں مسلمانوں کو ذلت ورسوائی اور زوال کی خبر بھی واضح طور پر دی گئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''جب تم لوگ جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کردے گا اور اس وقت تک دور نہیں کرے گا جب تک تم جہاد شروع نہیں کرو گے۔'' (ابوداؤد) ایک دوسری حدیث میں ارشاد مبارک ہے ''عنقریب تم پر غیر مسلم اقوام اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانا کھانے والے (بھوکے لوگ) دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔'' عرض کیا گیا ''کیا اس وقت مسلمان تعداد میں کم ہوں گے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''نہیں! بلکہ تعداد میں تم لوگ بہت زیادہ ہوگے لیکن تمہاری حیثیت ندی میں بہنے والی جھاگ سے زیادہ نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ دشمن کے دلوں سے تمہارا رعب ختم کردے گا اور تمہارے دلوں میں دنیا کی محبت اور موت کا خوف پیدا فرمادے گا۔'' (ابوداؤد)

ترک جہاد کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کی زبوں حالی کا اندازہ لگانے کے لئے کیمونزم کے ظالمانہ اور جابرانہ نظام کے تحت گزشتہ ستر برس گزارنے والی ریاستوں کے ماضی پر ایک نگاہ ڈال لیجئے۔ چند سال قبل حکومت روس کی دعوت پر پاکستانی ادیبوں کا ایک وفد روس کے تفریحی دورے پر گیا تو وفد کے ہر رکن سے پوچھا گیا کوئی ایسی جگہ ہے جسے دیکھنے کی آپ کو خواہش ہو؟ ایک خاتون رکن نے تاشقند کا نام لیا تو کیمونسٹ گھبرا گئے۔ بڑی کوشش کی کہ وہ کسی اور جگہ کا انتخاب کرلے لیکن خاتون رکن اپنی ضد پر اڑی

رہیں، وہاں جا کر خاتون نے جو کچھ دیکھا وہ یہ تھا کہ مساجد پر تالے پڑے ہوئے ہیں، محرابوں میں جالے لٹک رہے ہیں، گنبد اکھڑے ہوئے ہیں، اندر چمگادڑوں نے ڈیرہ لگا رکھا ہے، گھروں میں بوڑھی مائیوں نے خاتون کو گلے لگایا...... ''کیا تو اللہ کے گھر (یعنی پاکستان) سے آئی ہے؟'' انہوں نے زیر لب آواز میں پوچھا اور پھر اسے چومنے لگیں چوم چوم کر بے حال کر دیا۔ ساتھ ہی ان کے آنسو رواں تھے...... بوڑھی مائیاں پچھلی کوٹھڑی میں نماز پڑھتی ہیں، نوجوان لڑکے باہر پہرہ دیتے ہیں......قرآن چھپائے ہوئے رکھے ہیں، دروازہ بجتا ہے تو دل ڈوب جاتے ہیں ''کوئی آ گیا'' روٹی، کپڑا اور مکان دینے والوں نے ''اللہ'' کو ملک بدر کر رکھا ہے۔''[1]

یہ ذلت اور رسوائی بھی آج مسلمانوں پر ترک جہاد کے وجہ سے ہی مسلط کی گئی ہے کہ مصر کے ایک جید نابینا عالم دین شیخ عمر عبدالرحمٰن کو ایک عیسائی حکومت نے محض اس بے بنیاد الزام میں عمر بھر کے لئے جیل میں ڈال رکھا ہے کہ انہوں نے امریکہ کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں بم دھماکہ کی منصوبہ بندی کی تھی۔ یاد رہے کہ شیخ عمر عبدالرحمٰن نہ صرف حافظ قرآن ہیں بلکہ بخاری شریف کے بھی حافظ ہیں۔ شیخ کے بیٹے جہاد افغانستان میں حصہ لے چکے ہیں۔ شیخ کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ دین اسلام کی سربلندی اور غلبہ کے لئے مسلمانوں کو اپنے دروس میں جہاد فی سبیل اللہ کی تلقین کرتے رہے ہیں۔ دنیا میں حریت فکر اور انسانی حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ملک کی جیل میں اس ساٹھ سالہ مسلمان عالم دین سے جو انسانیت سوز سلوک ہو رہا ہے اس کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی تفصیلات خود شیخ عمر عبدالرحمٰن نے دنیا کے سارے مسلمانوں کے نام ایک مکتوب میں تحریر کی ہیں جو ملک کے مختلف رسائل اور جرائد میں چھپ چکا ہے۔ خط کے بعض حصے ملخصاً درج کئے جاتے ہیں۔

''جیل میں مجھے نماز جمعہ اور باجماعت نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں، مجھے قید تنہائی میں رکھا گیا ہے ، کسی دوست یا عزیز کی ملاقات کے بعد مجھے دو مرتبہ برہنہ کیا جاتا ہے، کپڑے اتارنے کے بعد حکم دیا جاتا ہے کہ میں رانیں کھول کر آگے کی طرف جھک جاؤں پھر وہ جانوروں کی طرح میرے پوشیدہ اعضاء کی اچھی طرح تلاشی لیتے ہیں، میرے اردگرد کھڑے ہو کر قہقہے لگاتے ہیں جو شخص معائنہ کرتے ہوئے زیادہ

---

[1] ہفت روزہ الاعتصام، لاہور 24 مئی 1996ء، یاد رہے کہ جہاد افغانستان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ ریاستیں اب آزاد ہو چکی ہیں جس کا تفصیلی ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

وقت لیتا ہے اسے تحسین کی نظر سے دیکھا جاتا ہے میرے ساتھ یہ ذلت آمیز اور انسانیت سوز سلوک اس لئے ہو رہا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اس طرح کے سلوک کو میرے اللہ نے منع کیا ہے۔ اس مشکل گھڑی میں میں شرمندگی اور ندامت سے میرا وجود پانی پانی ہو جاتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ اس سے پہلے کہ یہ لوگ میری تذلیل کریں زمین پھٹ جائے اور میرا وجود نگل لے۔''❶

امر واقعہ یہ ہے کہ امریکی حکام شیخ عمر عبدالرحمٰن کی تذلیل اور رسوائی محض ایک فرد سمجھ کر نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کے نمائندے کی حیثیت سے کر رہے ہیں۔

یہ ذلت اور رسوائی بھی آج مسلمانوں کے حصہ میں ترک جہاد ہی کی وجہ سے آئی ہے کہ اسلام آباد میں بوسنیا کے سفارت خانہ کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق بوسنیا میں قتل و غارت اور خون ریزی کے صرف ابتدائی چھ ماہ (اپریل 1992ء تا ستمبر 1992ء) میں ڈھائی لاکھ مسلمان شہید کئے گئے۔ 5 لاکھ بے گھر کئے گئے اور 50 ہزار عفت مآب مسلمان خواتین کی آبروریزی کی گئی۔❷ ان اعداد و شمار سے بقیہ تین چار سال کے دوران بوسنیا میں مسلمان مردوں اور عورتوں سے ہونے والے ذلت آمیز اور انسانیت سوز مظالم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کشمیر کی صورت حال اس سے مختلف نہیں۔ آئے دن کشمیری مسلمان خواتین کی اجتماعی آبروریزی کی اذیت ناک اور ذلت آمیز خبریں اخبارات میں آتی رہتی ہیں، بیت المقدس پر یہودیوں کا قبضہ، بابری مسجد کا انہدام اور دیگر بے شمار المناک واقعات جو مسلمانوں کی دینی حمیت و غیرت کے لئے تازیانہ عبرت کی حیثیت رکھتے ہیں، محض اس وجہ سے پیش آرہے ہیں کہ مسلمان اپنے دین (جہاد) سے کنارہ کش ہو چکے ہیں۔ آج ساری دنیا کے مسلمان ملکوں میں قبرستان کا سا سناٹا طاری ہے، کوئی حجاج بن یوسف نہیں جو جیل سے چیخ چیخ کر پکارنے والے عمر عبدالرحمٰن کی فریاد کا جواب دے سکے۔ آج کوئی محمد بن قاسم رحمہ اللہ اور معتصم باللہ نہیں جو ہزاروں معصوم اور عفت مآب مسلمان خواتین پر ہونے والے ظلم اور تشدد کے جواب میں لبیک کہے؟ یہ بھی مسلمانوں کی جہاد سے غفلت اور انحراف کا نتیجہ ہے کہ نصف صدی سے ہمیں ایک چھوٹے سے خطہ زمین ''کشمیر'' کے چکر میں ڈال کر اس حقیقت سے غافل کر دیا گیا ہے کہ کشمیر سمیت پورا ہندوستان مسلمانوں کا ہے۔

---

❶ ہفت روزہ الاعتصام، لاہور 24 مئی 1996ء

❶ ہفت روزہ تکبیر، کراچی 4 مارچ 1993ء

سندھ میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی آمد (711ء) سے لے کر بہادر شاہ ظفر کی جلاوطنی (1857ء) تک ہزار سال سے زیادہ عرصہ مسلمانوں نے ہندوستان پر حکومت کی، لیکن بعد میں انگریزوں اور ہندوؤں کی ملکی بھگت کے نتیجہ میں ہندوستان، ہندوؤں کے قبضہ میں چلا گیا، ہماری نگاہیں آج بھی اسلام کے اس بطل جلیل اور رجل رشید کی راہیں دیکھ رہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم ﴿اَخۡرِجُوۡهُمۡ مِّنۡ حَيۡثُ اَخۡرَجُوۡكُمۡ﴾ (191:2) یعنی ”کافروں کو وہاں سے نکالو، جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے۔“ (سورہ بقرہ، آیت نمبر 91) پر عمل کرتے ہوئے دہلی کے لال قلعہ پر سبز ہلالی پرچم کا پھریرا بلند کرے۔

دشمنان اسلام اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے جب تک مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد موجود ہے انہیں مغلوب اور مسخر کرنا ممکن نہیں لہٰذا ان کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے اندر سے جذبہ جہاد ختم کیا جائے اس کے لئے دشمنان اسلام نے ایسی ایسی جہاد دشمن تحریکیں برپا کیں جن پر بظاہر اسلام کی چھاپ نظر آتی ہے لیکن ان کا اصل مقصد مسلمانوں کے عقائد و اعمال سے جہاد کو ختم کرنا ہے۔

اس سلسلہ کی سب سے پہلی اور قدیم ترین تحریک عبداللہ بن سبا یہودی کی برپا کی ہوئی باطنی تحریک ہے، جو یمن کا رہنے والا تھا۔ عہد فاروقی یا عہد عثمانی میں منافقانہ طور پر مسلمان ہوا تاکہ دین اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر سکے۔ مدینہ منورہ، بصرہ اور شام کے بعد مصر میں قیام کے دوران ”سبائی گروہ“ بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ یہی گروہ بعد میں پیدا ہونے والے تمام باطنی فرقوں کے عقائد و افکار کی بنیاد بنا۔ باطنی فرقوں میں سے صوفیاء کے گروہ نے جہاد بالسیف کو مسلمانوں کی زندگیوں سے خارج کرنے کے لئے رَجَعۡنَا مِنَ الۡجِهَادِ الۡاَصۡغَرِ اِلَى الۡجِهَادِ الۡاَكۡبَرِ ”ہم چھوٹے جہاد (یعنی جہاد بالسیف) سے بڑے جہاد (یعنی ریاضت اور مجاہدہ) کی طرف لوٹ آئے ہیں“ جیسی احادیث وضع کیں۔ مکاشفہ، مراقبہ، مجاہدہ، وجدان اور چلہ کشی جیسی ہندوارنہ طرز کی ریاضت اور پوجا پاٹ کے طریقے وضع کر کے مسلمانوں کی زندگیوں سے جہاد بالسیف کو مکمل طور پر خارج کر کے گوشہ نشینی کی ان خود ساختہ عبادات کو مسلمانوں کا دین بنا دیا۔ جہاد بالسیف سے فرار اور گوشہ نشینی اختیار کرنے سے پیدا ہونے والے نتائج پر الفکر الصوفی کے مقدمہ میں کیا گیا تبصرہ بڑا بصیرت افروز ہے جو کہ نذر قارئین ہے:

”صوفیاء کے اس گوشہ نشینی کے نظریہ نے مسلمانوں کو جتنا نقصان پہنچایا شاید ہی کسی اور وجہ سے پہنچا

ہواس نظریہ نے مسلمانوں سے جہاد کی روح کو ختم کر کے دنیا میں ذلیل اور رسوا قوم بنادیا اور ایسے افعال سے مجاہدہ نفس شروع کیا جس سے انسانیت کو بھی شرم آنے لگے۔ان کی یہ تعلیم پوری قوم کے لئے مارفیا کے انجکشن کی حیثیت رکھتی ہے۔دسویں صدی ہجری کے اواخر میں اس نظریہ نے مسلمانوں کو اس قدر مفلوج، کاہل اور بے فہم بنادیا تھا کہ وہ فرانسیسی فاتحین کے حملوں کا دفاع جامعہ ازہر میں بیٹھ کر اوراد و وظائف سے کررہے تھے۔نابلیون کا انتخاب کر کے اسے صوفیا کی گوڈری پہنائی گئی اور اس کی رہنمائی میں ذکر وفکر کی مجالس قائم کی گئیں۔بخاری شریف کا ختم بھی کرایا گیا،لیکن ان سب باتوں کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوا اور مسلمان مار کھاتے رہے بالآخر جب مسلمان مجاہدین نے یورپ کی سرزمین میں لوگوں سے جنگیں کیں تب جا کر حالات نے پلٹا کھایا۔''❶

ایک اور جہاد دشمن تحریک ''بہائیت'' یا ''بابیت'' کے نام سے انیسویں صدی میں برپا کی گئی جس کا محرک ایک روسی جاسوس ''کینازدالگورکی'' تھا جو اصلا یہودی تھا،لیکن منافقانہ طور پر مسلمان ہوگیا۔بہائیت کا بانی ایک ایرانی باشندہ بہاء اللہ تھا جس کا اصلی نام مرزا حسن علی تھا۔اس نے 1867ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔1918ء میں حکومت برطانیہ نے بہاء اللہ کو ''سر'' اور ''او بی ای'' ❷ کا خطاب دیا جس کے بعد بہائیت کے تعلقات صہیونیت کے ساتھ بہت مستحکم ہوگئے۔یاد رہے کہ آج کل بہائیت کا مرکز اسرائیل کے شہر ''حیفا'' کے مقام پر ہے۔بہائی نماز پڑھتے وقت اپنا رخ حیفا کی طرف کرتے ہیں اور حج بھی وہیں کرتے ہیں۔دنیا کے 180 ممالک میں ان کے 28 ہزار 217 چھوٹے بڑے مراکز قائم ہیں۔صرف امریکہ کے 2570 شہروں میں ان کے دفاتر موجود ہیں۔اقوام متحدہ میں ان کا اپنا الگ دفتر ہے۔❸ اس تحریک کا راست مقصد مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد مٹانا،اسلام کے الہامی اصولوں،شاندار اسلامی ورثے اور اخلاق کریمانہ سے منحرف کرنا ہے۔❹

ایک اور جہاد دشمن تحریک ''قادیانیت'' کے نام سے برصغیر ہند میں انیسویں صدی کے آخر میں پیدا کی گئی جیسا کہ اس سے پہلے ہم لکھ آئے ہیں کہ 1857ء کی تحریک آزادی جب ناکام ہوئی تو انگریزوں

---

❶ مقدمہ ''الفکر الصوفی'' ص 6،از عبدالرحمٰن عبدالخالق،مطبوعہ کویت

❷ O.B.E یعنی Officer Of British Eppire

❶ ماہنامہ صراط مستقیم،ص 13،16 مارچ 1996ء برمنگھم

❷ ''یہ ہے بہائیت'' ص 3،ناشر مجلس اعلیٰ برائے دعوت وارشاد،سعودی عرب

نے برصغیر ہند پر تا دیر سامراجی تسلط برقرار رکھنے کے لئے دو طرح کے اقدام کئے۔ اولاً جنگ آزادی میں حصہ لینے والے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم و ستم ڈھائے گئے۔ ثانیاً مسلمانوں کے عقائد و اعمال سے جہاد کا تصور ختم کرنے کے لئے ایک نئے فرقہ ''قادیانیت'' کی بنیاد رکھی گئی جس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی تھے جو ابتداء سیالکوٹ کچہری میں عرضی نویس تھے۔ 1880ء میں انہوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور 1891ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

مرزا صاحب نے انگریزوں کا یہ مقصد کس حد تک پورا کیا اس کا اندازہ خود مرزا صاحب کی تحریروں کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں:

① بعض احمق سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کے خلاف جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ ان کا سوال نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر ادا کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی ایک بدکار اور حرامی آدمی کا کام ہے۔ (الفضل، ج 27، مورخہ 13 ستمبر 1939ء)

② میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقدین کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھ کو مسیح اور مہدی جان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔ (اشتہار مرزا صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم)

③ میرے پانچ اصول ہیں جن میں سے دو حرمت جہاد اور اطاعت برطانیہ بھی ہیں۔ (تلخیص از تبلیغ رسالت ص 107)

④ میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض ہے اور جہاد حرام ہے۔ (تبلیغ رسالت، جلد سوم، ص 300)

یہ تھے وہ مقاصد جنہیں قادیانی تحریک نے بدجہ اتم پورا کیا۔ قادیانیت آج تک اپنی اسی بے لوث وفاداری کا انگریزوں سے خوب خوب صلہ وصول کر رہی ہے۔

ہم نے یہاں بعض اہم جہاد دشمن تحریکوں کا ذکر کیا ہے، لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں ہر زمانے میں مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے نئی سے نئی سازشیں اور نئی نئی منصوبہ بندیاں کرتی

چلی آ رہی ہیں۔

یہاں اس بات کا تذکرہ شاید بے محل نہ ہوگا کہ دشمنان اسلام کو مسلمانوں کے نماز، روزے، صدقہ خیرات یا حج عمرے سے کبھی پریشانی نہیں ہوئی، ان کے لئے پریشانی کا باعث صرف جہاد ہی ہے جو ان کی فرعونیت، باطل پرستی اور خواہشات نفس کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاد افغانستان، جس میں شامل ہونے والے عرب وعجم کے ہزاروں مجاہدین نے تاریخ اسلام کا ایک ایسا سنہری باب رقم کیا ہے۔ جس نے دشمنان اسلام کی نیندیں حرام کر دی ہیں، کے بعد بین الاقوامی سطح پر جہاد کے خلاف زبردست گمراہ کن پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ افغانستان کے اندر خود ساختہ خانہ جنگ کے بعد یہ کہا جا رہا ہے کہ جہاد افغانستان اپنے ثمرات کے اعتبار سے بالکل بے ثمر اور غیر مفید جنگ تھی، سوائے لاکھوں انسانوں کی ہلاکت اور ملک کی بربادی کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ وہی مجاہدین جو پہلے حریت پسند تھے اب انہیں دہشت گرد اور ڈاکو باور کرایا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے صدیوں پرانے سرچشمے مدارس اور جامعات کو دہشت گردی کے مراکز کہا جانے لگا ہے اور مسلم ممالک میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اس ''دہشت گردی'' سے نپٹنے کے لئے بین الاقوامی منصوبے ترتیب دیئے جا رہے ہیں۔ کبھی ''حقوق نسواں'' اور کبھی ''منصوبہ بندی'' جیسے دلفریب ناموں سے بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کر کے مسلمان ممالک میں فحاشی اور بے حیائی کا طوفان بلاخیز لایا جا رہا ہے۔ سیٹلائٹ انقلاب کی مروجہ علامت......ڈش انٹینا......کے ذریعے عریانیت، موسیقی، ناچ گانا اور لادینیت کا سیلاب گھر گھر پہنچا کر مسلمانوں کا رخ شمشیر وسناں سے طاؤس ورباب کی طرف پھیرنے کی زبردست کوششیں کی جا رہی ہیں۔

کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

حال ہی میں ہندوستان کے آنجہانی وزیر اعظم راجیو گاندھی کی بیوی سونیا گاندھی کا یہ بیان قومی اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ بھارت نے ثقافتی محاذ پر پاکستان سے جنگ جیت لی ہے اور اب بھارتی تہذیب اور کلچر بھارتی فلموں اور ٹی وی کے ذریعہ پاکستانی معاشرے میں رچ بس گیا ہے۔ اس طرح بھارت نے کوئی جنگ لڑے بغیر ایسی کامیابی حاصل کر لی ہے جو جنگ کے ذریعے ممکن نہ تھی۔ (1)

---

(1) روزنامہ پاکستان، 9 مارچ 1996ء

مذکورہ بیان میں دو باتیں بڑی واضح ہیں:

① دشمن کا یہ اعتراف کہ میدان جنگ میں مسلمان ناقابل شکست ہیں۔

② مسلمانوں کو شکست صرف اسی صورت میں دی جا سکتی ہے کہ ان کا رخ شمشیر وسناں سے موڑ کر طاؤس ورباب کی طرف پھیر دیا جائے۔

کفار ومشرکین کی یہ پالیسی صرف پاکستان تک محدود نہیں بلکہ پوری دنیا میں مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے ایسے ہی منصوبوں پر عمل کیا جا رہا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ مسلمان اپنی آنکھیں کھولیں، مسلمانوں کو ذلیل اور رسوا کرنے کے لئے یہود وہنود کی سازشوں کو سمجھیں اور رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد مبارک کو حرز جان بنالیں کہ جب تک مسلمان اپنے دین (جہاد) کی طرف نہیں پلٹیں گے اللہ تعالیٰ ان پر مسلط کی گئی ذلت اور رسوائی دور نہیں فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

کامیابی کے لئے کثرت سامان یا جذبہ جہاد؟

جہاں تک جہاد کے لئے سامان، وسائل اور افرادی قوت تیار کرنے کا تعلق ہے اس کے بارے میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے:

﴿ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ ○ ﴾

"اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے دشمن کے مقابلے کے لئے تیار رکھو۔" (سورہ انفال، آیت نمبر 60)

جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ہمت کے مطابق جہاد کے لئے تیاری کرنا اور وسائل کی جنگ مہیا کرنا عین مطلوب اور شرعی حکم ہے جو بات سوال طلب ہے وہ یہ ہے کہ جہاد میں کامیابی کے لئے کثرت تعداد اور کثرت سامان اہم ہے یا جذبہ ایمان اہم ہے؟

اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے ہم ذیل میں ان جنگوں کے اعداد وشمار پیش کر رہے ہیں جو رسول اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں لڑیں۔

نمبر شمار	جنگ	مسلمان		دشمن		نتیجہ
		تعداد	سامان جنگ کی تفصیل	تعداد	سامان جنگ کی تفصیل	
1	بدر	313	2 گھوڑے، 70 اونٹ اور 100 زرہیں	1,000	100 گھوڑے، 1000 اونٹ اور 600 زرہیں	مسلمانوں کو فتح ہوئی
2	احد	700	2 گھوڑے اور 100 زرہیں	3000 مرد 15 عورتیں	200 گھوڑے، 3000 اونٹ اور 700 زرہیں	مسلمانوں کا نقصان زیادہ ہوا، دشمن مرعوب ہونا کام لوٹا
3	احزاب	3000	نامعلوم	10,000	نامعلوم	مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی
4	خیبر	1400 مرد 20 عورتیں	نامعلوم	10,000	نامعلوم	-
5	موتہ	3,000	نامعلوم	20,000	نامعلوم	-
6	مکہ	10,000	نامعلوم	قریش مکہ	-	-
7	حنین	12,000	نامعلوم	ہوازن، ثقیف، مضر، جشم ودیگر قبائل	-	-

جدول پر ایک نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ تمام جنگوں میں دشمن کو تعداد کے اعتبار سے مسلمانوں پر کم سے کم تین گنا (جنگ بدر) اور زیادہ سے زیادہ چھیاسٹھ گنا (جنگ موتہ) برتری حاصل تھی۔ سامان جنگ کی جو تفصیلی کتب تاریخ وسیر میں ملتی ہے اس میں دشمن کو مسلمانوں پر کم سے کم پچاس گنا (جنگ بدر میں ملاحظہ ہو گھوڑوں کی تعداد) اور زیادہ سے زیادہ تین ہزار گنا (جنگ احد میں ملاحظہ ہوں اونٹوں کی تعداد) کی برتری حاصل تھی، لیکن دشمن کی یہ کثرت تعداد اور فراوانی سامان کہیں بھی اس کے کام نہ آسکی۔ مسلمانوں کا جذبہ ایمان ان تمام جنگوں میں بھاری ثابت ہوا۔

جنگ بدر کے موقع پر جب مسلمان تعداد میں قلیل اور سامان جنگ میں تہی دست تھے اور خوں ریز

تصادم یقینی ہو چکا تھا رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو مہاجرین میں سے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو ایمان و یقین سے بھرپور تقریر کی اور فرمایا ’’اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ نے آپ کو جو راہ دکھائی ہے اس پر رواں دواں رہئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ واللہ! ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ ’’تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھتے ہیں۔‘‘ (سورہ مائدہ آیت نمبر 24) بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کے پروردگار چلیں لڑیں اور ہم آپ کے ساتھ لڑیں گے، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں برک غماد (یمن کے آخری کونے کا ایک شہر) تک لے چلیں تو ہم دشمن سے لڑتے بھڑتے وہاں تک بھی جائیں گے۔‘‘

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے بعد انصار میں سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو ان ایمان پرور جذبات کا اظہار کیا ’’اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ پر ایمان لائے ہیں، آپ کی تصدیق کی ہے اور یہ گواہی دی ہے کہ آپ جو کچھ لے کر آئیں ہیں وہ سب حق ہے ہم نے سمع و اطاعت پر آپ سے عہد کیا ہے لہٰذا آپ کا جو ارادہ ہے اس کے لئے پیش قدمی فرمائیے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں ساتھ لے کر سمندر میں کودنا چاہیں تو ہم اس میں بھی آپ کے ساتھ کود پڑیں گے ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ آپ بلا تامل کل ہمارے ساتھ دشمن سے ٹکرا جائیں۔‘‘

یہ تھا مسلمانوں کا وہ جذبہ ایمان جس نے میدان بدر میں ممولے کو شہباز سے ٹکرا دیا اور ایسی فتح مبین عطا فرمائی کہ قرآن مجید نے اسے ’’یوم الفرقان‘‘ کا نام دیا۔

جنگ موتہ میں مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار اور دشمن کی تعداد دو لاکھ تھی جن میں سے ایک لاکھ رومی سپاہ کیل کانٹے سے لیس اور ایک لاکھ عرب قبائل کے جنگجو تھے۔ کثرت تعداد اور سامان جنگ اگر فتح و شکست کا معیار ہوتا تو مسلمان کبھی بھی دشمن کے سامنے آنے کی جرأت نہ کرتے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی وجہ سے جنگ شروع کرنے میں متامل تھے، لیکن مسلم فوج کے سپہ سالار حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ایمان افروز خطاب سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یکسو کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ’’لوگو! خدا کی قسم جس چیز سے آپ کترا رہے ہیں یہ تو وہی شہادت ہے جس کی طلب میں آپ نکلے ہیں۔ یاد رکھو دشمن سے ہماری لڑائی تعداد، قوت اور کثرت کے بل پر نہیں بلکہ محض ایمان کے بل پر ہے جس سے اللہ نے

ہمیں نوازا ہے اس لئے اٹھئے اور آگے بڑھئے ہمیں دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی حاصل ہو کر رہے گی یا تو ہم غالب آئیں گے یا شہادت سے سرفراز ہوں گے۔'' گھمسان کی جنگ ہوئی۔ایمان اور کفر کی ٹکر کا یہ عجیب وغریب منظر ساری دنیا نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھا قلت تعداد اور قلت سامان کی باوجود جذبہ ایمان نے کفر کی ہمالہ جیسی سر بہ فلک قوت کے بت غرور کو پاش پاش کر دیا۔رسول اکرم ﷺ کی وفات اقدس کے فوراً بعد ہر طرف فتنے اور شورشیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ، مانعین زکاۃ کا فتنہ، ارتداد کا فتنہ، ایک سے ایک بڑھ کر فتنوں کے ساتھ ساتھ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا مسئلہ بھی درپیش تھا۔صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے ان نازک حالات میں فوج کو دارالخلافہ سے بھیجنے کی مخالفت کی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مدینہ میں اتنا سناٹا ہو جائے کہ درندے آکر میری ٹانگیں نوچنے لگیں تب بھی میں اس مہم کو، جس کی روانگی کا حکم رسول اکرم ﷺ دے چکے ہیں، نہیں روکوں گا۔'' مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کے بارے میں صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے اختلاف کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا''اللہ کی قسم! جو شخص رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں بکری کا ایک بچہ زکوٰۃ میں دیتا تھا اگر وہ دینے سے انکار کرے گا تو میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔'' ان مشکل ترین حالات میں یہ صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایمانی قوت ہی تھی جس نے تمام فتنوں کا استیصال کیا اور امت کے نئے سرے سے شیرازہ بندی کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت (634ء تا 645ء) میں مسلمانوں نے ایران کے دارالخلافہ مدائن پر حملہ کرنا چاہا، تو ایرانی فوج نے مدائن کے قریب دریائے دجلہ کا پل توڑ دیا تاکہ اسلامی لشکر آگے نہ بڑھ سکے اسلامی لشکر دریائے دجلہ پر پہنچا، تو دریا عبور کرنے کا کوئی راستہ نہ تھا چنانچہ لشکر کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اللہ کا نام لے کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔انہیں دیکھ کر سارا لشکر دجلہ میں اتر گیا اور اطمینان سے دریا کو عبور کر لیا۔ایرانی فوج دور کھڑی یہ ناقابل یقین حیرت انگیز منظر دیکھ رہی تھی اسلامی لشکر کنارے پر پہنچا تو ایرانی فوج ''دیو آمدند، دیو آمدند'' کہہ کر بھاگ نکلے اور ''شہنشاہ سلامت'' یزدگرد دار الخلافہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ (2) تاریخ اسلام کا یہی وہ مشہور معرکہ ہے جس کے بارے میں شاعر مشرق علامہ

---

(1) تاریخ اسلام، حصہ اول، ص 170/169

(2) تاریخ اسلام، جلد دوم، ص 178

اقبال رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''شکوہ'' میں یہ شعر لکھا۔ ❷

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یزدگرد دار الخلافہ سے بھاگ کر حلوان پہنچا۔ اسلامی لشکر نے دار الخلافہ پر قبضہ کرنے کے بعد حلوان کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ یزدگرد کو معلوم ہوا، تو وہ حلوان سے بھی بھاگ گیا اور اسلامی لشکر نے حلوان کو بھی فتح کر لیا۔ ❶ یہ مسلمانوں کا فقط جذبہ ایمان ہی تھا کہ وہ جدھر کا رخ کرتے ہر چیز مسخر ہوتی چلی جاتی ورنہ تعداد اور ساز و سامان کے اعتبار سے قیصر و کسریٰ مسلمانوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ طاقتور تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک کا ہی یہ واقعہ ہے یرموک کے میدان میں مسلمانوں اور رومیوں میں خون ریز معرکہ ہوا جس میں مسلمانوں کی تعداد صرف تیس ہزار اور رومیوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔ مسلمانوں میں ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے جن میں سے ایک سو بدری صحابہ تھے۔ مسلمان بڑی بے جگری سے لڑے، رومیوں کے ایک لاکھ سپاہی مارے گئے۔ مسلمانوں کے صرف تین ہزار سپاہی شہید ہوئے اور مسلمانوں کو ایسی عظیم الشان فتح حاصل ہوئی کہ قیصر مایوس ہو کر شام سے قسطنطنیہ چلا گیا۔ ❷

92ہجری میں جنرل طارق بن زیاد رحمہ اللہ اندلس میں جبرالٹر کے مقام پر اترے وہاں کے حاکم تھیوڈومیر سے مقابلہ ہوا جس میں تھیوڈومیر کو ایسی شکست ہوئی کہ اس نے خوف زدہ ہو کر شاہ اندلس راڈرک کو لکھا کہ ہمارے ملک پر ایسے آدمیوں نے حملہ کیا ہے نہ ان کا وطن معلوم ہے نہ ان کی اصلیت کہ کہاں سے آئے ہیں زمین سے نکلے ہیں یا آسمان سے اترے ہیں۔ چنانچہ راڈرک ایک لاکھ کی فوج کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے خود آیا۔ اسلامی لشکر کی تعداد صرف بارہ ہزار تھی۔ طارق بن زیاد رحمہ اللہ نے جنگ سے پہلے مختصر خطاب کیا۔ ''امابعد! لوگو! میدان جنگ سے اب کوئی مفر کی صورت نہیں، آگے دشمن ہے پیچھے دریا۔ اللہ کی قسم! صرف پامردی اور استقلال ہی میں نجات ہے اگر یہ دونوں باتیں موجود ہیں تو قلت تعداد سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور بزدلی، کاہلی، سستی، نامردی، باہمی اختلاف اور غرور کے ساتھ کثرت تعداد کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی، خبردار! ذلت پر راضی نہ ہونا اور اپنے آپ کو دشمن کے حوالے نہ

❶ تاریخ اسلام، حصہ اول، ص167
❷ تاریخ اسلام، حصہ اول، ص187

کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے مشقت ، جفاکشی کے ذریعے دنیا میں تمہارے لئے جو عزت و شرف اور راحت اور آخرت میں شہادت کا جو ثواب لکھا ہے اس کی طرف بڑھو، اللہ کی پناہ اور حمایت کے باوجود اگر تم ذلت پر راضی ہو گئے تو بڑے گھاٹے میں رہو گے۔ دوسرے مسلمان تمہیں الگ برے الفاظ سے یاد کریں گے جیسے ہی میں حملہ کروں تم بھی حملہ کر دینا۔“

اجنبی زبان، اجنبی ماحول اور اجنبی جغرافیہ کے باوجود جب مقابلہ ہوا تو راڈرک نے شکست فاش کھائی اور ایسا لاپتہ ہوا کہ تاریخ آج تک اس کا انجام بتانے سے قاصر ہے۔ راڈرک کی شکست کے بعد مسلمان اندلس کے تمام اہم صوبوں قرطبہ، طلیطلہ، تدمیر، قرمونہ، اشبیلیہ اور بطلیوس کو مسخر کرتے ہوئے فرانس کی سرحد دریائے روڈنہ تک پہنچ گے اور فرانس کے بعض علاقے بھی فتح کئے۔ بحر روم کا سب سے بڑا جزیرہ سسلی بھی اسی زمانے میں فتح ہوا۔ مورخین کا بیان ہے کہ اندلسیوں پر مسلمانوں کی اتنی ہیبت چھائی ہوئی تھی کہ انہیں کوئی روکنے والا نہ تھا۔ طارق بن زیاد رحمہ اللہ جدھر رخ کرتا فتح و کامرانی ہمرکاب ہوتی۔ اندلسی خود پیش قدمی کر کے صلح کرتے۔ طارق آگے آگے علاقے فتح کرتے جاتے اور موسیٰ بن نصیر رحمہ اللہ پیچھے پیچھے صلح ناموں اور معاہدوں کی تصدیق کرتا جاتا۔ ❶

تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کو تعداد اور سامان جنگ کی برتری کبھی حاصل نہیں ہو سکی۔ (الا ماشاء اللہ) مسلمانوں نے ہمیشہ اپنے جذبہ ایمان کی بنیاد پر میدان جنگ میں ایسے ایسے محیر العقول کارنامے سرانجام دیئے کہ دشمنوں کی کثرت تعداد اور کثیر سامان جنگ دھرے کا دھرا رہ گیا۔

ہمیں یہ حقیقت ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ مسلمان کا اصل ہتھیار اس کا ایمان ہے۔ بم اور میزائل نہیں۔ بم اور میزائل وہ اسلحہ ہے جو پڑا پڑا ناکارہ ہو سکتا ہے جسے دشمن چھین سکتا ہے یا جسے دشمن تباہ کر سکتا ہے، لیکن ایمان وہ اسلحہ ہے جو نہ پرانا ہوتا ہے نہ اسے دشمن چھین سکتا ہے نہ اسے تباہ کر سکتا ہے، لہٰذا سامان جنگ اور اسلحہ کی تیاری اور حصول دینی، ملی اور قومی غیرت کے تحفظ کے ساتھ ہو تو بالکل بجا اور درست، لیکن سامان جنگ اور اسلحہ کا ایسا حصول جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی اسلامی اقدار، اسلامی روایات، اور اسلامی شعائر پامال ہوں یا مسلمانوں کے قومی وجود کو خطرہ ہو یا مسلمانوں کے دین اور ایمان پر

❶ تاریخ اسلام، حصہ دوم، ص 178

ڈاکہ ڈالا جارہا ہو، تو یہ سراسر خسارے کا سودا ہے۔ ایمان کی قوت سلامت ہو تو قلت تعداد اور قلت سامان مسلمانوں کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتی ،لیکن ایمان سلامت نہ ہو تو اسلحہ کے کروڑوں ٹن بھی اسے فتح سے ہم کنار نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کی فتح صرف اللہ پر ایمان اور توکل کے ساتھ مشروط ہے۔ تاریخ کی گواہی بھی یہی ہے اور اللہ کا قانون بھی:

﴿ وَلاَ تَهِنُوْا وَ لاَ تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○﴾

''دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، اگر تم مومن ہو تو تمہی غالب رہو گے۔'' (سورہ آل عمران، آیت نمبر 139)

☪☪☪

قارئین کرام! جہاد افغانستان کے بعد عالمی سطح پر دشمنان اسلام جس طرح جہاد کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کر رہے ہیں اور مجاہدین کے خلاف نفرت انگیز پروپیگنڈہ کا تا بہ فلک شور وغوغا برپا کیا جارہا ہے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اہل علم اس بے بنیاد اور گمراہ کن پروپیگنڈہ کا موثر انداز میں جواب دیں ہم نے اپنی بساط کے مطابق اقوام عالم کی جنگوں کا غزوات مقدس سے تقابل کرکے جہاد کے اسلامی نقطہ نظر کو واضح کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے (جو ضمیمہ کی شکل میں شامل اشاعت ہے) ہمیں اس کاوش میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے یہ جاننے کے لئے ہمیں اپنے قارئین کرام کی آراء کا شدت سے انتظار رہے گا۔

دشمنان اسلام کے شبانہ روز پروپیگنڈے سے مرعوب ہو کر بعض مسلم حکمرانوں کا اپنے اپنے ملک کے اندر مجاہدین کے ساتھ غیر اسلامی اور غیر انسانی رویہ بہت ہی افسوسناک اور شرمناک فعل ہے۔ ایسے حالات میں جو افراد اور جماعتیں اپنی قوت ایمانی کے بل پر مختلف ممالک میں جہاد کا علم بلند کئے ہوئے ہیں ہم ان کی عزیمت اور عظمت کو، ان کی جرأت اور بسالت کو سلام پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اے کائنات کے تنہا مالک! اپنے فیصلے کو نافذ کرنے کی قدرت رکھنے والے جبار وقہار! اے مجرموں سے انتقام لینے والے! اے عاد وثمود کو ہلاک کرنے والے! اے آل لوط اور آل فرعون کو نیست ونابود کرنے والے! اے اصحاب الاخدود اور اصحاب الفیل کا نام ونشان مٹانے والے! آج دنیا کی ساری طاغوتی قوتیں مل کر تیرے دین کو ملیامیٹ کرنا چاہتی ہیں۔ مسلمانوں پر جا بجا ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں، معصوم

بچوں کو ذبح کیا جا رہا ہے، عفت مآب خواتین کی عصمتوں سے کھیلا جا رہا ہے، خوبصورت بستیاں ویران کی جا رہی ہیں، سرسبز و شاداب وادیاں نذر آتش کی جا رہی ہیں، رستے بستے گھر اجاڑے جا رہے ہیں، اہل وطن بے وطن کئے جا رہے ہیں اور تیرے مٹھی بھر نام لیوا تیرے نام کے سہارے ہر جگہ باطل سے برسر پیکار ہیں۔ اے بدر و حنین میں اپنے بندوں کی نصرت فرمانے والے! اپنے ان ناتواں اور بے سروساماں بندوں کی نصرت اور تائید فرما، ان میں اتحاد و اتفاق پیدا فرما، ان کے معاملات کی اصلاح فرما، ان کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کو ساری دنیا میں عزت اور عظمت عطا فرما، اے کتاب نازل فرمانے والے، اے جلد حساب لینے والے، لشکروں کو تنہا شکست دینے والے، دین کے ان دشمنوں کے قدم ڈگمگا دے۔ ان کے دلوں میں اختلاف پیدا فرما، ان کو ساری دنیا میں ذلیل اور رسوا فرما، ان پر لعنت کر اور انہیں بدترین شکست دے اور ان پر ایسا عذاب نازل فرما جسے تو کبھی واپس نہیں پھیرتا۔ آمین!

کتاب کی نظر ثانی محترم حافظ عبدالسلام بھٹوی صاحب نے فرمائی جس کے لئے میں محترم حافظ صاحب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا اور آخرت میں بہتری کے انعامات سے نوازے۔ آمین!

﴿ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ﴾

محمد اقبال کیلانی عفی اللہ عنہ

6محرم الحرام 1417ھ

مطابق 23مئی 1996

ضمیمہ

جہاد فی سبیل اللہ

جہاد، دہشت گردی......یا......امن عالم کی ضمانت

کتاب وسنت میں جہاد فی سبیل اللہ کی زبردست ترغیب کے ساتھ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام میں یوں بے دریغ مرنے اور مارنے کا مقصد کیا ہے؟ کیا یہ مذہبی تعصب یا مذہبی جنون کا نتیجہ ہے یا ہوس دولت اور ہوس ملک گیری کا نتیجہ ہے یا محض دہشت گردی اور فساد فی الارض برپا کرنا اس کا مقصد ہے؟ جہاد کے حوالے سے یہ سوال بڑا اہم ہے، کتاب وسنت کی روشنی میں ہم اس کا جواب دینے کی کوشش کریں گے۔

تاریخ انسانی میں جتنی بھی جنگیں لڑی گئی ہیں ان کے پیچھے دوسرے محرکات کے علاوہ دو بڑے محرکات یہ ہیں:

1. ہوس دولت اور ہوس ملک گیری۔
2. مذہبی جبر۔

ہم باری باری ان دونوں محرکات کا تجزیہ کریں کرکے دیکھیں گے کہ ان میں سے کون سا جذبہ محرکہ جہاد اسلامی کے پیچھے کارفرما ہے۔

1. ہوس دولت اور ہوس ملک گیری:

ہمارے سامنے اس صدی کی دو عظیم جنگوں کی تاریخ موجود ہے ان دونوں جنگوں میں فریقین کے اغراض ومقاصد درج ذیل تھے۔

جنگ عظیم اول (1914ء تا 1918ء) کے اغراض ومقاصد:

1. 1870ء میں جرمنی نے زبردستی فرانس کے علاقوں پر قبضہ کیا۔

② جرمنی کی بڑھتی ہوئی تجارتی اور صنعتی ترقی روکنے کے لئے برطانیہ ان بحری راستوں پر اپنا قبضہ کرنا چاہتا تھا جن پر جرمنی قابض تھا جبکہ جرمنی ان بحری راستوں کو بھی اپنے قبضہ میں لینا چاہتا تھا جو کہ برطانیہ کے قبضے میں تھے۔

③ 1907ء میں روس اور فرانس نے برطانیہ سے ترکی اور جزیرہ نمائے بلقان میں اپنی تجارت بڑھانے کے لئے معاہدہ کیا جبکہ جرمنی اور آسٹریلیا نے اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے جزیرہ نمائے بلقان پر قبضہ کرنے کا معاہدہ کیا۔

جنگ عظیم اول کے یہ تین بنیادی اسباب تھے۔تینوں ہی ہوس ملک گیری، ہوس دولت اور وسعت تجارت کے جذبہ سے معمور ہیں۔اب ایک نظر جنگ عظیم دوم (1939ء یا 1945ء) کے اغراض و مقاصد پر ڈالئے جو کہ درج ذیل تھے۔

① جرمنی نے 1938ء میں آسٹریلیا پر اور 1939ء میں چیکوسلواکیہ پر زبردستی قبضہ کرلیا۔

② اٹلی پہلی جنگ عظیم کا فاتح تھا جسے شکوہ تھا کہ اسے فتح کے کما حقہ ثمرات نہیں ملے چنانچہ اس نے 1936ء میں ایتھوپیا پر زبردستی قبضہ کرلیا۔

③ 1939ء میں جاپان نے چین کے ایک صوبہ پر زبردستی قبضہ کرلیا۔

④ 1939ء میں سویت یونین اور جرمنی نے ایک خفیہ معاہدے کے ذریعے پولینڈ کے حصے بخرے کر کے آپس میں بانٹ لئے۔بعد میں عدم اعتماد کی وجہ سے سویت یونین نے فن لینڈ پر قبضہ کرلیا۔

یہ تھے وہ ارفع اور اعلیٰ مقاصد جن کی وجہ سے پوری دنیا دوسری مرتبہ تباہی اور ہلاکت سے دوچار ہوئی۔

ایک نظر عہد حاضر کی دو بڑی جنگوں کے اسباب وعلل پر بھی ڈالتے چلیے۔افغانستان کے پہاڑوں، میدانوں اور وادیوں پر مسلسل دس سال تک آگ اور بارود برسانے والے سویت یونین کا مقصد صرف یہ تھا کہ کم وبیش آدھی دنیا پر پھیلی ہوئی عظیم سلطنت کو وسعت دے کر بحر ہند کے گرم پانیوں تک پہنچ کر بین الاقوامی بحری تجارتی شاہراہوں پر اپنا قبضہ جما سکے۔

ہمارے عہد کی دوسری ہلاکت خیز جنگ ''جنگ خلیج'' ہے جس کے بارے میں اب کسی شک وشبہ کی

گنجائش باقی نہیں رہی کہ یہ ڈرامہ بڑی فن کاری سے صرف عربوں کی دولت ہتھیانے کے لئے سٹیج کیا گیا تھا عرب گیس اینڈ پٹرول انسٹی ٹیوٹ کی اطلاع کے مطابق اس جنگ میں اسلحہ خریدنے پر عربوں کی جو رقم خرچ ہوئی وہ پٹرول کی سالانہ آمدنی سے دس گنا زیادہ ہے۔خبر کے مطابق اس جنگ کی وجہ سے مجموعی طور پر پٹرول برآمد کرنے والے ممالک کو سات بلین ڈالر سالانہ کا نقصان ❶ برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔

یہ ہیں اقوام عالم کی جنگوں کے وہ جلیل و عظیم مقاصد جن کے لئے کرہ ارضی کے انسانوں کو بار بار آگ اور خون میں نہلایا گیا۔

آیئے اب ایک نظر اسلامی تعلیمات پر ڈالیں اور دیکھیں کہ جلب زر، حصول غنائم اور وسعت تجارت کی خاطر اسلام قتال کی اجازت دیتا ہے کہ نہیں؟

زمانہ جاہلیت میں غنائم کا حصول اور جلب زر ایک بہت بڑا محرک تھا قتل وغارت کا، لیکن اسلام نے مسلمانوں کو ایسی تعلیم دی جس سے غنائم کے بارے میں ان کی سوچ یکسر بدل گئی۔ایک آدمی نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہے اور ساتھ دنیا کا بھی مال حاصل کرنا چاہتا ہے۔'' (اس کے لئے کتنا ثواب ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس کے لئے کوئی اجر وثواب نہیں!'' (ابوداؤد) ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا ''جس نے اللہ کی راہ میں جنگ کی لیکن اس کی نیت اونٹ باندھنے کی ایک رسی حاصل کرنے کی تھی تو اسے وہی چیز ملے گی جو اس نے نیت کی تھی۔'' (یعنی وہ اجر وثواب سے قطعاً محروم رہے گا) (نسائی) ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص جہاد کے بعد مال غنیمت حاصل کرتا ہے وہ آخرت میں ایک تہائی ثواب حاصل کرے گا اور جو مال غنیمت حاصل نہیں کرتا وہ سارا اجر وثواب آخرت میں پائے گا۔'' (نسائی) اس تعلیم نے زمانہ جاہلیت کی سوچ کو مکمل طور پر بدل دیا۔ایک اعرابی جہاد میں شریک ہوا جہاد کے آخر میں مال غنیمت میں سے اس کا حصہ نکالا گیا تو اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ ''میں جہاد میں مال حاصل کرنے کے لئے شریک نہیں ہوا بلکہ اس لئے شریک ہوا کہ تیر آکر میرے حلق میں لگتا اور میں شہید ہو جاتا۔'' (نسائی) غزوہ بدر میں مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف پیدا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

---

❶ ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم جلد 16، شمارہ 6، 1995ء

﴿ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ﴾

''لوگ تم سے مال غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہو یہ مال اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔''

(سورہ الانفال، آیت نمبر 1)

چنانچہ اس آیت کے نزول کی بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تمام اختلافات ختم ہوگئے اور رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مال غنیمت تقسیم فرمایا۔(مسند احمد) اسلامی تعلیمات کے بعد اب چند مثالیں پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات طیبہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

① 8ہجری میں مکہ فتح ہوا تو مسلمانوں کو ان کی جائیدادوں، ان کے اموال، ان کے کاروبار سے محروم کرنے والے درندہ صفت مجرم لوگ فاتح کے سامنے دست بستہ حاضر تھے۔ آپ ﷺ چاہتے تو انہیں ان کے جائدادوں اور ان کے اموال سے اسی طرح محروم کر سکتے تھے جس طرح انہوں نے مسلمانوں کو کیا تھا لیکن تاریخ انسانی میں حسن عمل اور عظمت کردار کی ایسی ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کفار کی جائدادوں اور اموال کو چھوڑ کر اپنی چھینی ہوئی جائیداد اور اموال کی واپسی کا مطالبہ کیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو اموال اور جائیدادیں اللہ کے لئے چھوڑ چکے ہو انہیں واپس نہ لو۔''[1] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیغمبر اسلام ﷺ کے اس منفرد اور تابناک فرمان کے سامنے فوراً سر تسلیم خم کر دیا۔ کیا لوٹ مار کرنے، غنائم حاصل کرنے، دوسروں کی تجارت پر قبضہ کرنے والے، دولت سمیٹنے والے، جاہ پسند اور اقتدار پرست فاتحین کا طرز عمل ایسا ہی ہوتا ہے؟

② سقوط مکہ کے بعد حنین فتح ہوا تو مال غنیمت میں 24ہزار اونٹ، 40ہزار بکریاں اور 6ہزار کلو گرام چاندی حاصل ہوئی اسیران جنگ کی تعداد 6ہزار تھی۔ اموال غنیمت تقسیم کرنے سے قبل رسول اکرم ﷺ نے پورے دو ہفتے انتظار کیا تاکہ اگر کوئی وفد تائب ہو کر گفت وشنید کے لئے آئے تو تمام اموال غنیمت واپس کر دیئے جائیں جب کوئی وفد نہ آیا تو آپ ﷺ نے سارے اموال لشکر اسلام اس طرح تقسیم فرمائے کہ صرف ایک چادر باقی رہ گئی۔ اس کی بعد لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے پاس تہامہ کے درختوں کی تعداد

---

[1] عزوات مقدس از محمد عنایت اللہ وارثی، ص 35

کے برابر مویشی ہوتے تو میں انہیں بھی تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا اور تم مجھے ایسا کرتے ہوئے نہ بخیل پاتے نہ بزدل نہ جھوٹا۔کوئی ذی ہوش آدمی یہ تصور کر سکتا ہے کہ تاریخ عالم میں ایسی زریں مثالیں پیش کرنے والا فاتح جس مذہب کی تعلیم لے کر آیا ہے ہو حصول غنائم کے لئے ، دولت دنیا سمیٹنے کے لئے ، جلب زر کے لئے اور دوسروں کی وسائل معیشت وتجارت پر قبضہ کرنے کے لئے قتال اور خون ریزی کی اجازت دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

② مذہبی جبر:

قتال خون ریزی اور جنگ وجدال کا دوسرا بڑا محرک مذہبی جبر رہا ہے۔چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

① 523ء میں یمن کے یہودی بادشاہ ذونواس نے عیسائیوں کے مرکز نجران پر حملہ کیا تاکہ وہاں سے عیسائیت کا خاتمہ کر کے لوگوں کو یہودیت اختیار کرنے پر مجبور کرے۔عیسائیوں نے یہودیت اختیار کرنے سے انکار کر دیا تو ذونواس نے حاکم نجران ''حارثہ'' کو قتل کر دیا۔اس کی بیوی ''رومہ'' کے سامنے اس کی دو بیٹیوں کو قتل کیا اور ماں کو بیٹیوں کا خون پلانے پر مجبور کر دیا۔بعد میں ''رومہ'' کو بھی قتل کر دیا گیا۔بشپ پال کی ہڈیاں قبر سے نکال کر جلائیں ، گڑھے کھود کر ان میں آگ جلوائی جن میں مردوں ، عورتوں ، بچوں اور بوڑھوں سب کو پھینکوا دیا۔مجموعی طور پر 20ہزار سے 40ہزار تک زندہ انسانوں کو آگ میں جلا دیا اس واقعہ کا تذکرہ قرآن مجید میں سورہ بروج میں ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے:

﴿ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○ ﴾

''اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس اللہ پر ایمان لائے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔'' (سورہ البروج ، آیت نمبر 8)[1]

② 303ء میں شہنشاہ روم ڈریوکلیٹیان نے اپنی مملکت سے عیسائیت ختم کرنے کے لئے حکم جاری کیا کہ تمام کلیسا مسمار کر دیئے جائیں ، انجیلیں جلا دی جائیں ، کلیساؤں کے اوقاف ضبط کر لئے جائیں جو شخص مسیحی مذہب پر اصرار کرے اسے قتل کر دیا جائے اس حکم کی باوجود جن عیسائیوں نے عیسائیت ترک کرنے سے انکار کیا ان کے بدن زخمی کر کے ان پر سرکہ اور نمک ڈالا جاتا بعد میں ان کی بوٹی

---

[1] تفہیم القرآن ، جلد ششم ، سورہ بروج ، حاشیہ نمبر 4

بوٹی کاٹی جاتی بعض اوقات ان کو عبادت گاہوں میں بند کرکے آگ لگا دی جاتی ، زیادہ لطف اٹھانے کے لئے ایک ایک عیسائی کو پکڑ کر دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا جاتا یا لوہے کے کانٹے اس کی بدن میں بھونکے جاتے۔ ❶

③ 1492ء میں سپین سے مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی تو صرف آٹھ برس کی قلیل مدت میں وہاں کی عیسائی حکومت نے مسلمانوں سے اسلام چھڑانے کی مہم شروع کردی۔ سپین کے ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو ایک مذہبی عدالت کے سامنے پیش کیا گیا۔ عدالت نے 28 ہزار، 5 سو 40 مسلمانوں کو موت کی سزا سنائی اور بارہ ہزار مسلمانوں کو زندہ جلانے کا حکم دیا۔ مسلمانوں کی سینکڑوں لائبریریاں جن میں لاکھوں کتابیں نذر آتش کردیں۔ بالآخر 1610ء میں تمام مسلمانوں کو ترک وطن کا حکم دے دیا گیا۔ ڈیڑھ لاکھ عربوں کا ایک قافلہ بندرگاہ کی طرف جارہا تھا کہ بلیڈا نامی ایک پادری نے غنڈوں کو ساتھ ملا کر قافلہ پر حملہ کردیا اور ایک لاکھ مسلمان قتل کر ڈالے اس کے بعد مسلمانوں کے گھروں، گلیوں اور بازاروں میں قاتلانہ حملے شروع ہوگئے حتی کہ 1630ء تک ایک بھی مسلمان سپین میں باقی نہ رہا۔ ❷

④ مارچ، 1992ء میں بوسینا ہرزگووینا کے شہریوں نے ایک ریفرنڈم میں 99 اعشاریہ 4 فیصد (99.4%) کثرت سے آزادی کی حمایت میں ووٹ دیئے جس کے نتیجے میں بوسنوی مسلمانوں نے اپنی آزادی کے دن سے لے کر آج کے دن تک مسلمانوں پر جو قیامت خیز مظالم ڈھائے جارہے ہیں اس کی وجہ اس مذہبی جبر کے علاوہ اور کیا ہے؟ کہ یورپی عیسائی برادری اپنے درمیان کسی آزاد مسلمان ریاست کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔

مذکورہ مثالوں میں خون ریزی، غارت گری، درندگی اور سفاکی کا جذبہ محرکہ صرف مذہبی جبر ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ گھناؤنا اور مکروہ کردار ان اقوام کا ہے جنہوں نے یہ پروپیگنڈہ کرتے کرتے زمین و آسمان کے قلابے ملا رکھے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ مسلمان دہشت گرد اور ڈاکو ہیں۔ ❸

---

❶ الجہاد فی الاسلام، از سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ، ص 448

❷ یورپ کے اسلام پر احسان از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص 87-88

❸ چند سال قبل امریکہ کے یہودی ''ایمرسن'' نے ایک فلم ''جہاد ان امریکہ'' بنائی جس میں مسلمانوں کو دہشت گرد اور ڈاکو دکھایا گیا ہے۔ (ہفت روزہ تکبیر، 4 مئی، 1995ء)

یہ پروپیگنڈہ اس قدر فن کاری اور عیاری سے کیا گیا ہے کہ ان کی اپنی خونخوار اور مکروہ تصویر اس پروپیگنڈے کے پیچھے چھپ گئی ہے، لیکن کیا حقیقت بھی ایسی ہی ہے؟ آیئے حقائق کی روشنی میں اس پروپیگنڈے کا جائزہ لیں۔

دعوت اور اشاعت اسلام کے بارے میں قرآن حکیم نے جو بنیادی احکام دیئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1. ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 256) یعنی کسی کو دین منوانے کے لئے شریعت اسلامیہ میں زبردستی یا جبر کی اجازت نہیں ہے۔ آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ انصار کے ایک قبیلہ بنوسالم بن عوف کے ایک آدمی کے دولڑکے عیسائی تھے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ''مجھے اجازت دی جائے کہ میں ان لڑکوں کو جبراً مسلمان بنادوں۔'' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

2. سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ﴾

''جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے انکار کردے۔'' (سورہ الکہف، آیت نمبر 29) آیت کریمہ کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اسلام میں زبردستی دین منوانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ہر آدمی کو مکمل اختیار دیا ہے جو چاہے اسلام قبول کرے اور جو چاہے نہ کرے۔ اگر دین میں زبردستی منوانا مقصود ہوتا تو پھر جزا اور سزا کا مقصد ہی ختم ہو جاتا۔ قرآن مجید میں اس مضمون کی بے شمار آیات ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔ (19:73)، (29:76)، (12:80)، (28-27:81)

3. رسول اکرم ﷺ کو دوران دعوت میں جن حالات سے سابقہ پیش آرہا تھا ان سے بعض اوقات آپ ﷺ پریشان ہو جاتے کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار یہ وضاحت ارشاد فرمائی:

﴿ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ﴾

''اگر لوگ روگردانی کریں تو تم پر صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے۔'' (سورہ آل عمران، آیت نمبر 20) یعنی اگر لوگ ایمان نہیں لاتے تو آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں آپ کی ذمہ

داری صرف پہنچادینا ہے۔زبردستی منوانا نہیں۔اس مضمون کی دوسری آیات میں سے چند ایک ہیں (99:5)،(35:16)،(48:42)،(88:21-22)

جہاد کے احکام دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:''کافروں سے جنگ کروحتی کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور چھوٹے بن کر رہیں۔''[1] (سورہ توبہ،آیت نمبر 29)اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کافروں سے جنگ کروحتی کہ وہ مسلمان ہوجائیں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ کافر جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو جائیں تو جنگ بند کردو۔جزیہ کا قانون بذات خوداس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام زبردستی کسی کومسلمان نہیں بنانا چاہتا۔سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:''کافروں سے جنگ کروحتی کہ فتنہ باقی نہ رہے۔''(سورہ بقرہ،آیت نمبر 193)یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کافروں سے اس وقت تک جنگ کروجب تک وہ مسلمان نہیں ہوجاتے بلکہ مطلوب یہ ہے کہ دین اسلام کوغالب اورنافذ کرنے میں دشمنان اسلام کی کھڑی کی ہوئی رکاوٹیں دور کی جائیں۔

قرآنی احکام کے بعد سنت مطہرہ کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

1. غزوہ بدر میں کافروں کے ستر آدمی قید ہوئے جنہیں رہا کرنے کے لئے دوشرطیں مقرر کی گئی تھیں پہلی یہ کہ فدیہ ادا کیا جائے،دوسری یہ کہ جوفدیہ نہ دے سکے وہ دس دس بچوں کولکھنا پڑھنا سکھادے چندآدمیوں کورسول اکرم ﷺ نے غیر مشروط پر بطور احسان بھی رہا فرمایا۔اگرزبردستی اسلام منوانا مطلوب ہوتا تو رسول اکرم ﷺ سب سے پہلے یہی شرط مقرر فرماتے کہ جوشخص مسلمان ہوجائے اسے رہا کردیا جائے گا۔
2. غزوہ بنونضیر میں یہودیوں پرمکمل غلبہ حاصل کرنے کے بعدازراہ عفووکرم ان کی جان بخشی کی اور پورے امن اور سلامتی کے ساتھ انہیں مدینہ منورہ سے نکلنے کا راستہ بھی دیا اگرآپ ﷺ تلوار کے زور سے اسلام منوانا چاہتے تواس سے بہتر موقع اورکون سا تھا؟
3. سقوط مکہ کے بعد رسول اکرم ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا آپ ﷺ کا جاری کردہ فرمان

[1] جزیہ سے مراد وہ ٹیکس ہے جو اسلامی حکومت غیر مسلموں سے وصول کرتی ہے جس کے بدلے میں اسلامی حکومت ان کے جان ومال کی حفاظت کرتی ہے جزیہ ادا کرنے والے غیر مسلموں کواس بات کی مکمل آزادی ہوتی ہے کہ وہ اسلامی حکومت کے قوانین کی پابندی کرتے ہوئے اپنے عقیدہ اور مذہب پر عمل کرتے رہیں لیکن انہیں اپنے عقیدے اور مذہب کی اشاعت کا حق حاصل نہیں ہوتا۔

تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف میں ثبت ہے: ''جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے، جو حرم میں داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے، اپنے گھر کے اندر بیٹھا رہے اسے نہ قتل کیا جائے، جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اسے قتل نہ کیا جائے اور جو حکیم بن حزام کے گھر میں پناہ لے لے اسے قتل نہ کیا جائے۔'' یقیناً ایسا ممکن تھا، لیکن تلوار کے زور سے اسلام منوانا چونکہ اسلام کے ارفع واعلیٰ اصولوں کے خلاف تھا لہٰذا آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔

④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غلام ''اسبق'' عیسائی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے اسلام کی دعوت دیتے تو وہ انکار کر دیتا تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ﴿ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ﴾ یعنی ''دین منوانے میں زبردستی نہیں۔'' (ابن کثیر رحمہ اللہ)

حقیقت یہ ہے کہ اشاعت اسلام کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات اور پیغمبر اسلام ﷺ کا طرز عمل اس قدر وسیع النظری اور عالی ظرف پر مبنی ہے کہ تنگ نظر اور متعصب دشمنان اسلام اس کا تصور تک نہیں کر سکتے۔

اب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ جہاں اقوام عالم کی جنگوں کے سب سے بڑے مقاصد میں سے اولاً حصول دولت، جلب زر، کمزور اقوام کے وسائل، معیشت وتجارت پر قبضہ کرنا اور ثانیاً مذہبی جبر سرفہرست ہیں وہاں جہاد اسلامی کے مقاصد کو ان چیزوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں اس وضاحت کے بعد یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ جہاد اسلامی کے مقاصد کیا ہیں؟ ذیل میں ہم جہاد اسلامی کے اغراض ومقاصد تحریر کر رہے ہیں تا کہ اقوام عالم کی جنگوں کے مقاصد کا جہاد اسلامی کے مقاصد سے تقابل کیا جا سکے۔

جہاد اسلامی کی مقاصد:

جہاد اسلامی کے اہم ترین مقاصد درج ذیل تھے۔

① قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ﴾

''(قتال کی) اجازت دے دی گئی ہے ان لوگوں کو جن سے جنگ کی جا رہی ہے کیوں کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔'' (سورہ حج، آیت نمبر 39) قرآن مجید کی یہ سب سے پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی ہے اجازت دینے کی وجہ اللہ تعالیٰ نے بڑی

وضاحت سے بیان فرمادی کہ چونکہ مسلمانوں پر مسلسل تیرہ سال تک بے پناہ ظلم وستم ڈھائے گئے لہٰذا اب انہیں اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ بھی ظلم کرنے والوں کے خلاف جنگ کریں۔

جہاد کی اجازت دینے کے بعد دوسری آیت جس میں مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا گیا اور جس کے بعد جنگ بدر پیش آئی اس آیت کا مضمون بھی قابل غور ہے۔

﴿ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ○ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْكُمْ ﴾

''تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جوتم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، ان سے لڑو جہاں بھی تمہارا ان سے مقابلہ ہو اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 190 تا 191) اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے جہاد کے حکم کی وجہ واضح طور پر بیان فرمادی ہے چونکہ کفار نے تمہارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے تمہیں تمہارے گھر بار اور جائدادوں سے نکال دیا ہے لہٰذا اب ان سے جنگ کرو، دونوں آیتوں کو سامنے رکھا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب مسلمانوں پر ظلم کیا جارہا ہو، انہیں قتل کیا جارہا ہو تو ایسے ظالموں، قاتلوں اور مفسدوں کے خلاف جنگ کرنی چاہئے اور اگر کفار مسلمانوں کو ان کی سرزمین سے نکال دیں یا ان سے اقتدار چھین لیں تو مسلمانوں کو بھی طاقت حاصل ہونے پر کفار کو وہاں سے نکال دینا چاہئے اور ان سے اقتدار واپس لینا چاہئے۔

ہجرت کے بعد مکہ میں رہائش پذیر مسلمانوں پر کفار کا ظلم وستم بدستور جاری رہا تو ان کی فریاد وفغاں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا ﴾

''آخر کیا وجہ ہے تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لئے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا فرما۔'' (سورہ نساء، آیت نمبر 75) یعنی جن مسلمانوں پر ظلم

وستم ہو رہا ہے، خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں بستے ہوں ان کو ظلم وستم سے نجات دلانے کے لئے دوسرے تمام مسلمانوں کو جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہونا چاہئے۔

تینوں آیات میں جو اہم اور مشترک نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ظلم وتشدد، خون ریزی اور دہشت گردی کے خلاف جہاد کا حکم دیا ہے خواہ ظالم طاقت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ پس جہاد کے مقاصد میں سے ایک اہم مقاصد دنیا سے ظلم وتشدد، جارحیت، خون ریزی، غارت گری، دہشت گردی اور بدامنی کا مکمل طور پر استیصال اور خاتمہ کرنا ہے۔

(2) سورہ انفال میں جن لوگوں کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا ہے ان کا ایک جرم درج ذیل آیت میں بتایا گیا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ○ ﴾

''جن لوگوں نے حق ماننے سے انکار کیا ہے اور اپنے مال خدا کے راستے سے روکنے کے لئے خرچ کر رہے ہیں اور ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے مگر آخر کار کوشش ان کے لئے پچھتاوے کا سبب بنیں گی پھر وہ مغلوب ہوں گے۔'' (سورہ الانفال، آیت نمبر 36)

یعنی جرم یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ (دین اسلام) پر آنے سے روکتے ہیں، اسی طرح سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے جن مشرکوں کے خلاف مسلمانوں کو جنگ کرنے کا حکم دیا ہے ان کا جرم یہ بتایا گیا ہے:

﴿ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾

''ان مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو بہت کم قیمت پر فروخت کیا ہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ پر آنے سے روکا ہے، بہت ہی برا کام ہے جو یہ کر رہے ہیں۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 9)

اللہ کی راہ پر آنے سے روکنے کے تین مفہوم ہیں اور تینوں صورتوں میں جہاد کا حکم ہے۔

اولاً مسلمانوں کو دین اسلام پر چلنے سے زبردستی روکا جائے ان کے لئے مشکلات پیدا کی جائیں اور ان کی راہ میں رکاوٹیں کھڑے کی جائیں۔

ثانیاً جو لوگ مسلمان بننا چاہیں انہیں زبردستی مسلمان بننے سے روکا جائے۔

ثالثاً مسلمانوں کو زبردستی مرتد بنایا جائے۔

یہ تمام صورتیں اللہ کی راہ سے روکنے کی ہیں ایسا کرنے والوں کے خلاف اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا ہے دوسرے الفاظ میں مذہبی جبر ختم کرنا اسلامی عقائد اور نظریات کی نشو ونما اور ارتقاء میں رکاوٹ بننے والی باطل قوتوں کا قلع قمع کرنا نیز بحیثیت مسلمان اپنے قومی وجود اور قومی یکجہتی کی حفاظت کرنا بھی جہاد اسلامی کے مقاصد میں شامل ہے۔

③ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا ہے اور ساتھ ہی جہاد کا مقصد بھی بیان فرما دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلاَ يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلاَ يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ ﴾

جنگ کرو اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے خلاف جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے اسے حرام قرار نہیں دیتے اور دین حق کو اپنا دین نہیں بناتے (ان سے لڑو) یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں اور زیردست بن کر رہیں۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 29)

مذکورہ آیت میں دو باتیں بالکل واضح ہیں۔

(ا) دین حق کو غالب کرنے کے لئے کفار اور مشرکین کے خلاف جہاد کرنے کا حکم ہے۔

(ب) غیر مسلموں کو بزور تلوار مسلمان بنانا مطلوب نہیں بلکہ اسلام کو غالب کرنے میں ان کی فعال تخ یبی

یہی بات اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں ارشاد فرمائی ہے:

﴿ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ﴾

''کافروں سے جنگ کرو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جائے۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 193)

اس آیت میں دین اسلام کو غالب کرنے کے لئے جہاد کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ ارشاد مبارک

ہے کہ ”دین کوغلاب کرنے کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے کا فتنہ جب تک ختم نہ ہو جائے اس وقت تک جہاد کرتے رہو۔“

یاد رہے دین اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید ہے جس کے مطابق اس دنیا کا خالق، مالک، رازق، معبود آقا اور شہنشاہ صرف ایک اللہ کی ذات ہے باقی ساری مخلوق اس کے عاجز بندے اور دست بستہ غلام ہیں جو اس کے آگے جواب دہ ہیں لہٰذا کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود لوگوں کا آقا بن جائے اور دوسروں کو اپنا غلام بنا کر ان پر ظلم ستم کرنے لگے، کسی پیشوا کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود بندوں کا معبود بن کر ان سے اپنی پوجا کروانے لگے، کسی دولت مند کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود بندوں کا رازق بن کر ان کو ذلیل ورسوا کرے، کسی طاقتور کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود بندوں کا مالک بن جائے اور ان کی عزتوں سے کھیلنے لگے، کسی حاکم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگوں کا شہنشاہ بن جائے اور رعایا کے حقوق کو پامال کرنے لگے گویا بنیادی طور پر دین اسلام امن، سلامتی، مساوات، عدل وانصاف اور اخوت کا مذہب ہے اور ظلم وزیادتی، جبر وتشدد، بدامنی ودہشت گردی، خون ریزی، اور غارت گری کا شدید دشمن ہے لہٰذا دین اسلام کو غالب کرنے کا مطلب امن وسلامتی، عدل وانصاف، مساوات اور اخوت کا قیام اور ظلم وزیادتی، جبر وتشدد، بدامنی، دہشت گردی، خون ریزی اور غارت گری کا خاتمہ اور استیصال ہے۔

بعض دیگر جنگی امور کا تقابلی جائزہ:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس لئے اس نے مسلمانوں کو زندگی کے ہر معاملے میں ہدایات دی ہیں جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں مسلمانوں کو ایسے قواعد وضوابط کا پابند بنایا گیا ہے جو کہ:

اولاً قیامت تک کے لئے نافذ العمل ہیں۔

ثانیاً ان قواعد وضوابط میں کسی بڑی سے بڑی اتھارٹی کو تغیر وتبدل کا اختیار نہیں ہے۔

ثالثاً ان قواعد وضوابط کا ہر وہ شخص پابند ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے اگر کوئی فاتح یا سپہ سالار ان قواعد وضوابط پر دوران جہاد عمل نہیں کرتا تو شریعت کی نگاہ میں وہ قانون شکن اور مجرم ہے جس کی اللہ کے ہاں روز قیامت باز پرس ہوگی۔ اس کے مقابلے میں مغربی اقوام کے بارے میں یہ حقائق تاریخ کے ریکارڈ میں محفوظ ہے کہ:

① سترہویں صدی عیسوی کی ابتداء میں مغربی اقوام کے ہاں جنگ نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ ❶

② مغربی اقوام کے وضع کردہ قوانین جنگ ان کے اپنے مفادات کے تابع ہی وضع کئے گئے ہیں جن میں حسب ضرورت نہ صرف تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے بلکہ قانون بنانے والے جب چاہتے ہیں اپنے ہی قانون کی دھجیاں اڑادیتے ہیں۔ ❷

③ ان قوانین کی پابندی صرف وہ اقوام کرتی ہیں جو باقاعدہ اس معاہدے میں شریک ہوتی ہیں دیگر اقوام ان قوانین کی پابندی سے آزاد ہوتی ہیں۔

جہاد اسلامی کے قواعد وضوابط اور دنیاوی جنگوں کی خودساختہ قوانین میں اس بنیادی فرق کی وضاحت کے بعد ہم جہاد اسلامی اور اقوام مغرب کی جنگوں کے بعض امور کا تقابلی جائزہ پیش کررہے ہیں جو ہمیں یہ فیصلہ کرنے میں مدد دے گا کہ تاریخ کے میزان عدل میں خون ریزی، غارت گری، دہشت گردی، درندگی، سفاکی اور بربریت اقوام مغرب کی جنگوں کے پلڑے میں ہے یا جہاد اسلامی کے پلڑے میں؟

❶ آداب قتال:

رسول اکرم ﷺ نے دوران جہاد مختلف مواقع پر جو ہدایات ارشاد فرمائیں وہ درج ذیل ہیں:

❶ دوران جہاد دشمن کے مقتولین کا مثلہ نہ کرنا۔(بخاری) ❷ دشمن کی املاک میں لوٹ مار نہ کرنا۔(ابوداؤد) ❸ دشمن کو اذیت دے کر قتل نہ کرنا۔(ابوداؤد) ❹ زیردست دشمن کو آگ میں نہ جلانا۔(بخاری) ❺ دشمن کو امان دینے کی بعد قتل نہ کرنا۔(ابن ماجہ) ❻ دشمن کو دھوکے سے قتل نہ کرنا۔(ابوداؤد)

جنگ موتہ کے لئے لشکر اسلام کو روانہ کرتے ہوئے درج ذیل ہدایات فرمائیں:

❶ بدعہدی نہ کرنا ❷ خیانت نہ کرنا ❸ کسی بچے، بوڑھے اور درویش کو قتل نہ کرنا ❹ کھجور یا کوئی

---

❶ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، الجہاد فی الاسلام باب ہفتم ”جنگ تہذیب میں۔“

❷ پہلی مرتبہ 1868ء میں جینوا اور دوسری مرتبہ 1874ء میں بروسلز کانفرنس میں یورپ کی مہذب ترین حکومتوں میں یہ طے پایا کہ جنگ میں آتش گیر مادہ اور زہریلی گیس استعمال نہیں کی جائے گی۔ لیکن جنگ عظیم (1939ء تا 1945ء) میں ہٹلر نے ساٹھ لاکھ انسان گیس چیمبروں کے ذریعے ہلاک کرکے اس قانون کے پرخچے اڑا دیئے۔ اگست 1864ء میں یورپ کی تمام حکومتوں نے ایک سمجھوتے پر دستخط کئے جس کے مطابق فوجی ہسپتالوں کا عملہ غیر جانبدار قرار دیا گیا اور بیماروں اور زخمیوں کے علاج میں مزاحمت کو ناجائز قرار دیا گیا لیکن جنگ عظیم اول (1914ء تا 1918ء) میں فریقین نے ایک دوسرے کے ہسپتالی جہاز بڑی آزادی سے غرق کرکے اس قانون کی دھجیاں اڑادیں۔(حوالہ سابق)

دوسرا درخت نہ کاٹنا ⑤ کسی عمارت کو منہدم نہ کرنا۔ ❶

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرتے ہوئے درج ذیل ہدایات فرمائیں:

① خیانت نہ کرنا ② مال نہ چھپانا ③ بے وفائی نہ کرنا ④ مثلہ نہ کرنا ⑤ بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا ⑥ ہرے بھرے اور پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا ⑦ کھانے کے علاوہ جانوروں کو بے کار ذبح نہ کرنا۔ ❷

ایک فوجی مہم میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے غلط فہمی سے کچھ لوگ مارے گئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا ''اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے بری الذمہ ہوں۔'' (بخاری) بعد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولین کی دیت اور ان کے نقصانات کا معاوضہ ادا فرمایا۔

جنگ بدر سے چند یوم پہلے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ آرہے تھے کہ کافروں نے روک لیا اور اس وعدہ پر مدینہ جانے کی اجازت دی کہ اگر جنگ ہوئی تو تم اس میں حصہ نہیں لو گے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا اور مدینہ پہنچ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صورت حال سے آگاہ کر دیا جنگ کا موقع آیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب ہم کیا کریں؟'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہم قریش سے کئے گئے معاہدے کو پورا کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔'' چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ خواہش کے باوجود جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ ❸

1099ء میں عیسائیوں نے جب بیت المقدس پر قبضہ کیا تو مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ ہر طرف ان کے ہاتھ اور پاؤں کے انبار لگ گئے کچھ آگ میں زندہ پھینکے جا رہے تھے۔ کچھ فصیل سے کود کر ہلاک ہو رہے تھے اور گلیوں میں ہر طرف سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہیکل میں دس ہزار مسلمانوں نے پناہ لی تھی عیسائیوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ ❹

آج کے مہذب ترین یورپ کا حال عہد قدیم کے وحشی یورپ سے ذرا بھی مختلف نہیں۔ مارچ

---

❶ رحمۃ للعالمین، از قاضی سلمان منصور پوری، جلد دوم، ص 271
❷ مؤطا امام مالک، کتاب الجہاد، باب النہی عن قتل النساء
❸ الجہاد فی الاسلام، ص 212
❹ یورپ کے اسلام پر احسان، ص 82

1992ء میں بوسنیا کے مسلمان شہریوں نے ریفرنڈم کے ذریعے آزادی کا فیصلہ کیا تو متعصب سرب عیسائیوں نے بوسنوی مسلمانوں پر جو ظلم وستم کئے وہ تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے مسلمانوں کے سینوں پر خنجروں سے صلیب کے نشان بنائے گئے، بچوں کو ذبح کرکے ماں باپ کو ان کا خون پینے پر مجبور کیا گیا، حاملہ خواتین کے پیٹ چاک کرکے معصوم بچے نکال کر ذبح کئے گئے، کم سن نوجوان اور بوڑھی خواتین کی آبروریزی کرکے انہیں قتل کیا گیا، مسلمان قیدیوں کے جسموں سے اس طرح خون نکالا گیا کہ وہ سسک سسک کر موت کے منہ میں چلے گئے، زندہ انسانوں کے جسموں سے خنجروں کے ساتھ کھال اتاری گئی، بستیوں کی بستیاں اور دیہاتوں کے دیہات نذرآتش کئے گئے، پناہ گزیں زندہ جلا دیئے گئے، لاشوں کا مثلہ کیا گیا، سر کاٹ کر سڑکوں پر فٹ بال کی طرح روندے گئے۔ ❶

قدیم اور جدید وحشی یورپ کے یہ واقعات کسی تبصرہ کے محتاج نہیں یہ واقعات پڑھ کر کسی بھی ذی ہوش انسان کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ دوران جنگ احترام آدمیت، امن، سلامتی، نیکی، احسان، رحمدلی، خداترسی اور شرافت کس پلڑے میں ہے اور ظلم، بربریت، دہشت گردی، شقاوت اور درندگی کس پلڑے میں ہے۔

② غیر مقاتلین سے سلوک:

جنگ میں کسی بھی صورت میں حصہ نہ لینے والے افراد مثلاً عورتیں، بچے، بوڑھے، بیمار، زخمی اور معذور لوگ یا گوشہ نشین درویش وغیرہ کو اسلام نے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ رسول رحمت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرو۔'' (بخاری) ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے: ''عورتوں اور مزدوروں کو قتل نہ کرو۔'' (ابوداؤد) ایک جنگ میں کچھ لوگ جمع تھے نبی اکرم ﷺ کے استفسار پر بتایا گیا ''ایک عورت کی لاش پر لوگ جمع ہیں۔'' آپ ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا: ''عورت تو قتال نہیں کر رہی تھی۔'' (پھر کیوں قتل کی گئی؟) چنانچہ آپ ﷺ نے فوج کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا ''کسی عورت اور مزدور کو قتل نہ کیا جائے۔'' (ابوداؤد)

عہد نبوی ﷺ کی مہذب اقوام، قیصر وکسریٰ کا حال یہ تھا کہ 613ء میں ایرانی بادشاہ خسرو پرویز

---

❶ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو مجلہ الدعوۃ، لاہور اگست 1992ء، فروری 1993ء، ہفت روزہ تکبیر، کراچی 15 جولائی، 1993ء ہفت روزہ زندگی لاہور، 13 نومبر 1993ء

نے قیصر روم ہرقل کو شکست دی تو مفتوحہ علاقے میں تمام مسیحی عبادت خانے مسمار کردیئے اور 60 ہزار غیر مقاتلین (عورتوں، بچوں، بوڑھوں) کو تہہ تیغ کیا جن میں سے 30 ہزار مقتولوں کے سروں سے شہنشاہ ایران کا محل سجایا گیا۔ ❶

ایک نظر ترقی یافتہ یورپ کی مہذب جرنیلوں کے غیر مقاتلین کے بارے میں تعلیمات عالیہ بھی ملاحظہ ہوں: ''گولہ باری کے وقت محصورین میں عورتوں، بچوں اور دوسرے غیر مقاتلین کا موجود ہونا ہی جنگی نقطہ نظر سے مطلوب ہے کیوں کہ صرف اسی صورت میں محاصر فوج محصورین کو خوفزدہ کر کے ہتھیار ڈالنے پر جلدی سے جلدی مجبور کرسکتی ہے۔ ❷

1857ء کی جنگ آزادی ہند میں انگریزوں نے جس بے دردی اور سنگدلی سے بچوں اور عورتوں کو قتل کیا اس کا اندازہ درج ذیل اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے ''جنگ آزادی میں 27 ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی، سات دن برابر قتل عام ہوتا رہا جس کا کوئی حساب نہیں بچوں کو مار ڈالا گیا، عورتوں سے جو سلوک کیا گیا وہ بیان سے باہر ہے اس کے تصور سے ہی دل دہل جاتا ہے۔ ❸

1907ء کی ہیگ کانفرنس میں غیر مقاتلین کو تحفظ دینے کا معاہدہ طے ہوا لیکن اس معاہدے کے بعد جب متحدہ ریاست بلقان اور ترکی کے درمیان جنگ ہوئی تو اس میں دو لاکھ چھیالیس ہزار غیر مقاتلین مسلمان تلوار کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ ❹

جنگ عظیم اول اور دوم میں مہذب یورپ جرنیلوں نے جس سنگدلی اور بربریت کے ساتھ شہری آبادیوں پر بم باری کی اس نے مقاتلین اور غیر مقاتلین کا تصور ہی ختم کردیا۔ جنگ عظیم دوم میں جدید تہذیب وتمدن کے تین بڑے علمبرداروں (امریکہ کے ٹرومین، برطانیہ کے چرچل اور روس کے سٹالن) نے جاپان کا سلسلہ فتوحات روکنے کے لئے ایک اجلاس میں متفقہ طور پر جاپان کی شہری آبادی کو ایٹم بم کا نشانہ بنانے کا فیصلہ کیا چنانچہ 6 اگست 1945ء کو ہیروشیما اور 9 اگست کو ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر ڈیڑھ لاکھ غیر

---

❶ غزوات مقدس، ص 257

❷ الجہاد فی الاسلام، ص 570

❸ تاریخ ندوۃ العلماء، از مولوی جلیس رحمہ اللہ حصہ اول، ص 4

❹ الجہاد فی الاسلام، ص 212

مقاتلین کی شہری آبادی کو آن واحد میں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ ❶

اقوام مغرب کی مکاری اور عیاری واقعی قابل داد ہے کہ ایک طرف دوران جہاد صرف ایک خون ناحق پر ناراض ہونے والا پیغمبر اسلام ﷺ...جس نے اس کے نتیجے میں ہمیشہ کے لئے مستقل ضابطہ بنا دیا کہ دوران جہاد کسی غیر متعلق بچے، بوڑھے، عورت، مزدور، تارک الدنیا درویش کو قتل نہ کیا جائے...کی تلوار انسانیت دشمن ❷ وہ پیغمبر، خونی پیغمبر، اس کی تعلیمات دہشت گردی اور دوسری طرف ہزاروں نہیں لاکھوں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو بے دریغ قتل کرنے والے زہریلی گیسوں سے ہلاک کرنے والے، ایٹم بموں سے ہنستے بستے گھروں اور شہروں کو صفحہ ہستی سے مٹانے والے خون خوار درندے اور قصاب...مہذب، امن پسند اور انسانیت کے خیر خواہ؟

③ اسیران جنگ سے سلوک:

رسول اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں دشمنان اسلام کے خلاف سات جنگیں لڑیں ان میں سے دو جنگوں میں دشمن کے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے، غزوہ بدر میں ستر اور غزوہ حنین میں چھ ہزار، جنگ بدر کے قیدی وہ تھے جنہوں نے ظلم وتشدد کر کے مسلمانوں کو جلا وطنی پر مجبور کیا تھا اس کے باوجود رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان قیدی ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شدت کے ساتھ اس پر عمل کیا کہ خود کھجوریں کھا کر گزارا کرتے اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے جن قیدیوں کے پاس کپڑے نہیں تھے انہیں کپڑے مہیا کئے ❸ کچھ مدت بعد بعض قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیا گیا اور بعض قیدیوں کو دس دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے کے عوض رہا کر دیا گیا۔ یاد رہے کسی بھی ایک قیدی کو نہ تو قتل کیا گیا نہ کسی سے انتقام لیا گیا بلکہ ایک قیدی سہیل بن عمرو جو بڑا شعلہ بیان خطیب تھا اور رسول اکرم ﷺ کے بارے میں اشتعال انگیز تقریریں کیا کرتا تھا، کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تجویز پیش کی کہ اس کے اگلے دو دانت تڑوا دیجئے تا کہ یہ آئندہ آپ ﷺ کے خلاف تقریریں نہ کر سکے۔ رحمت عالم ﷺ

---

❶ ماہنامہ قومی ڈائجسٹ، لاہور جولائی 1995ء

❷ ہندوستان میں یوپی کے گورنر سر ولیم میور نے پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف کتاب لکھی جس میں اس نے لکھا ''انسانیت کے دو بڑے دشمن ہیں، ایک محمد ﷺ کی تلوار اور محمد ﷺ کا قرآن (موج کوثر از شیخ محمد اکرام، صفحہ 163)

❸ تاریخ اسلام، ص 42

نے یہ تجویز مسترد فرما کر اسیران جنگ سے حسن سلوک کی ایسی زریں مثال قائم فرمائی جو رہتی دنیا تک جنگوں کی تاریخ میں اپنی مثال آپ رہے گی۔

غزوہ حنین میں چھ ہزار اسیران جنگ کو محسن انسانیت ﷺ نے نہ صرف بطور احسان بلا فدیہ رہا فرمایا بلکہ رہائی کے وقت تمام قیدیوں کو ایک ایک چادر بطور ہدیہ عنایت فرمائی۔ ❶

اجتماعی قیدیوں کے ساتھ ساتھ ایک انفرادی قیدی کا تذکرہ بھی پڑھ لیجئے۔ یمامہ کا حاکم ثمامہ بن اثال گرفتار ہو کر رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا تو رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا اور خود گھر جاتے ہی فرمایا ''گھر میں جو کھانا موجود ہے وہ ثمامہ کو بھجوا دیا جائے یاد رہے ثمامہ ماضی میں نہ صرف رسول اکرم ﷺ کو قتل کرنے کی ناکام کوشش کر چکا تھا بلکہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قاتل بھی تھا اس کے باوجود تین چار دن کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اسے بطور احسان بلا فدیہ رہا کرنے کا حکم دیا تو اس حسن سلوک اور فیضان عفو و کرم سے متاثر ہو کر ثمامہ مسلمان ہو گیا۔

اب ایک نظر ''مہذب اور امن پسند'' یورپ کے اسیران جنگ سے ''حسن سلوک'' پر بھی ڈال لیجئے۔

قیصر روم باسل (963ء تا 1025ء) نے بلغاریہ پر فتح حاصل کی تو پندرہ ہزار اسیران جنگ کی آنکھیں نکلوا دیں ہر سو قیدی کے بعد ایک قیدی کی آنکھ باقی رہنے دی تاکہ وہ ان اندھوں کو گھروں تک پہنچا سکیں۔ ❷

ایک جنگ میں رومی عیسائیوں نے مسلمانوں کو شکست دی تو تمام مسلم اسیران جنگ کو سمندر کے کنارے لٹا کر ان کے پیٹ میں لوہے کے بڑے بڑے کیل ٹھونک دیئے تاکہ بچے کھچے مسلمان جب جہازوں پر واپس جائیں تو اس منظر کو دیکھ سکیں۔ ❸

1799ء میں مہذب یورپ کے سب سے بڑے جنرل نپولین بونا پارٹ نے یافا کے چار ہزار ترک اسیران جنگ کو محض اس عذر کی بناء پر قتل کر دیا کہ وہ انہیں کھلانے کے لئے خوراک مہیا نہیں کر سکتا اور

❶ الرحیق مختوم از صفی الرحمٰن مبارکپوری، ص 671
❷ یورپ پر اسلام کے احسان، از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص 82
❸ یورپ پر اسلام کے احسان، از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص 82

نہ مصر بھیجنے کا انتظام کرسکتا ہے۔ [1]

جنگ عظیم دوم (1939ء تا 1945ء) میں فلپائن کے ایک محاذ پر امریکہ اور فلپائن کی مشترکہ فوج کے 75 ہزار فوجیوں نے جاپانی فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے فاتح فوج نے 75 ہزار اسیران جنگ کو شدید گرمی، بھوک اور پیاس کی حالت میں 65 میل پیدل چل کر نظر بندی کیمپوں تک پہنچنے کا حکم دیا بیشتر اسیران جنگ طویل سفر کی ناقابل برداشت صعوبتوں کی وجہ سے راستے میں ہی ہلاک ہوگئے۔ تاریخ میں اس سنگ دلانہ اور بے رحمانہ سفر کو "Death March" کا نام دیا گیا ہے۔ [2]

قارئین کرام! تاریخ کے دو کردار، دو نظام حیات، دو عقیدے، دو نظریئے اور دو راستے ہمارے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح رکھے ہیں کیا یہ حقیقت سمجھنے میں کوئی وقت کا دشواری پیش آ رہی ہے کہ کون سے نظام حیات یا عقیدے کی بنیاد نیکی، احسان، امن، سلامتی، شرافت اور احترام آدمیت پر ہے اور کون سے نظام حیات یا عقیدے کی بنیاد ظلم، خون ریزی، غارت گری، انسانیت دشمنی، دہشت گردی، سنگ دلی، بے رحمی اور وحشت و بربریت پر ہے؟

4 مفتوحین سے سلوک:

فتح کے بعد فاتح قوم، مفتوح قوم سے بڑا سنگدلانہ اور بے رحمانہ سلوک کرتی ہے قدیم اور جدید عہد کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے لیکن پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے دشمنوں پر بھی مکمل دسترس حاصل کرنے کے بعد رحمدلی، خداترسی، عفو و کرم اور حسن سلوک کی نادر مثالیں پیش کر کے جنگوں کی تاریخ میں ایک نئے زریں باب کا اضافہ فرمایا۔

مکہ فتح ہوا تو تمام اکابر مجرمین، جن میں نبی اکرم ﷺ کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ کا حرم کے اندر خون بہانے والا عکرمہ بن ابوجہل، رسول اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرانے والا ہبار بن اسود (یاد رہے اونٹ سے گرنے کے نتیجے میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا حمل ساقط ہوگیا تھا) مکی زندگی میں بیت اللہ شریف کی چابی نبی اکرم ﷺ کو دینے سے سختی سے انکار کرنے والا عثمان بن طلحہ مکہ مکرمہ میں داخلہ کے وقت لشکر اسلام کی مزاحمت کرنے والا صفوان بن امیہ، آپ ﷺ کے چچا حضرت

[1] الجہاد فی الاسلام، ص 546
[2] ماہنامہ قومی ڈائجسٹ، لاہور، جولائی 1995ء

حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے جسم کا مثلہ کرنے والا وحشی بن حرب، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نکال کر چبانے والی ہند بنت عقبہ، سارے کے سارے مجرم لوگ تھے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب عام فرمایا اور پوچھا ''تم لوگ مجھ سے کس سلوک کی توقع رکھتے ہو؟'' لوگوں نے کہا ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

((لاَ تَثْرِیبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ))

''آج تم پر کوئی سرزنش نہیں ہے۔''

مفتوح قوم سے حسن سلوک کی اس پیغمبرانہ تعلیم کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ عہد نبوت کے بعد مسلم فاتحین بھی اس طرزِ عمل پر کاربند رہے عہد صدیقی میں جب حیرہ فتح ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہاں کے عیسائیوں سے از روئے معاہدہ یہ حقوق عطا فرمائے ''ان کی خانقاہیں اور گرجے منہدم نہیں کئے جائیں گے، کوئی جنگی قلعہ نہیں گرایا جائے گا، ناقوس بجانے کی اجازت ہوگی، تہوار کے موقع پر صلیب نکالنے کی اجازت ہوگی۔'' جزیہ کی شرط صرف محض دس درہم سالانہ تھی جو کہ سات ہزار میں سے صرف ایک ہزار ذمیوں سے وصول کی جاتی تھی اپاہج اور نادار ذمیوں کی کفالت کا اسلامی بیت المال ذمہ دار تھا۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کیا تو مفتوح قوم کو ان الفاظ میں معاہدہ لکھ کر دیا ''یہ وہ امن ہے جو اللہ کے غلام امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے ایلیا کے لوگوں کو دی یہ امن ان کی جان، مال، گرجا، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام مذہب والوں کے لئے ہے، نہ ان کے گرجاؤں میں سکونت کی جائے گی نہ وہ گرائے جائیں گے نہ ان کی صلیبوں اور ان کے اموال میں کمی کی جائے گی، مذہب کے معاملے میں ان پر کوئی جبر نہیں کیا جائے گا۔'' ❷

عہد فاروقی میں مسلم فوج کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو رومیوں کے دباؤ کی وجہ سے شام کا ایک شہر چھوڑنا پڑا، تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ذمیوں کا جزیہ یہ کہہ کر واپس لوٹا دیا کہ اب ہم تمہاری حفاظت کرنے سے قاصر ہیں وہ سماں دیکھنے کا قابل تھا کہ مسلمان رخت سفر باندھ رہے تھے اور عیسائی زار زار رو رہے تھے اور ان کے بشپ نے ہاتھ میں انجیل لے کر کہا ''اس مقدس کتاب کی قسم! اگر کبھی

---

❶ تاریخ اسلام، ص 153

❷ تاریخ اسلام، ص 189

ہمیں اپنا حاکم خود منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا تو ہم عربوں کو ہی منتخب کریں گے۔'' ❶

711ء میں مجاہد اسلام محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے سندھ فتح کیا اور صرف تین سال وہاں قیام کیا ان تین برسوں میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے اپنے حسن سلوک اور حسن تدبر سے سندھیوں کو اس حد تک اپنا گرویدہ بنالیا کہ وہ اس کی ماتحتی میں اپنے ہی فوجی سرداروں سے لڑنا باعث فخر سمجھتے تھے، تین سال بعد جب محمد بن قاسم رحمہ اللہ عراق واپس جانے لگا تو لوگوں کی اشکبار آنکھیں ان کے اندرونی غموں کی غمازی کررہی تھیں لوگ عرصہ دراز سے اس کی جرأت، نیک سلوک اور پروقار شخصیت کی باتیں کرتے رہے۔ ❷

711ء میں مسلمانوں نے اندلس کو فتح کیا تو فاتح قوم کے حسن سلوک کی گواہی ایک انگریز مؤرخ ول ڈیوران نے ان الفاظ میں دی ''اندلس پر عربوں کی حکومت اس قدر عادلانہ، عاقلانہ اور مشفقانہ تھی کہ اس کی مثال اندلس کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ❸

1071ء میں سلجوقی سلطان الپ ارسلان نے قیصر روم دیو جانس رومانوس کو شکست دی قیصر گرفتار ہوکر ارسلان کے سامنے پیش ہوا تو اس کے پوچھا ''اگر میں گرفتار ہوکر تمہارے سامنے پیش ہوتا تو تم مجھ سے کیا سلوک کرتے؟'' قیصر نے جواب دیا ''میں کوڑوں سے تمہاری کھال کھینچ لیتا۔'' سلطان نے کہا ''مسلمان فاتح اور غیر مسلم فاتح میں یہی فرق ہے۔'' اس سے بعد قیصر کے ساتھ جزیہ کی انتہائی معقول شرائط طے کرکے اسے بے بہا تحائف عطا کئے اس کی سلطنت اسے واپس کردی اور بڑے شان واحترام سے رخصت کیا۔ ❹

1187ء میں سلطان صلاح الدین الایوبی رحمہ اللہ نے بیت المقدس فتح کیا تو کسی عیسائی کو کوئی تکلیف نہ دی اور ہلکا سا ٹیکس (جزیہ) لگانے کے بعد سب کو مذہبی آزادی دے دی دوران جنگ عیسائیوں کا سپہ سالار رچرڈ اول بیمار ہوا تو صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ اسے کھانا، پھل اور دیگر مفرحات بھجواتا رہا۔ ❺

1193ء میں والی قرطبہ ابو یوسف یعقوب بن منصور نے طلیطلہ کا محاصرہ کیا جس پر ایک عیسائی شہزادی حکومت کررہی تھی، شہزادی نے ابو یوسف کو پیغام بھجوایا کہ عورتوں پر حملہ کرنا بہادروں کا شیوہ نہیں ابو

---

❶ یورپ پر اسلام کے احسان، از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص 128
❷ اسلامی تاریخ پاک و ہند، از ہدایت اللہ خان چوہدری، ص 12
❸ یورپ پر اسلام کے احسان، از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص 132
❹ یورپ پر اسلام کے احسان، از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص 128
❺ یورپ پر اسلام کے احسان، از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص 83

یوسف نے شہزادی کو سلام بھجوایا اور محاصرہ فوراً اٹھالیا۔ ❶

مسلم فاتحین کے اس حسن سلوک کے نتیجے میں وہاں کے خاص وعام میں اسلام کس تیزی اور سرعت سے پھیلا یہ تاریخ کا الگ سنہری باب ہے جو ہمارے موضوع سے تعلق نہیں رکھتا، لہٰذا ہم اپنے موضوع کی طرف واپس پلٹتے ہوئے اب مفتوح اقوام کے ساتھ غیر مسلم فاتحین کے ''حسن سلوک'' کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

613ء میں شہنشاہ ایران خسرو پرویز نے قیصر روم ہرقل کو شکست دی تو ہرقل نے صلح کی درخواست کے لئے اپنا ایک وفد خسرو کے پاس بھیجا خسرو نے سربراہ وفد کی جیتے جی کھال کھنچوادی اور باقی ارکان وفد کو قید کر دیا اور صلح کی پیش کش کے جواب میں جو خط لکھا اس کا سرنامہ یہ تھا ''خسرو خداوند بزرگ، فرمانروائے عالم کی جانب سے اس کے احمق اور کمینہ غلام ہرقل کے نام'' ❷ خسرو نے صلح کے لئے جو شرائط مقرر کی تھیں وہ یہ تھیں۔

ڈھائی لاکھ پونڈ سونا، ڈھائی لاکھ پونڈ چاندی، ایک ہزار ریشمی تھان، ایک ہزار گھوڑے کے ساتھ ایک ہزار کنواری لڑکیاں، ہرقل ادا کرے گا، ہرقل نے یہ سب کچھ دینا منظور کر لیا تو خسرو نے مزید یہ مطالبہ کیا کہ ہرقل زنجیروں میں جکڑا ہوا میرے تخت کے نیچے ہونا چاہئے اور میں اس وقت تک صلح نہیں کروں گا جب تک شہنشاہ روم اپنے مصلوب خدا کو چھوڑ کر سورج دیوتا کے آگے سر نہ جھکائے۔ ❸

تیسری صلیبی جنگ برطانیہ کے ''شیر دل'' رچرڈ اول (1189ء تا 1199ء) نے اسلامی فوج کے ایک دستے کو جو تین ہزار افراد پر مشتمل تھا وعدہ معافی دے کر ہتھیار رکھوائے اور بعد میں سب کو قتل کر ڈالا۔ ❹

1837ء میں فرانس نے الجزائر کا دارالحکومت قسطنطنیہ فتح کیا تو اس کی فوجیں تین دن تک قتل وغارت میں مشغول رہیں۔ ❺

1857ء میں انگریزوں نے جب دلی فتح کی تو فاتح قوم نے مفتوح قوم کے ساتھ جس درندگی، وحشت اور بربریت کا مظاہرہ کیا تاریخ انسانی اس کے ماتم سے قیامت تک فارغ نہیں ہو سکے گی انگریزوں کے ظلم اور بربریت کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

---

❶ یورپ پر اسلام کے احسان، از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص 130
❷ الجہاد فی الاسلام، ص 209
❸ غزوات مقدس، ص 258
❹ یورپ پر اسلام کے احسان، از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص 83
❺ الجہاد فی الاسلام، ص 575

① دہلی میں جس شخص کے چہرے پر داڑھی نظر آتی یا جس کا پائجامہ اونچا ہوتا اس تختہ دار پر لٹکا دیا جاتا۔ ❶

② سرہرنی کاٹن کی یادداشتوں سے ایک اقتباس ''میں نے اپنی سکھ اردلی کی خواہش پر ان بد بخت مسلمانوں کو عالم نزع میں دیکھا جن کی مشکیں کس کر زمین پر برہنہ ڈال دیا گیا تھا ان کے جسموں پر گرم تانبے کی سلاخیں ڈال دی گئی تھیں میں نے انہیں پستول سے ختم کر دینا ہی مناسب سمجھا ان بدنصیب قیدیوں کے سڑتے ہوئے گوشت سے مکروہ بدبو نکل کر آس پاس کی فضا کو مسموم کر رہی تھی۔'' ❷

③ مسٹر ڈی لین ایڈیٹر ٹائمنز آف انڈیا کے مضمون کا ایک اقتباس ''زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سینا یا پھانسی دینے سے پہلے ان کے جسم پر سور کی چربی ملنا یا زندہ آگ میں جلا دینا اور انہیں مجبور کرنا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بدفعلی کریں یقیناً عیسائیت کے نام پر ایک بدنما دھبّہ ہے۔'' ❸

④ جنرل نکلسن نے دریائے راوی کے کنارے جس بہیمانہ طریقے سے باغیوں کو قتل کیا وہ ایک لرزہ خیز داستان ہے انگریز مؤرخوں نے خود اسے انگریز قوم کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ قرار دیا بقول کارڈ الفسٹن ''ہماری فوج کے مظالم کا تذکرہ روح میں کپکپی پیدا کر دیتا ہے جہاں تک لوٹ مار کا تعلق ہے ہم نادر شاہ ایرانی سے بھی بازی لے گئے ہیں۔'' ❹

1918ء میں سویت یونین نے قازقستان پر قبضہ کیا تو وہاں کی تمام مساجد اور دینی مدارس منہدم کر دیئے، علماء اور اساتذہ کو فائرنگ اسکواڈ کے سامنے بھون دیا گیا۔ ان ظالمانہ کاروائیوں میں دس لاکھ قازاق مسلمان شہید کئے گئے۔ ❺

1946ء میں یوگوسلاویہ میں کیمونسٹ انقلاب آیا تو کیمونسٹوں نے چوبیس (24) ہزار سے زائد مسلمانوں کو تہ تیغ کیا، سترہ ہزار سے زائد مساجد اور مدارس مسمار کئے اور بیشتر مساجد کی جگہ ہوٹل اور سینما جات تعمیر کر دیئے۔ آج جس جگہ سربیا کے دارالحکومت بلغراد کا اسمبلی ہاؤس واقع ہے وہاں بلغراد کی سب سے زیادہ خوبصورت وسیع و عریض مسجد واقع تھی، جو 1521ء میں تعمیر کی گئی تھی۔ ❻

---

❶ سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، از شورش کاشمیری، ص 137، 138

❷ سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، از شورش کاشمیری، ص 137، 138

❸ سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، از شورش کاشمیری، ص 137، 138

❹ سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، از شورش کاشمیری، ص 136

❺ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ، جولائی 1995ء

❻ ماہنامہ مجلہ الدعوہ، لاہور، فروری، 1993ء

دارا وسکندر سے لے کر ترقی یافتہ یورپ کے مہذب جرنیلوں تک یہی روایت ہے کہ فاتح قوم مفتوح قوم کے مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو بے دریغ قتل کرتی ہے، شہریوں اور بستیوں کو تاراج کرتی ہے، سر سبز و شاداب کھیتوں اور باغات کو برباد کرتی ہے، گھروں اور عمارتوں کو نذر آتش کرتی ہے، لیکن پیغمبر اسلام ﷺ نے اس خونی روایت سے ہٹ کر ایک عظیم انقلابی اور اصلاحی روایت کی طرح ڈالی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا مشن لوگوں کی جانیں لینا نہیں جانیں بچانا تھا، زمین کے خطوں کو فتح کرنا نہیں بلکہ دلوں کو فتح کرنا تھا، انسانوں کو ذلیل اور رسوا کرنا نہیں تھا بلکہ عزو شرف عطا کرنا تھا، شہروں اور بستیوں کو ویران کرنا نہیں تھا بلکہ آباد کرنا تھا، درندگی، دہشت گردی اور فساد فی الارض برپا کرنا نہیں بلکہ درندگی، دہشت گردی اور فساد فی الارض کا قلع قمع کرنا تھا، ہر وہ شخص جو ضمیر کی آواز رکھتا تھا جس کا دل اور دماغ تعصب سے اندھا نہیں ہوا وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی قائم کی ہوئی اس عظیم انقلابی اور اصلاحی روایت میں پیغمبر اسلام ﷺ کے مقدس مشن کو بڑی آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔

5 جنگوں میں ہلاکت کے اعداد و شمار:

رسول اکرم ﷺ نے دس سالہ مدنی زندگی میں سات جنگیں لڑیں جن میں طرفین سے کام آنے والے افراد کی تعداد درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام غزوہ یا سریہ	مسلمانوں کا نقصان			دشمن کا نقصان		
		اسیر	زخمی	شہید	اسیر	زخمی	مقتول
1	غزوۂ بدر	-	-	22	70	-	70
2	غزوۂ احد	-	40	70	-	-	30
3	غذوۂ احزاب	-	-	6	-	-	10
4	غزوۂ خیبر	-	50	18	-	-	93
5	سریہ موتہ	-	-	12	-	-	نامعلوم
6	غزوۂ مکہ	-	-	2	-	-	12
7	غزوۂ حنین	-	-	6	6000	-	71
	کل تعداد	-	90	136	6070	-	286

غزوات اور سرایا میں دونوں طرف سے کام آنے والے افراد کی کل تعداد: 422 [1]

پس رسول اکرم ﷺ کی دس سالہ مدنی زندگی میں پیش آنے والی سات جنگوں میں مسلم شہداء کی تعداد 136 اور دشمن کی تعداد 286 اور طرفین سے کام آنے والے تمام افراد کی کل تعداد 422 ہے اور اسیران جنگ کی تعداد 6070 ہے یاد رہے کہ اسیران جنگ میں سے کوئی بھی قتل نہیں کیا گیا بلکہ سارے کے سارے قیدی بخیریت رہا کر دیئے گئے۔

سات جنگوں میں کام آنے والے افراد کی یہ محیر العقول تعداد اس زمانے کی ہے جس زمانے میں انتقام در انتقام کی شکل میں ہوئے والی طویل جنگوں میں لاکھوں انسانوں کی ہلاکت ایک معمولی بات سمجھی جاتی تھی۔ آیئے ایک نظر آج کے مہذب اور امن پسند یورپ کی جنگوں پر ڈالیں اور دیکھیں کہ وہ دور جاہلیت کی وحشت اور بربریت سے کس قدر مختلف ہے؟

[1] عام طور پر مؤرخین اور سیرت نگاروں نے رسول اکرم ﷺ کے غزوات اور سرایا کی تعداد 82 لکھی ہے جو کہ درست نہیں غزوات کی تعداد صرف 7 ہے البتہ حیات طیبہ کی تمام چھوٹی بڑی کاروائیوں کی تعداد 82 ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	کاروائیوں کا مقصد	کاروائیوں کی تعداد	شہداء کی تعداد	تعداد مقتولین دشمن
1	تبلیغ اسلام اور تکمیل معاہدات	5	-	-
2	بت شکنی کی مہمات	3	-	-
3	دشمن کی طرف سے ڈاکہ زنی کے بعد مسلمانوں کا تعاقب	10	19	12
4	ذاتی نوعیت کے واقعات قتل	5	-	5
5	غلط فہمی کی بناء پر پیش آنے والے تصادم	6	-	127
6	سرحدوں کی حفاظت کے لئے کی گئی کاروائیاں	38	73	11
7	دشمن کی طرف سے دھوکہ دہی اور بغاوت کے واقعات	8	82	410
8	جنگیں (غزوات وسرایا)	7	136	286
	کل تعداد	82	310	851

82 کاروائیوں میں دونوں طرف سے کام آنے والے افراد کی تعداد: 1161

وضاحت : یہ دونوں جدول ترتیب دینے میں زیادہ تر انحصار قاضی سلمان پوری رحمہ اللہ مؤلف رحمۃ اللعالمین کی تحقیق پر کیا گیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، رحمۃ اللعالمین، جلد نمبر 2، باب غزوات وسرایا۔

جنگ عظیم اول (1914ء تا1918ء) میں مجموعی طور پر 75 لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور ایک کھرب 86 ارب ڈالر کے وسائل کو نذر آتش کیا گیا۔❶ جنگ عظیم دوم (1939ء تا1945ء) میں مجموعی طور پر ساڑھے چار کروڑ انسان ہلاک ہوئے صرف ایک شہر سٹالن گراڈ میں دس لاکھ افراد لقمہ اجل بنے جرمنی میں ساٹھ لاکھ انسان گیس چیمبروں کے ذریعے ہلاک ہوئے جاپان کے دو شہر مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے بیک وقت چار براعظموں.... یورپ، امریکہ، ایشیاء اور افریقہ.... پر مسلسل 6 برس تک اس منحوس جنگ کے مہیب سائے چھائے رہے چار براعظموں کے انسٹھ لاکھ ممالک (پچاس اتحادی اور نو محوری) آپس میں دست و گریباں ہوئے جن میں سے صرف ایک ملک امریکہ کا اس جنگ میں تین کھرب ساٹھ ارب ڈالر کا خرچ اٹھا۔❷

مذکورہ اعداد و شمار کو دیکھنے کے بعد ہم یورپ کے واقعتاً مہذب، امن پسند اور سنجیدہ ماہرین حرب و ضرب سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے انقلاب کے لئے دو طرفہ کام آنے والے نفوس کی ایسی ناقابل یقین حد تک کم تعداد کی اگر کوئی دوسری مثال ہے تو پیش کیجئے اگر نہیں (اور واقعی نہیں) تو پھر ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ اگر اتنی عظیم سیاسی، تمدنی اور روحانی انقلاب کی خاطر دو طرفہ کام آنے والے 422 نفوس کی مثال دنیا کی تاریخ میں ناپید ہے اور اس کے باوجود تمہارے نزدیک پیغمبر اسلام ﷺ کی تلوار انسانیت کی دشمن ہے پیغمبر اسلام ﷺ خونی پیغمبر ہے، اس کی تعلیمات سے بوئے خون آتی ہے، اس کا لایا ہوا دین قصاب کی دکان ہے اور اس کا دیا ہوا فلسفہ جہاد دہشت گردی اور فساد فی الارض ہے تو پھر جنگ عظیم اول اور دوم کی داستانیں پڑھ کر بتاؤ کہ کرہ ارضی کو دو مرتبہ آگ اور خون میں نہلانے والے خونخوار اور سفاک درندوں کو کس نام سے پکارو گے؟ کروڑوں معصوم اور بے گناہ جانوں کو ہلاک کرنے اور خون کی ندیاں بہانے والے قصابوں اور جلادوں کو کس لقب سے یاد کرو گے؟ سرسبز و شاداب وادیوں اور مرغزاروں کو تاراج کرنے اور شہری آبادیوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے والے دہشت گردوں کو اور مفسدوں کو تاریخ میں کون سا نام دو گے؟ نسل انسانی کے گلے میں طوق غلامی کی لعنت ڈالنے والے اور تڑپتی لاشوں پر اپنی عیش و عشرت کے محل سجانے والے مغرور شہنشاہوں کے لئے لغت انسانی کے کون سے لفظ استعمال کرو گے؟

❶ جہانگیر انسائیکلوپیڈیا آف جنرل نالج از زاہد حسین انجم، ص 381
❷ ماہنامہ قومی ڈائجسٹ، جولائی 1995ء

المیہ یہ ہے کہ اہل کتاب عہد نبوت میں بھی پیغمبر اسلام ﷺ کو خوب جاننے اور پہچاننے کے باوجود محض نسلی تعصب، حسد اور بغض کی وجہ سے ایمان نہیں لائے تھے اور آج بھی ایمان نہ لانے کی اصل وجہ یہی تعصب، حسد اور بغض ہے۔ عہد نبوت میں ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا بیان کردہ واقعہ اس دعوے کا ناقابل تردید ثبوت ہے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے چچا ابو یاسر بن اخطب کو سنا کو وہ میرے (یہودی) والد حیی بن اخطب سے کہہ رہا تھا "کیا واقعی یہ وہی (نبی) ہے؟" والد نے کہا "ہاں! خدا کی قسم وہی ہے۔" چچا نے پوچھا "پھر کیا ارادہ ہے؟" والد نے کہا "خدا کی قسم! عداوت ہی عداوت جب تک زندہ رہوں گا۔"❶

عہد نبوت کو گزرے ہوئے آج چورہ صدیاں بیت چکی ہیں لیکن افسوس کہ حریت فکر، آزادی رائے اور تہذیب جدید کے اس دور میں مغرب میں بسنے والا ترقی پسند انسان جو مادی دنیا میں زمین سے چاند تک کا سفر طے کر چکا ہے ایمان کی دنیام میں تعصب، بغض اور حسد کے مقام سے ایک انچ کا سفر بھی طے نہیں کر سکا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں آج بھی اس کا انداز فکر وہی ہے جو چودہ سو سال پہلے تھا ورنہ امر واقعہ یہ ہے کہ ساری دنیا میں ہر طرف شرک اور بت پرستی کا دور دورہ تھا، جہالت، وحشت اور بربریت کے منحوس سائے چھائے ہوئے تھے خون ریزی، غارت گری انسانی زندگی کا لازمی جزو بن چکے تھے، شہنشاہوں اور ان کے حواریوں نے ہر جگہ رعایا کو بدترین مظالم کا نشانہ بنا رکھا تھا۔ مذہبی پروہتوں کی خانقاہیں عیش وعشرت کے اڈے بنے ہوئے تھے انسانیت بے بسی اور بے کسی کی خوفناک زنجیروں میں اس طرح جکڑی ہوئی تھی کہ نجات کے لئے کہیں سے امید کی موہوم سی کرن بھی نظر نہیں آتی تھی اس وقت پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ انسانیت کے نجات دہندہ بن کر اٹھے اور صدیوں پرانے جمے جمائے جاہلانہ نظام سے ٹکرا کر انتہائی مختصر مدت میں محض چار سو بائیس (422) افراد کی قربانی سے پورے جزیرہ عرب میں ایسا عظیم الشان تہذیبی، تمدنی، سیاسی، اقتصادی اور روحانی انقلاب برپا کر دیا جو پیغمبرانہ بصیرت کے بغیر ممکن ہی نہیں اور پھر سات جنگوں میں صرف 422 افراد کا زیاں اور 6070 اسیران جنگ میں سے سارے کے سارے 6070 اسیران جنگ کی بخیریت رہائی کیا اس بات کا منہ بولتا ثبوت نہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ خون ریزی اور غارت گری، ہلاکت اور بربادی، دہشت اور بربریت، غلامی اور ذلت ونکبت کے نہیں، امن وسلامتی رحمدلی وخداترسی، نیکی واحسان، شرافت واخوت، حریت واحترام آدمیت کے پیغمبر تھے؟

---

❶ الرحیق مختوم، ص 284

اہل مغرب کے نام:

دنیا کو آج جس بدامنی، دہشت گردی اور درندگی کا چیلنج درپیش ہے اس کے مقابلے میں انسانوں کے بنائے ہوئے نظریات ناکام ثابت ہو چکے ہیں الہامی مذاہب میں سے اسلام کے علاوہ باقی تمام مذاہب تغیر وتبدل سے غیر محفوظ ہیں لہٰذا اب اسلام ہی وہ الہامی مذہب ہے جسے عہد جدید کے اس خوفناک چیلنج کو قبول کرنے کے لئے آزمائے جانا چاہئے اہل مغرب کے نام ہمارا پیغام یہ ہے کہ وہ اسلام تصادم کا راستہ نہ اپنائیں اسے اپنا حریف نہ سمجھیں اس سے خائف نہ ہوں۔اسلام سراسر امن وسلامتی اور محبت واخوت کا مذہب ہے اور اپنے سے پہلے آئے ہوئے مذاہب کی تائید کرنے والا ہے اہل مغرب کو حریت فکر کے اس عہد میں تعصب سے بالاتر ہو کر پورے صدق دل سے پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت طیبہ اور ان کی لائی ہوئی تعلیمات کا مطالعہ کرنا چاہئے اور حقائق کی تہہ تک پہنچنا چاہئے۔یاد رکھئے! آج اہل مغرب کے پاس دو ہی راستے ہیں یا تو وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی لائی ہوئی دعوت حق کو قبول کر کے دم توڑتی ہوئی انسانیت کو تباہی، ہلاکت اور بربادی سے بچالیں یا پھر اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا انتظار کریں جو تھوڑا ہی عرصہ پہلے دریائے آمو کے اس پار بسنے والی دنیا کی ایک عظیم الشان قوت پر ہو چکی اور جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب ''قرآن مجید'' میں ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

﴿ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِى الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ○ ﴾(50:36)

''ہم ان سے پہلے بہت سی قومیں ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے بہت زیادہ طاقتور تھیں اور دنیا کے ملکوں کو انہوں نے چھان مارا تھا پھر کیا وہ بھی کوئی جائے پناہ پا سکے؟'' (سورہ ق، آیت نمبر 36)

اَلنِّـــيَّةُ

نیت کے مسائل

مَسئلہ 1 اعمال کے اجروثواب کا دارومدار نیت پر ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَ ۃ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ ،فَاُتِىَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا ،فَقَالَ مَا عَمِلْتَ فِيْهَا ؟ قَالَ قَاتَلْتُ فِيْکَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِیْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِىَ فِى النَّارِ .وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَاَ الْقُرْآنَ فَاُتِىَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا ؟ قَالَ :تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيْکَ الْقُرْآنَ قَالَ : كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِیءٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِىَ فِى النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِىَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ :مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَکَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِىَ فِى النَّارِ.رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ’’قیامت کے دن ایک شہید لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں گنوائے گا اور شہید ان نعمتوں کا اقرار کرے گا اللہ اس سے پوچھے گا تو نے ان نعمتوں کا حق ادا کرنے کے لئے کیا عمل کیا، وہ کہے گا ’’میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتی کہ شہید ہوگیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے تو نے بہادر کہلوانے کے لئے جنگ کی سو دنیا نے تجھے بہادر کہا ، پھر (فرشتوں) کو حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ آدمی لایا جائے گا جس نے خود بھی علم سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں گنوائے گا اور وہ (عالم) ان نعمتوں کا اقرار کرے گا تب اللہ اس سے پوچھے گا ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے تو نے کیا عمل کیا۔

[1] كتاب الامارت ، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار

وہ عرض کرے گا میں نے خود بھی علم سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور تیری خاطر لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا ہے تو نے تو قرآن اس لئے پڑھ کر سنایا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں سو دنیا نے تمہیں عالم اور قاری کہا پھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل اٹھا کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک اور آدمی لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں گنوائے گا، وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا کہ میری نعمتیں پا کر تم نے کیا کام کئے؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیری راہ میں ان تمام جگہوں پر مال خرچ کیا جہاں تجھ کو پسند تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے تو مال صرف اس لئے خرچ کیا تا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور دنیا نے تجھے سخی کہا پھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل اٹھا کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷜ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ غَزَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَمْ یَنْوِ اِلَّا عِقَالاً فَلَهُ مَانَوٰی)) رَوَاهُ النِّسَائِیُّ ❶ (حسن)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے (بظاہر) اللہ کی راہ میں جنگ کی، لیکن اس کی نیت اونٹ کو باندھنے کی ایک رسی حاصل کرنے کی تھی، اسے وہی چیز ملے گی جو اس کی نیت تھی۔ (یعنی وہ اجر وثواب سے محروم رہے گا)“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ ﷜ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَرَأَیْتَ رَجُلٌ غَزَا یَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّکْرَ مَالَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ شَیْءَ لَهُ)) فَاَعَادَهَا ثَلاَثَ مَرَّاتٍ یَقُوْلُ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ شَیْءَ لَهُ)) ثُمَّ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ لاَ یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِیَ بِهٖ وَجْهُهُ)) رَوَاهُ النِّسَائِیُّ ❷ (صحیح)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ”ایک آدمی ثواب اور ناموری حاصل کرنے کے لئے جہاد کرتا ہے، اس کے لئے کیا ہے؟“ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اس کے لئے کوئی ثواب نہیں۔“ آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ ہر بار آپ ﷺ نے اسے یہی فرمایا ”اس آدمی کے لئے کوئی اجر وثواب نہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

❶ صحیح سنن النسائی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2941

❷ صحیح سنن النسائی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2943

''اللہ تعالیٰ کوئی عمل قبول نہیں فرمایا جب تک وہ خالص اس کے لئے نہ کیا گیا ہو اور اس سے مقصود محض اس کی رضا طلبی نہ ہو۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷜ اَنَّ رَجُلاً قَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ یُرِیْدُ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَهُوَ یَبْتَغِیْ عَرَضًا مِنْ عَرَضِ الدُّنْیَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ اَجْرَ لَهُ)) فَأَعْظَمَ ذٰلِکَ النَّاسُ وَ قَالُوْا لِلرَّجُلِ عُدْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَعَلَّکَ لَمْ تُفَهِّمْهُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ یُرِیْدُ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ هُوَ یَبْتَغِیْ عَرَضًا مِنْ عَرَضِ الدُّنْیَا فَقَالَ ((لاَ اَجْرَلَهُ)) فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ عُدْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ لَهُ ((لاَ اَجْرَ لَهُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ[1] **(صحیح)**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہے اور ساتھ دنیا کا مال بھی حاصل کرنا چاہتا ہے (اس کے لئے کتنا ثواب ہے؟)'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس کے لئے کوئی اجر وثواب نہیں۔'' لوگوں نے اسے بہت بڑی بات سمجھا اور اس آدمی سے کہا ''رسول اللہ ﷺ سے دوبارہ مسئلہ دریافت کرو شاید تم اپنی بات اچھی طرح واضح نہیں کر سکے۔'' اس آدمی نے پھر دریافت کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہے اور ساتھ دنیا کا مال بھی حاصل کرنا چاہتا ہے (اس کے لئے کتنا ثواب ہے؟)'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس کے لئے کوئی اجر وثواب نہیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر اس آدمی سے کہا ''رسول اللہ ﷺ سے پھر مسئلہ دریافت کرو۔'' اسے نے تیسری بار رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

❖ ❖ ❖

[1] صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2943

اَلْاِيْمَانُ قَبْلَ الْجِهَادِ

جہاد سے پہلے ایمان

مَسئلہ 2 جہاد سے پہلے عقیدے اور ایمان کا صحیح ہونا ضروری ہے۔

عَنِ الْبَرَاءَ ﷛ يَقُوْلُ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اُقَاتِلُ اَوْ اُسْلِمُ قَالَ ((اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ)) فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَمِلَ قَلِيْلاً وَ اَجَرَا كَثِيْرًا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ❶

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک زرہ پوش آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! میں پہلے کافروں سے جنگ کروں یا پہلے اسلام قبول کروں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''پہلے اسلام قبول کرو، پھر جنگ کرو۔'' وہ شخص مسلمان ہوگیا، پھر اس نے جنگ کی اور مارا گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر زیادہ پایا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ ﷛ قَالَ : سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ ((اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِىْ سَبِيْلِهِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ❷

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! کون سا عمل افضل ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ پر ایمان لانا اور (پھر) اس کی راہ میں جہاد کرنا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 3 رسول اکرم ﷺ نے جہاد میں مشرک کی مدد لینے سے انکار فرما دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ : خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ بَدْرٍ فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ اَدْرَكَهُ رَجُلٌ قَدْ كَانَ يُذْكَرُ مِنْهُ جُرْأَةٌ وَ نَجْدَةٌ فَفَرِحَ اَصْحَابُ

❶ كتاب الجهاد ، باب عمل صالح قبل القتال

❷ كتاب فى العتق، باب اى رقاب افضل

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ رَأَوْهُ فَلَمَّا اَدْرَكَهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جِئْتُ لِاَتَّبِعَكَ وَ اُصِيْبَ مَعَكَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ)) قَالَ : لاَ ، قَالَ ((فَارْجِعْ فَلَنْ اَسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ)) قَالَتْ : ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالشَّجَرَةِ اَدْرَكَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ اَوَّلَ مَرَّةٍ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا قَالَ اَوَّلَ مَرَّةً قَالَ ((فَارْجِعْ فَلَنْ اَسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ)) قَالَ : ثُمَّ رَجَعَ فَاَدْرَكَهُ بِالْبَيْدَاءِ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ اَوَّلَ مَرَّةٍ ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ)) قَالَ : نَعَمْ ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((فَانْطَلِقْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف نکلے جب حرۃ الوبرہ (مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام) پہنچے تو ایک شخص آپ ﷺ سے ملا جس کی بہادری اور جرأت کا بڑا شہرہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے جب وہ شخص آپ سے ملا تو اس نے عرض کیا ''میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے ساتھ چلوں اور جو کچھ ملے اس میں سے حصہ پاؤں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟'' اس نے کہا ''نہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''لوٹ جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا۔'' اور آپ ﷺ آگے روانہ ہو گئے۔ جب مقام شجرہ پر پہنچے تو وہ شخص پھر حاضر ہوا اور وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ آپ ﷺ نے وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا کہ ''لوٹ جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا۔'' وہ شخص پھر لوٹ گیا اس کے بعد وہ پھر مقام بیداء میں آپ ﷺ سے ملا، آپ ﷺ نے وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا ''کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟'' اس بار اس نے کہا ''میں ایمان رکھتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تو پھر چلو۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : اگر کسی کافر یا مشرک سے حلیفانہ معاہدہ ہو تو اس سے مدد لینا جائز ہے۔

☪☪☪

[1] کتاب الجهاد والسير ، باب كراهية الاستعانة فى الغزو الكافر

أَلْجِهَادُ فِيْ ضَوْءِ الْقُرْآنِ

جہاد قرآن مجید کی روشنی میں

مَسئلہ 4 کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کے لئے جدید ترین سامان حرب اور تربیت یافتہ مستقل فوج تیار رکھنے کا حکم ہے۔

﴿ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ ﴾(60:8)

''اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لئے تیار رکھو تاکہ اس کے ذریعہ سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ایسے دوسرے دشمنوں کو خوفزدہ کرسکو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے اللہ کی راہ میں تم لوگ جو کچھ بھی خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ تمہاری طرف پلٹایا جائے گا اور تمہارے ساتھ ہرگز ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' (سورہ انفال، آیت نمبر 60)

مَسئلہ 5 عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے لیکن جب حکومت اعلان عام کردے تو پھر جہاد تمام مسلمانوں کے لئے فرض عین ہو جاتا ہے۔

مَسئلہ 6 جب جہاد فرض عین ہو جائے اس وقت جہاد کے لئے نہ نکلنا اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ○ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○﴾ (9:38-39)

''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے تمہیں اللہ کی راہ میں نکلنے کے لئے کہا گیا تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے؟ کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟ (جان رکھو) دنیا کی زندگی کا سامان آخرت میں بہت کم ثابت ہو گا اگر تم (جہاد کے لئے) نہ اٹھو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئے گا اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''
(سورہ توبہ، آیت نمبر 38-38)

﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ ﴾ (41:9)

''نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر جانو۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 41)

مسئلہ 7 اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد میں شریک ہونا عذاب الیم سے بچنے، گناہوں کی مغفرت حاصل ہونے اور جنت میں جانے کی ضمانت ہے۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ ﴾ (61:10-12)

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت سے آگاہ نہ کروں جو تمہیں عذاب الیم سے بچالے (وہ یہ ہے کہ) ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو، اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر عطا فرمائے گا یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔'' (سورۃ صف، آیت نمبر 10-12)

مسئلہ 8 جہاد اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر عظیم، بلندی درجات، مغفرت اور حصول

رحمت کا ذریعہ ہے۔

﴿ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَ الْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَةً وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَى الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ○ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا○﴾(96-95:4)

’’مسلمانوں میں سے جولوگ کسی عذر کے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں اوروہ جواللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کرتے ہیں دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے بیٹھنے والوں کی بہ نسبت جان و مال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑا رکھا ہے اگر چہ ہرایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھلائی ہی کا وعدہ فرمایا ہے مگر اس کے ہاں مجاہدوں کی خدمات کا معاوضہ بیٹھنے والوں سے بہت زیادہ ہے ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑے درجے ہیں، مغفرت اور رحمت ہے اللہ بڑا معاف کرنے والا ورحم فرمانے والا ہے۔‘‘(سورہ نساء، آیت نمبر96-95)

﴿ وَ مَنْ یُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا○﴾ (74:4)

’’اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب رہے اسے ہم عنقریب اجر عظیم عطا کریں گے۔‘‘(سورہ نساء، آیت نمبر74)

مسئلہ 9 جہاد کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مشرکوں کے ذلیل و رسوا ہونے اور اہل ایمان کو خوشی اور سکون قلب عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

﴿ قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ وَ یُخْزِهِمْ وَ یَنْصُرْكُمْ عَلَیْهِمْ وَ یَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ○ وَ یُذْهِبْ غَیْظَ قُلُوْبِهِمْ وَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ○﴾ (15-14:9)

’’ان سے لڑو اللہ تمہارے ہاتھوں سے انہیں سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل ورسوا کرے گا اوران کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اوران کے قلوب کی جلن کو مٹا دے گا اور جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بھی دے گا اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔(سورہ توبہ، آیت نمبر14-10)

مسئلہ 10 دوران جہاد منظم، متحد، عزم صمیم اور مکمل سرفروشی اور جانبازی کے جذبہ

سے لڑنے والے لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ○﴾(4:61)

''بے شک اللہ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں جس طرح سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو۔'' (سورہ صف، آیت نمبر 4)

مسئلہ 11 خلوص دل کے ساتھ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد میں حصہ لینا ایمان کی علامت ہے۔

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○﴾(15:49)

''مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر کوئی شک نہ کیا اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہی لوگ (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں۔'' (سورۃ حجرات، آیت نمبر 10)

مسئلہ 12 شرعی عذر کی بنا پر جہاد میں شریک نہ ہونے والے لوگ گنہگار نہیں۔

﴿ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ○﴾ (17:48)

''اگر اندھا، لنگڑا اور مریض جہاد کے لئے نہ آئے تو کوئی حرج نہیں جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ان جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور جو منہ پھیرے گا اسے وہ دردناک عذاب دے گا۔'' (سورہ فتح، آیت نمبر 17)

مسئلہ 13 جہاد سے جی چرانا نفاق کی علامت ہے۔

﴿ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ○﴾ (81:9)

''جہاد (غزوہ تبوک) سے پیچھے رہ جانے والے رسول اللہ کا ساتھ نہ دینے اور گھر بیٹھے رہنے پر خوش

ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنا انہیں پسند نہیں اور انہوں نے لوگوں سے کہا اس شدید گرمی میں (جنگ کے لئے) نہ نکلو (اے محمد) ان سے کہو جہنم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے، کاش انہیں اس کا شعور ہوتا۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 81)

مسئلہ 14 کفار و مشرکین سے مقابلہ میں پیٹھ پھیرنا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

مسئلہ 15 دوران جنگ پیٹھ پھیرنے کی سزا جہنم ہے۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝﴾ (8:15-16)

''اے ایمان والو! جب تم ایک لشکر کی صورت میں کفار سے دوچار ہو تو ان کے مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیرو، جس نے ایسے موقع پر پیٹھ پھیری الا یہ کہ جنگی چال کے طور پر ایسا کرے یا (اپنی ہی) کسی دوسری فوج (کے حصہ) سے جا ملنے کے لئے، تو وہ اللہ کے غضب میں گھر جائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔'' (سورہ انفال، آیت نمبر 15-16)

مسئلہ 16 اسلام کو غالب اور کفر کو مغلوب کرنے کے لئے جہاد کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ 17 نظام اسلام قائم ہو جانے کے بعد غلبہ اسلام کی جدوجہد میں رکاوٹ ڈالنے والوں کو سزا دینی چاہئے۔

﴿ وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (2:193)

''تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے پھر اگر (مشرک اور کافر شرک اور کفر پھیلانے سے) باز آ جائیں تو سمجھ لو کہ ظالموں کے سوا اور کسی پر دست درازی روا نہیں۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 193)

﴿ وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝﴾ (8:39)

''(اے مسلمانوں!) کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کے لئے ہو جائے پھر اگر وہ فتنہ سے رک جائیں تو اللہ ان کے اعمال دیکھنے والا ہے۔'' (سورہ انفال، آیت نمبر 93)

مسئلہ 18 مسلمانوں پر ظلم وستم اور جبر وتشدد کرنے والوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ 19 دوران جہاد ظلم اور زیادتی کرنا منع ہے۔

﴿ وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ○﴾ (190:2)

''اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 190)

وضاحت : عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور زخمیوں پر دست درازی کرنا، دشمن کے مقتولوں کا مثلہ کرنا، کھیتوں اور مویشیوں کو خواہ مخواہ برباد کرنا اور دوسرے تمام وحشیانہ اور ظالمانہ افعال ''زیادتی کرنے'' کی تعریف میں آتے ہیں۔ (تفہیم القرآن، جلد اول، حاشیہ نمبر 201)

مسئلہ 20 جہاد کا مقصد مظلوم اور بے کس مسلمانوں کو ظالموں کے پنجہ استبداد سے نجات دلانا ہے۔

﴿ وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا ○﴾ (75:4)

''آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبائے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر۔'' (سورہ نساء، آیت نمبر 75)

مسئلہ 21 مسلمانوں پر ظلم وستم کرنے، ان کے گھر بار، ان کی املاک چھیننے یا ان

کے دینی عقائد کے باعث ان پر تشدد کرنے والوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم ہے۔

مَسئلہ 22 جہاد دنیا میں امن وسلامتی کا ضامن ہے۔

﴿ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ○ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○﴾ (22:39-40)

”(جہاد کی) اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جا رہی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق صرف اس قصور پر نکالے گئے کہ وہ کہتے تھے ”ہمارا رب اللہ ہے“ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ دفع نہ کرتا رہے تو خانقاہیں اور گرجے معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے سب مسمار کر ڈالی جائیں اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔“ (سورہ حج، آیت نمبر 39-40)

مَسئلہ 23 حصول کامیابی کے لئے دوران جنگ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا چاہئے۔

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○﴾ (8:45)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! جب کسی لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو امید ہے کہ اس طرح تمہیں کامیابی نصیب ہوگی۔“ (سورہ انفال، آیت نمبر 45)

مَسئلہ 24 دوران جنگ اگر کوئی کافر اسلامی تعلیمات سمجھنے کے لئے امان طلب کرے تو اسے امان دے کر اسلام کی دعوت دینی چاہئے اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو اسے بحفاظت اپنے ٹھکانے پر واپس پہنچا دینا چاہئے۔

﴿ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ

مَاْمَنَه‘ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ ○﴾(6:9)

’’اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص پناہ مانگ کر تمہارے پاس آنا چاہے (تاکہ اللہ کا کلام سنے) تو اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے اس کے ٹھکانے تک پہنچا دو یہ اس لئے کرنا چاہئے کہ یہ لوگ علم نہیں رکھتے۔‘‘ (سورہ توبہ، آیت نمبر 6)

وضاحت : جو شخص امان طلب کرنے کے بعد اسلام قبول کرلے اسے دشمن کے پاس واپس نہیں بھیجنا چاہئے۔ ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 199

مَسئلہ 25 کفار سے کئے ہوئے تمام وعدوں کی پابندی ضروری ہے۔

مَسئلہ 26 دوران جہاد اسلام نے مسلمانوں کو بیشتر معاملات میں ’’قانون قصاص‘‘ کی بنیاد پر دشمن سے معاملہ طے کرنے کی اجازت دی ہے۔ مثلاً عہد کی پاسداری یا مہلک ہتھیاروں کا استعمال یا جنگی قیدیوں اور جاسوسوں سے سلوک کا معاملہ وغیرہ۔

﴿ کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِیْنَ عَاهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَکُمْ فَاسْتَقِیْمُوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ○﴾(7:9)

’’مشرکوں کا عہد اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کوئی عہد نہیں ہے سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا تھا پس جب تک وہ تمہارے ساتھ سیدھے رہیں تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ متقیوں کو پسند فرماتا ہے۔‘‘ (سورہ توبہ، آیت نمبر 7)

مَسئلہ 27 معاہدہ شکن قوم سے معاہدات کی پابندی نہ کرنے کی اجازت ہے۔

مَسئلہ 28 جس معاہد قوم سے عہد شکنی کا خدشہ ہو اسے معاہدہ ختم کرنے سے قبل اعلانیہ بتانا چاہئے کہ فلاں فلاں وجہ سے ہمارے اور تمہارے درمیان اب معاہدہ نہیں رہا۔

﴿ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ○﴾(58:8)

’’اور اگر کسی قوم سے تمہیں خیانت کا اندیشہ ہو تو اس کے معاہدے کو اعلانیہ اس کے آگے پھینک دو یقیناً اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔‘‘ (سورہ انفال، آیت نمبر 58)

مَسئلہ 29 مسلمانوں کو دینی احکام پر عمل کرنے سے روکنے یا مسلمانوں کو زبردستی مرتد بنانے یا لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکنے والے گروہ کے خلاف جہاد کرنے کا حکم ہے۔

مَسئلہ 30 جنگی قیدیوں سے احسان کرنے کا حکم ہے۔

مَسئلہ 31 جنگی قیدیوں کو بلا معاوضہ یا معاوضہ کیساتھ دونوں طرح رہا کرنے کی اجازت ہے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ...... ﴾(1:47)

’’جن لوگوں نے انکار کیا اور اللہ کی راہ سے روکا، اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔‘‘......

﴿ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰى اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ﴾(4:47)

’’پس ایسے کافروں سے تمہاری مڈھ بھیڑ ہو تو ان کی گردنیں مارنا ہے یہاں تک کہ جب ان کو اچھی طرح کچل دو تو پھر قیدیوں کو مضبوط باندھو اس کے بعد (تمہیں اختیار ہے) احسان کرو یا فدیئے کا معاملہ کرو حتی کہ لڑائی (یعنی دشمن) اپنے ہتھیار ڈال دے۔‘‘ (سورہ محمد، آیت نمبر 4)

وضاحت : احسان کرنے میں اچھا سلوک کرنا، انہیں غلام بنا کر مسلمانوں میں تقسیم کر دینا، جزیہ لگا کر ذمی بنا دینا اور بلا معاوضہ رہا کرنا، چاروں باتیں شامل ہیں۔ جبکہ فدیہ لینے میں تین باتیں شامل ہیں۔ ① مالی معاوضہ لے کر چھوڑنا ② کوئی خاص خدمت لینے کے بعد چھوڑنا ③ اپنے قیدیوں کے عوض (تبادلہ میں) چھوڑنا۔ (ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد پنجم، ص 12 تا 18)

مَسئلہ 32 اندرونی یا بیرونی دشمن، جو اسلامی ریاست کے اندر دہشت گردی، خون ریزی اور تشدد کے ذریعہ امن و امان کو برباد کرنے کی کوشش کرے یا اسلامی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کرے، کے خلاف جنگ کرنے کا حکم ہے۔

﴿ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝﴾(5:33)

’’جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لئے تگ و دو کرتے ہیں کہ فساد برپا کریں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا وہ جلاوطن کردیئے جائیں یہ ذلت و رسوائی تو ان کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔‘‘ (سورہ مائدہ، آیت نمبر 33)

مَسئلہ 33 دوران جنگ دشمن صلح کی درخواست کرے تو اللہ کے بھروسے پر اسے قبول کر لینا چاہئے۔

﴿ وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَ اِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ﴾(8:61-62)

’’اے نبی! اگر دشمن صلح و سلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو یقیناً وہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے اور اگر وہ دھوکے کی نیت رکھتے ہوں تو تمہارے لئے اللہ کافی ہے۔‘‘ (سورہ انفال، آیت نمبر 61-62)

مَسئلہ 34 کافروں کو زبردستی مسلمان بنانا جائز نہیں۔

مَسئلہ 35 اسلام قبول نہ کرنیوالے کفار کو اسلامی قوانین کے تابع بنانے کے لئے جہاد کرنے کا حکم ہے۔

﴿ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ۝﴾ (9:29)

’’جنگ کرو اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے خلاف جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان نہیں رکھتے اور جو کچھ

اللہ اوراس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اسے حرام نہیں کرتے اور دین حق کو اپنا دین نہیں بناتے (ایسے لوگوں سے لڑو) یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور چھوٹے بن کر رہیں۔'' (سورہ توبہ، آیت نمبر 29)

مسئلہ 36 **جنگی ضرورت کے پیش نظر دشمن کے علاقہ میں سڑکوں، پلوں اور راستوں کو نقصان پہنچانا یا فصلوں اور درختوں کو کاٹنا جائز ہے۔**

﴿ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾ (5:59)

''تم لوگوں نے کھجوروں کے جو درخت کاٹے یا جن کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ ہی کے اذن سے تھا (اور اللہ تعالیٰ نے یہ اذن اس لئے دیا) تاکہ فاسقوں کو ذلیل وخوار کرے۔'' (سورہ حشر، آیت نمبر 5)

مسئلہ 37 **جنگ سے حاصل ہونے والے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع ہوگا اور باقی چار حصے مجاہدین کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔**

﴿ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ (41:8)

''اور جان رکھو، جو کچھ مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول اور (رسول کے) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اگر تم واقعی اللہ پر اس اس چیز پر جو ہم نے فصلہ کے دن ...... یعنی ...... دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ کے دن نازل کی تھی، پر ایمان رکھتے ہو (تو یہ حصہ بخوشی ادا کرو) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (سورہ انفال، آیت نمبر 41)

وضاحت : رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں مال غنیمت کا کچھ حصہ آپ ﷺ کے رشتہ داروں یعنی اہل وعیال کو ملتا تھا۔ آپ ﷺ کی وفات مبارک کے بعد وہ مال خاندان نبوت کے مستحق افراد میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

فَـــرْضِيَّـــةُ الْجِـــهَادِ

جہاد کی فرضیت

مَسئلہ 38 عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ وَ أَقَامَ الصَّلاَةَ وَ صَـامَ رَمَـضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِيْ اَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا)) فَقَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اَفَلاَ نُبَشِّرُ النَّاسَ ؟ قَالَ ((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَـدَّهَـا الـلّٰـهُ لِـلْـمُـجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهُ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَ اَعْلَى الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اسے جنت میں داخل فرمائے، خواہ وہ جہاد کرے یا اسی سرزمین پر بیٹھا رہے جہاں پیدا ہوا۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم لوگوں کو یہ خوشخبری سنا نہ دیں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جنت میں سو درجے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے جب تم لوگ اللہ تعالیٰ سے (جنت) مانگو تو فردوس مانگا کرو، فردوس جنت کا سب سے اونچا اور درمیانی حصہ ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُـنِیَ الْاِسْلاَمُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلاَةِ وَ اِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

---

1. کتاب الجهاد والسير، باب درجات المجاهدين فى سبيل الله
2. کتاب الايمان ، باب قول النبى بنى الاسلام على خمس

① اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں ② نماز قائم کرنا ③ زکاۃ ادا کرنا ④ حج ادا کرنا اور ⑤ رمضان کے روزے رکھنا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 39 اسلامی حکومت جہاد کا اعلان کر دے تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((لاَ ھِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَ لٰکِنْ جِھَادٌ وَ نِیَّۃٌ وَ اِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ❶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''فتح مکہ کے بعد (مکہ سے) ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہی ، لیکن جہاد اور جہاد کی نیت (قیامت تک کے لئے) باقی ہے اور جب تمہیں جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا جائے تو فوراً نکل کھڑے ہو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے، لیکن جب کسی جگہ اسلامی حکومت جہاد کا اعلان کر دے تو پھر اس ملک کے تمام مسلمانوں کے علاوہ ساری دنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ پہلے قریب کے لوگوں پر پھر بھی ضرورت باقی رہے تو درجہ بدرجہ دور کے مسلمانوں پر۔

مَسئلہ 40 والدین کا جہاد کے لئے اجازت نہ دینا فرضیت جہاد (فرض کفایہ) کو ساقط کر دیتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا یَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَہٗ فِی الْجِھَادِ ، فَقَالَ ((أَ حَیٌّ وَالِدَاکَ ؟)) قَالَ : نَعَمْ ! قَالَ ((فَفِیْھِمَا فَجَاھِدْ)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ❷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا ''کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟'' اس نے عرض کیا ''ہاں یا رسول اللہ ﷺ!'' آپ ﷺ نے فرمایا ''جا اور (ان کی خدمت کا) جہاد کر۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَاھِمَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ! اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَ قَدْ جِئْتُ أَسْتَشِیْرُکَ فَقَالَ ((ھَلْ لَکَ مِنْ اُمٍّ ؟)) قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ ((فَالْزَمْھَا فَاِنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ

---

❶ کتاب الجھاد والسیر ، باب فضل الجھاد

❷ کتاب الجھاد والسیر ، باب الجھاد باذن الوالدین

رِجْلَیْهَا)) رَوَاهُ النَّسَائِیُّ[1] (صحیح)

حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں نے جہاد کا ارادہ کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کیا تیری والدہ زندہ ہے؟'' اس نے عرض کیا ''ہاں!'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''پھر اس کی خدمت کر، جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ جِئْتُ اُرِیْدُ الْجِهَادَ مَعَکَ اَبْتَغِیْ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَقَدْ اَتَیْتُ وَ اَنَّ وَالِدَیَّ لَیَبْکِیَانِ ، قَالَ ((فَارْجِعْ اِلَیْهِمَا فَاَضْحِکْهُمَا کَمَا اَبْکَیْتَهُمَا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[2] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں آپ کے ساتھ جہاد کرنے کی نیت سے حاضر ہوا ہوں۔ اللہ کی رضا جوئی کے لئے اور آخرت میں گھر بنانے کے لئے اور ہاں میرے آنے پر میرے والدین رو رہے تھے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اپنے والدین کے پاس جا اور جس طرح انہیں رلایا ہے اسی طرح انہیں ہنسا۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 41 بیماری یا بعض دوسرے شرعی عذر بھی فرضیت جہاد (فرض کفایہ اور فرض عین) کو ساقط کر دیتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ فِیْ غَزَاةٍ فَقَالَ ((اِنَّ اَقْوَامًا بِالْمَدِیْنَةِ خَلْفَنَا مَا سَلَکْنَا شِعْبًا وَلاَ وَادِیًا اِلاَّ وَهُمْ مَعَنَا فِیْهِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ (تبوک) میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں تاہم ہم کسی گھاٹی اور وادی سے نہیں گزرے مگر وہ ہمارے ساتھ تھے کیونکہ انہیں کسی نہ کسی عذر نے ہمارے ساتھ آنے سے روک لیا تھا۔'' اسے بخاری نے

---

1. صحیح سنن النسائی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2908
2. صحیح سنن ابن ماجة ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2242
3. کتاب الجهاد، باب من حبسه العذر

روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ ((لاَ یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَۃٍ وَ لاَ تُسَافِرَنَّ اِمْرَأَۃٌ اِلاَّ وَ مَعَھَا مَحْرَمٌ)) فَقَامَ رَجُلٌ ، فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ! اُکْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَۃِ کَذَا وَ کَذَا وَ خَرَجَتِ امْرَأَتِیْ حَاجَّۃً قَالَ ((اِذْھَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِکَ)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''کوئی مرد کسی غیر عورت سے خلوت نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرے۔'' ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میرا نام فلاں فلاں جہاد میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی (اکیلی) حج کو جا رہی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''(جہاد پر نہ جاؤ اور) اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أَمْلَی عَلَیْہِ ﴿ لاَ یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ...... وَالْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ﴾ قَالَ فَجَاءَ ہُ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ وَ ھُوَ یُمِلُّھَا عَلَیَّ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ! لَوْ أَسْتَطِیْعُ الْجِھَادَ لَجَاھَدْتُ وَ کَانَ رَجُلاً اَعْمٰی فَأَنْزَلَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِہٖ ﴿ غَیْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ ﴾ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں (سورہ نساء کی آیت نمبر 95) ﴿لاَ یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ...... ﴾ ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنیوالے اور گھر میں بیٹھ رہنے والے مومن ثواب میں برابر نہیں ہیں۔'' لکھوائی۔ اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے۔ اس وقت آپ ﷺ مجھے یہ آیت لکھوا رہے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، جو کہ نابینا تھے، نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا، تب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم ﷺ پر یہ الفاظ بھی نازل فرمائے ﴿غَیْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ ﴾ ''یعنی بغیر شرعی عذر کے گھر بیٹھنے والے جہاد کرنے والوں کے برابر نہیں۔)'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 42 خواتین پر جہاد واجب نہیں۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 228 کے تحت ملاحظہ فرمائیں

---

[1] کتاب الجھاد والسیر ، باب من اکتتب فی جیش

[2] کتاب الجھاد ، باب قول اللہ تعالی ﴿ لا یستوی القاعدون من المؤمنین ﴾

بَیْعَــــةُ الْجِــهَادِ

جہاد کے لئے بیعت

مَسئلہ 43 خلیفۃ المسلمین یا امیرلشکر کسی خاص موقع پر مسلمانوں سے جہاد کے لئے بیعت لے سکتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَلْفًا وَ اَرْبَعَ مِائَةً فَبَايَعْنَاهُ وَ عُمَرُ آخِذٌ بِيَدِهٖ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَ هِيَ سَمُرَةٌ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى اَنْ لاَ نَفِرَّ وَ لَمْ نُبَايِعْهُ عَلَى الْمَوْتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حدیبیہ کے روز ہم لوگ چودہ سو کی تعداد میں تھے اور ہم نے نبی اکرم ﷺ کی بیعت کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمرۃ (ریگستان کے ایک درخت کا نام) کے نیچے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے ہم نے اس شرط پر آپ ﷺ کی بیعت کی کہ میدان جنگ سے فرار نہیں ہوں گے اور یہ بیعت نہیں کی ہم ضرور جان دیں گے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : جہاد میں شہید ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ مومن سے جو چیز مطلوب ہے وہ دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کرنا اور میدان جنگ میں ثابت قدم رہنا ہے اس لئے اسی بات پر رسول اکرم ﷺ نے بیعت لی۔

مَسئلہ 44 امیرلشکر کو کسی آدمی کی حد استطاعت سے بڑھ کر بیعت نہیں لینی چاہئے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كُنَّا نُبَايِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَ الطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا ((فِيْمَا اسْتَطَعْتَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے سمع واطاعت (یعنی بات سننے اور اس پر عمل کرنے) کی بیعت کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے یہ بھی کہو ”جتنی مجھ میں طاقت ہوگی۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب الامارة ، باب استحباب مبايعة الامام الجيش

[2] كتاب الامارة ، باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع

فَضْـــلُ الْجِـــهَادِ

جہاد کی فضیلت

مَسئلہ 45 ایمان لانے کے بعد افضل ترین عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ ((اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَ جِهَادٌ فِیْ سَبِیْلِهٖ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! کون سا عمل سب سے اچھا ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ پر ایمان لانا اور (اس کے بعد) جہاد فی سبیل اللہ۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ وَ اَیُّ الْاَعْمَالِ خَیْرٌ؟ قَالَ ((اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِهٖ)) قِیْلَ ثُمَّ اَیُّ شَیْءٍ ؟ قَالَ ((اَلْجِهَادُ سَنَامُ الْعَمَلِ)) قِیْلَ ثُمَّ اَیُّ شَیْءٍ ؟ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَ ((ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ [2] (صحیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا ”کون سے اعمال سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں؟ یا پوچھا گیا کون سے اعمال بہتر ہیں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔“ پھر پوچھا گیا ”اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جہاد (نیک) اعمال کی کوہان ہے۔“ پھر پوچھا گیا ”یا رسول اللہ ﷺ! اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”حج مبرور۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 46 ایمان لانے کے بعد جہاد فی سبیل اللہ بلند ترین درجات کے حصول کا ذریعہ ہے۔

---

[1] کتاب العتق، باب ای رقاب افضل

[2] صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1255

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ((یَا اَبَا سَعِیْدٍ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلاَمِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ)) فَعَجِبَ لَھَا اَبُوْسَعِیْدٍ فَقَالَ : اَعِدْھَا عَلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ، فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ ((وَ اُخْرٰی یَرْفَعُ بِھَا الْعَبْدُ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ مَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ)) قَالَ : وَ مَاھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَ ((اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’اے ابوسعید! جو شخص اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوا اس پر جنت واجب ہوگئی۔‘‘ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کو اس بات پر تعجب ہوا تو عرض کیا ’’یا رسول اللہ ﷺ! دوبارہ ارشاد فرمائیں۔‘‘ رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا اور مزید فرمایا ’’ایک اور عمل ایسا ہے جس کی وجہ سے جنت میں آدمی کے سو درجات بلند ہوسکیں گے، ان میں سے ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہوگا جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔‘‘ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ’’یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سا عمل ہے؟‘‘ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’جہاد فی سبیل اللہ، جہاد فی سبیل اللہ۔‘‘ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 47 **جہاد رنج و غم اور مصائب مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔**

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((جَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاِنَّ الْجِھَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ یُنْجِی اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی بِہٖ مِنَ الْھَمِّ وَالْغَمِّ)) رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ[2] (صحیح)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’اللہ کی راہ میں جہاد کرو، بیشک جہاد فی سبیل اللہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ رنج و غم سے نجات دلاتا ہے۔‘‘ اسے احمد، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 48 **اللہ پر ایمان لانے کے بعد ہجرت اور جہاد کرنے والے کے لئے اللہ**

---

[1] کتاب الجھاد ، باب رفع العبد بالجھاد

[2] بدیع التفاسیر ، الجزء الرابع ، رقم الصفحہ 83

تعالیٰ تین گھر بناتے ہیں، ایک گھر جنت سے باہر ایک جنت کے وسط میں اور ایک جنت کے بالا خانوں میں۔

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اَنَا زَعِيْمٌ وَالزَّعِيْمُ الْحَمِيْلُ لِمَنْ آمَنَ بِيْ وَ أَسْلَمَ وَ هَاجَرَ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَ بِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ وَ اَنَا زَعِيْمٌ لِمَن آمَنَ بِيْ وَ أَسْلَمَ وَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَ بِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ وَ بِبَيْتٍ فِيْ اَعْلٰى غُرَفِ الْجَنَّةِ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلَمْ يَدَعْ لِلْخَيْرِ مَطْلَبًا وَلاَ مِنَ الشَّرِّ مَهْرَبًا يَمُوْتُ حَيْثُ شَاءَ اِنْ يَمُوْتَ)) رَوَاهُ النِّسَائِيُّ ❶ (صحيح)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”میں زعیم ہوں یعنی ضامن ہوں جنت سے باہر اور جنت کے وسط میں ایک گھر کا اس شخص کے لئے جو مجھ پر ایمان لایا اور ہجرت کی اور میں ضامن ہوں جنت سے باہر ایک گھر، جنت کے وسط میں ایک گھر اور جنت کے بالا خانوں میں ایک گھر کا، اس شخص کے لئے جو مجھ پر ایمان لایا، ہجرت کی اور جہاد کیا، جس نے یہ تینوں کام کئے اس نے گویا نیکی کی کوئی بات نہ چھوڑی اور برائی سے مکمل طور پر بچا رہا، ایسا شخص جہاں بھی مرنا چاہئے، مرے (اس کے اجر و ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔)“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 49 جب آدمی جہاد کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اس کا ہر کام مثلاً جاگنا، سونا، کھانا، پینا، چلنا، پھرنا سب عبادت میں شامل ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ ، قَالَ ((لاَ اَجِدُهُ)) قَالَ ((هَلْ تَسْتَطِيْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلاَ تَفْتُرَ وَ تَصُوْمَ وَ لاَ تُفْطِرَ؟)) قَالَ : وَ مَنْ يَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ ؟ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

---

❶ صحيح سنن النسائی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2936

❷ كتاب الجهاد، باب فضل الجهاد

عرض کیا ''مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کا ثواب جہاد کے برابر ہو؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ایسا تو کوئی عمل نہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اس آدمی سے سوال کیا ''کیا تو ایسا کرسکتا ہے کہ جب کوئی مجاہد (جہاد کے لئے) اپنے گھر سے نکلے تو اپنی مسجد میں داخل ہوجائے اور مسلسل نماز پڑھتا رہے اور بالکل وقفہ نہ کرے اور ساتھ مسلسل روزے بھی رکھے اور کبھی ترک نہ کرے؟'' اس آدمی نے عرض کیا ''ایسا کون کرسکتا ہے؟'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 50 جہاد کے لئے پالے گئے گھوڑے کا کھانا، پینا، لید اور پیشاب بھی قیامت کے دن نیکیوں کے ترازو میں رکھے جائیں گے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِیْمَانًا بِاللّٰهِ وَ تَصْدِیْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَ رِیَّهٗ وَ رَوْثَهٗ وَ بَوْلَهٗ فِیْ مِیْزَانِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص اللہ پر ایمان کے ساتھ اور اس کے وعدوں کو سچا جانتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے گھوڑا رکھے تو اس گھوڑے کا کھانا، پینا اور لید و پیشاب قیامت کے دن مجاہد کے ترازو میں رکھے جائیں گے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 51 جہاد میں استعمال ہونے والے گھوڑے خیر و برکت کا باعث ہیں۔

عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِیِّ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْخَیْرُ مَعْقُوْصٌ بِنَوَاصِی الْخَیْلِ)) قَالَ : فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! بِمَ ذَاکَ ؟ قَالَ ((اَلْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بھلائی (جہاد کے) گھوڑوں کی پیشانیوں سے بندھی ہوئی ہے۔'' آپ ﷺ سے عرض کیا گیا ''یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیسے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن (ان کی وجہ سے مسلمانوں کو آخرت میں) اجر و ثواب ملتا رہے گا اور (دنیا میں ان کی وجہ سے) مال غنیمت حاصل ہوتا رہے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

1. كتاب الجهاد من احتبس فرسا لقوله عزوجل و من رباط الخيل
2. كتاب الامارة ، باب فضيلة الخيل

وضاحت : جہاد میں استعمال ہونے والے گھوڑے ہوں یا دوسرا سامان حرب، وہ سب مسلمانوں کے لئے خیر و برکت کا باعث ہیں۔ جہاد چونکہ قیامت تک باقی ہے، لہٰذا فرمایا کہ قیامت تک مسلمانوں کو گھوڑوں سے خیر و برکت حاصل ہوتی رہے گی۔

مَسئلہ 52 اللہ کی راہ میں ایک تیر (یا ایک گولی) چلانے کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ رَمَى الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ فَبَلَغَ سَهْمُهُ الْعَدُوَّ اَصَابَ اَوْ اَخْطَاءَ فَعَدْلُ رَقَبَةٍ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[1] (صحیح)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”جس نے دشمن پر تیر چلایا اور وہ دشمن تک پہنچ گیا، خواہ نشانہ پر لگے یا نہ لگے، اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 53 جس شخص نے اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقت کے برابر جہاد میں حصہ لیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَ مَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَ رِيْحُهَا كَالْمِسْكِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[2] (صحیح)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جو مسلمان اللہ کی راہ میں اتنی دیر لڑے جتنی دیر اونٹنی کا دودھ دوہنے پر لگتی ہے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہو یا ٹھوکر کھائی وہ قیامت کے روز اپنے زخم کے ساتھ اس حال میں آئے گا کہ اس کے خون کا رنگ زعفران جیسا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 54 دوران جہاد نفلی رزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ بندے کو زمین و آسمان کے درمیان فاصلے کے برابر جہنم سے دور کر دیتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ

[1] صحیح سنن ابن ماجة ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2268

[2] صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1353

بَیْنَهُ وَ بَیْنَ النَّارِ خَنْدَقًا کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ❶ (صحیح)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان اتنا فاصلہ حائل کر دیتا ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 55 جہاد کی نیت سے ایک صبح یا ایک شام سفر کرنا روئے زمین کی ساری دولت سے افضل ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَغَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ❷

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام چلنا (یا گزارنا) دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 56 اللہ کی راہ میں غبار آلود ہونے والا جسم جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جَبْرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ❸

حضرت عبدالرحمٰن بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ کی راہ میں غبار آلود ہونے والے پاؤں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لاَ یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰی مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ وَ لاَ یَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ دُخَانُ جَهَنَّمَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ❹ (صحیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص اللہ کے ڈر سے رویا وہ کبھی آگ

❶ صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1325
❷ کتاب الجهاد ، باب فضل غدوة والروحة فی سبیل الله
❸ کتاب الجهاد ، باب من اغبرت قدماء فی سبیل الله
❹ صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1333

میں داخل نہ ہوگا، الا یہ کہ دودھ تھن میں واپس چلا جائے (جو کہ ناممکن ہے) اور اللہ کی راہ میں پڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 57 گھڑی بھر کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، لیلۃ القدر میں حجر اسود کے قریب قیام کرنے سے بہتر ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَوْقِفُ سَاعَةٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ عِنْدَ الْحَجْرِ الْاَسْوَدِ)) رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ[1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''اللہ کی راہ میں گھڑی بھر ٹھہرنا، حجر اسود کے سامنے لیلۃ القدر کے قیام سے بہتر ہے۔'' اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 58 جہاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی ضمانت دی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِيْلِهٖ لاَ يُخْرِجُهٗ اِلاَّ جِهَادًا فِیْ سَبِيْلِیْ وَ اِيْمَانًا بِیْ وَ تَصْدِيْقًا بِرُسُلِیْ فَهُوَ عَلَیَّ ضَامِنٌ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ اَرْجِعَهٗ اِلٰی مَسْكَنِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ نَائِلاً مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلاَّ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهٖ حِيْنَ كُلِمَ لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ وَ رِيْحُهٗ مِسْكٌ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ لاَ اَنْ يَشُقَّ عَلَی الْمُسْلِمِيْنَ مَا قَعَدْتُ خِلاَفَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَبَدًا وَلٰكِنْ لاَ اَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلَهُمْ وَ لاَ يَجِدُوْنَ سَعَةً وَ يَشُقُّ عَلَيْهِمْ اَنْ يَتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اَغْزُوْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میری راہ میں اس طرح نکلا کہ میری راہ میں جہاد، مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق نے ہی اسے نکلنے پر مجبور کیا تو میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں یا اسے اس کے مسکن تک جہاں سے وہ نکلا ہے، اس طرح واپس لاؤں کہ وہ اجر یا غنیمت سے مالا مال ہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں

[1] الاربعون فی الحث علی الجهاد ، لابن عساكر، رقم الحديث 18

[2] كتاب الجهاد، باب الترغيب فی الجها وفضله

محمد (ﷺ) کی جان ہے اللہ کی راہ میں کسی شخص کو جو بھی زخم آئے گا وہ قیامت کے دن اسی زخمی حالت میں اللہ کے حضور پیش ہوگا۔اس زخم کا رنگ تو خون کا ہوگا لیکن اس کی خوشبو مشک کی ہوگی۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر میری امت کے لئے تکلیف دہ نہ ہوتا تو میں اللہ کی راہ میں لڑی جانے والی کسی بھی جنگ میں پیچھے نہ رہتا لیکن نہ تو میرے پاس اتنی وسعت ہے کہ میں ان سب کو سامان جنگ مہیا کرسکوں اور نہ ان کو خود ہی اس قدر وسعت حاصل ہے۔مسلمانوں کو یہ بھی ناگوار گزرتا ہے کہ میں کسی مہم کے لئے نکلوں اور وہ پیچھے رہ جائیں۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں، پھر لڑوں پھر مارا جاؤں، پھر لڑوں پھر مارا جاؤں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 59 جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اَنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلاَلِ السُّیُوْفِ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوموسیٰ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 60 جہاد کی برکت سے دین اسلام قیامت تک قائم رہے گا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ ((لَنْ یَبْرَحَ ھٰذَا الدِّیْنُ قَائِمًا یُقَاتِلُ عَلَیْہِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت تک یہ دین قائم رہے گا کیونکہ مسلمانوں کی ایک جماعت (ہر زمانے میں غلبہ دین کے لئے) جہاد کرتی رہے گی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 61 سمندر میں جہاد کرنے والوں کی قابل رشک فضیلت۔

---

1. کتاب الامارة ، باب ثبوت الجنة للشهيد
2. کتاب الامارة ، باب قوله صلی الله عليه وسلم ((لا تزال طائفة من امتی))

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷺ عَنْ خَالَتِہٖ اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا قَالَتْ: نَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا قَرِیْبًا مِنِّیْ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ یَبْتَسِمُ ، فَقُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ! مَا اَضْحَکَکَ ؟ قَالَ ((نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ یَرْکَبُوْنَ ظَہْرَ ھٰذَا الْبَحْرِ کَالْمُلُوْکِ عَلَی الْاَسِرَّۃِ)) قَالَتْ : فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَجْعَلَنِیْ مِنْہُمْ ، قَالَ : فَدَعَا لَہَا ، ثُمَّ نَامَ الثَّانِیَۃَ ، فَفَعَلَ مِثْلَہَا ثُمَّ قَالَتْ مِثْلَ قَوْلِہَا فَاَجَابَہَا مِثْلَ جَوَابِہِ الْاَوَّلِ ، قَالَتْ : فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَجْعَلَنِیْ مِنْہُمْ ، قَالَ ((اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ)) قَالَ : فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِہَا عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ غَازِیَۃً اَوَّلَ مَا رَکِبَ الْمُسْلِمُوْنَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا مِنْ غَزَاتِہِمْ قَافِلِیْنَ فَنَزَلُوا الشَّامَ فَقُرِّبَتْ اِلَیْہَا دَابَّۃٌ لِتَرْکَبَ فَصَرَعَتْہَا فَمَاتَتْ . رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ[1] **(صحیح)**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ’’ایک روز رسول اللہ ﷺ میرے ہاں آ کر سوئے اور پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے ، میں نے عرض کیا ’’آپ ﷺ کس بات پر ہنسے ہیں؟‘‘ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے (خواب میں) پیش کئے گئے جو سمندر میں (جہاد کیلئے) اس طرح سفر کر رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔‘‘ میں نے عرض کیا ’’یا رسول اللہ ﷺ! دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔‘‘ چنانچہ آپ ﷺ نے ام حرام کے لئے دعا فرمائی اور پھر سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو پھر آپ ویسے ہی مسکرائے اور ام حرام رضی اللہ عنہا نے پھر وہی سوال کیا ، آپ ﷺ نے وہی جواب ارشاد فرمایا۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے پھر درخواست کی ’’یا رسول اللہ ﷺ! دعا فرمایئے اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔‘‘ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’تم پہلی جماعت والوں میں سے ہو۔‘‘ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہلے بحری غزوہ میں تشریف لے گئیں جس کے امیر حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے ، جب یہ لوگ غزوہ سے واپس آئے تو شام میں قیام کیا۔ (روانہ ہوتے وقت) ان کی سواری کا جانور ان کے قریب لایا گیا تا کہ اس پر سوار ہو سکیں (جانور کے بدکنے کی وجہ سے) اس سے گر کر فوت ہو گئیں۔‘‘ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 62 **رزق کے مختلف دروازوں میں سے ایک دروازہ جہاد ہے۔**

[1] صحیح ابن ماجۃ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2240

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((جُعِلَ رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ وَ جُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصِّغَارُ عَلٰی مَنْ خَالَفَ اَمْرِیْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ’’میرا رزق میری نیزے کے نیچے ہے اور جو شخص میرے حکم کی خلاف ورزی کرے (یعنی اسلام نہ لائے) گا اس پر ذلت اور رسوائی (جزیہ) ڈالی گئی ہے۔‘‘ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 63 جہاد سے فارغ ہونے کے بعد گھر واپس پہنچنے تک مجاہد کو مسلسل جہاد کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((قَفْلَةٌ کَغَزْوَةٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ ❷

(صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ’’جہاد سے واپسی (ثواب میں) جہاد کے برابر ہے۔‘‘ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

❁ ❁ ❁

❶ کتاب الجهاد ، باب ما قیل فی الرماح

❷ صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2173

فَضْـــلُ الْجِـــهَادِ فِیْ غَزْوِ الْهِنْدِ

ہندوستان کے خلاف جہاد کی فضیلت

مَسئلہ 64 ہندوستان کے خلاف جہاد کرنے والے مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے جہنم سے بچانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَهُمُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَ عِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ[1] **(صحيح)**

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری امت کی دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ آگ سے بچائے گا ایک وہ جماعت جو ہندوستان کے خلاف جہاد کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ساتھ دے گی۔'' (جب وہ قیامت کے قریب دوبارہ دنیا میں تشریف لا کر دجال کے خلاف جہاد کریں گے۔) اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

[1] مسند احمد ، الجزء الخامس ، ص 278

فَضْــلُ الْمُجَــاهِدِيْنِ

مجاہدین کی فضیلت

مَسئلہ 65 جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا مجاہد سب سے افضل ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَـالَ ((مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) قَالَ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ : ((ثُمَّ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِيْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهٗ وَ يَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سے سب سے افضل کون ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔'' اس آدمی نے پھر پوچھا ''یا رسول اللہ ﷺ! پھر کون؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''پھر وہ شخص جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں الگ ہو کر اپنے رب کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 66 سب لوگوں سے بہتر زندگی مجاہد کی زندگی ہے۔

عَـنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّـهٗ قَـالَ ((مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُـمْسِكٌ عِـنَـانَ فَـرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَـغِـي الْـقَتْلَ وَالْمَوْتَ مَظَانَّهٗ اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ فِيْ رَأْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذِهِ الشَّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِـنْ هٰـذِهِ الْاَوْدِيَةِ يُـقِيْـمُ الـصَّلَاةَ وَ يُؤْتِي الزَّكَاةَ وَ يَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سب لوگوں سے بہتر زندگی اس

[1] کتاب الامارات ، باب فضل الجهاد والرباط [2] کتاب الامارات ، باب فضل الجهاد والرباط

آدمی کی ہے جو جہاد میں اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر لگام تھامے ہوئے دوڑا پھرتا ہے جب کسی طرف سے (حملہ کا) شور یا گھبراہٹ کی آواز سنتا ہے تو قتل ہونے کے لئے اس طرف دوڑ پڑتا ہے۔ موت کو موت کی جگہوں میں تلاش کرتا پھرتا ہے اور اس آدمی کی زندگی بھی بہتر ہے جو پہاڑ کی چوٹیوں میں سے کسی چوٹی پر یا پہاڑ کی وادیوں میں سے کسی وادی میں رہتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے، زکاۃ ادا کرتا ہے اور موت تک اللہ کی بندگی کرتا ہے، لوگوں میں سے اس شخص کے علاوہ کوئی دوسرا خیر پر نہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 67 مجاہد جب تک جہاد میں رہتا ہے اسے مسلسل روزے رکھنے، مسلسل قیام کرنے، ہر وقت اللہ سے ڈرنے، مسلسل رکوع کرنے اور مسلسل سجدہ کرنے والے عابد کے برابر ثواب ملتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ للّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِهٖ کَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْخَاشِعِ الرَّاکِعِ السَّاجِدِ)) رَوَاهُ النِّسَائِیُّ [1] **(صحیح)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی (مسلسل) روزے رکھے، (مسلسل) قیام کرے (ہر وقت) اللہ سے ڈرے، (مسلسل) حالت رکوع میں رہے (مسلسل) سجدے میں پڑا رہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 68 مجاہد کے اجر و ثواب کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ : قِیْلَ لِلنَّبِیِّ ﷺ مَا یَعْدِلُ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ؟ قَالَ ((لاَ تَسْتَطِیْعُوْنَهٗ)) قَالَ : فَأَعَادُوْا عَلَیْهِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلاَثًا کُلُّ ذٰلِکَ ، یَقُوْلُ : لاَ تَسْتَطِیْعُوْنَهٗ ، وَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِاٰیَاتِ اللّٰهِ لاَ یَفْتُرُ مِنْ صِیَامٍ وَ لاَ صَلاَةٍ حَتّٰی یَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے کہا گیا ''جہاد کے برابر کون سا عمل ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دو یا تین بار یہ

[1] صحیح سنن النسائی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2930

[2] کتاب الجهاد ، باب فضل الشهادة فی سبیل الله

سوال کیا، تو آپ ﷺ نے یہی جواب ارشاد فرمایا۔ تیسری بار آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ''مجاہد کی مثال اس شخص کی سی ہے جو (مسلسل) روزے رکھے (مسلسل) اللہ کے حضور قیام کرے، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے نہ روزہ ترک کرے نہ قیام چھوڑے، یہاں تک کہ وہ جہاد سے واپس لوٹ آئے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 69 مجاہد کی مدد کرنا اللہ کے ذمہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلاَثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمُ الْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْأَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْعِفَافَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ❶ (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تین آدمیوں کی مدد کرنا اللہ کے ذمہ ہے۔ ① مجاہد فی سبیل اللہ ② غلام جو اپنی قیمت ادا کرنے کے لئے کتابت (یعنی معاہدہ) کرنا چاہتا ہے (تاکہ آزادی حاصل کر سکے) ③ گناہ سے بچنے کے لئے نکاح کرنے والا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 70 تین آدمیوں کے لئے اللہ تعالیٰ ضمانت دیتا ہے۔ ① اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ② مسجد میں نماز کے لئے جانے والا ③ اپنے گھر میں سلام کہہ کر داخل ہونے والا۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((ثَلاَثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰی یَتَوَفَّاهُ فَیُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ یَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ وَ غَنِیْمَةٍ وَ رَجُلٌ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰی یَتَوَفَّاهُ فَیُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ یَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ وَ غَنِیْمَةٍ وَ رَجُلٌ دَخَلَ بَیْتَهُ بِسَلاَمٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ❷ (صحیح)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تین آدمی اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہیں۔ پہلا وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے نکلا، اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا (اگر زندہ رہے تو) اسے ثواب اور مال غنیمت کیساتھ گھر

❶ صحیح سنن الترمذی، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1354

❷ صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2178

واپس پہنچادے۔ دوسرا وہ آدمی جو مسجد (میں نماز پڑھنے) کے لئے نکلا، اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے کہ اگر وہ فوت ہوجائے تو اسے جنت میں داخل فرمائے یا (اگر زندہ رہے تو) اسے اجروثواب کے ساتھ گھر واپس پہنچادے۔ تیسرا وہ شخص جو سلام کہہ کر اپنے گھر میں داخل ہو وہ بھی اللہ کی ضمانت میں ہے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 71 میدان جنگ میں کافر کو مارنے والا مجاہد کبھی جہنم میں نہیں جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷜ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لاَ یَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَ قَاتِلُهُ فِی النَّارِ اَبَدًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کافر اور اس کا قاتل (مسلمان) جہنم میں کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 72 جہاد سے کامیاب واپس لوٹنے والا مجاہد اللہ کا مہمان ہوتا ہے جس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اَلْغَازِیُّ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللّٰهِ دَعَاهُمْ فَأَجَابُوْهُ وَ سَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُمْ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ❷ (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا، حاجی اور عمرہ کرنے والا، تینوں اللہ کے مہمان ہیں، اللہ نے بلایا تو وہ آ گئے، لہٰذا جب وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ انہیں عطا فرمائے گا۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 73 مجاہدین کی خواتین کی حرمت مسلمانوں کی ماؤں کے برابر ہے۔

عَنْ بُرَیْدَةَ ﷜ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ وَ مَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِیْنَ یَخْلُفُ رَجُلاً مِنَ الْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ أَهْلِهٖ فَیَخُوْنُهٗ فِیْهِمْ اِلاَّ وُقِفَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَاْخُذُ مِنْ عَمَلِهٖ مَا شَاءَ فَمَا ظَنُّكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ❸

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجاہدین کی عورتوں کی حرمت جہاد سے پیچھے

❶ كتاب الامارة ، باب من قتل كافرا ثم اسدد
❷ صحيح سنن ابن ماجة، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2339
❸ كتاب الامارة ، باب حرمة نساء المجاهدين

رہنے والوں کے لئے ایسی ہے جیسی ان کی ماؤں کی حرمت اور جو شخص جہاد سے پیچھے رہ کر مجاہدین کے اہل و عیال کی خبر گیری کرے اور پھر اس میں خیانت کرے (یعنی مجاہدین کی خواتین کی حرمت پامال کرے) تو وہ قیامت کے روز اللہ کے حضور کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کے اعمال میں سے جو چاہے گا لے لے گا، پس تمہارا کیا خیال؟ (یعنی خائن کے نامہ اعمال میں کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔)'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 74 مجاہد کے لئے شہید ہونے کی صورت میں جنت کی ضمانت اور زندہ رہنے کی صورت میں بھرپور ثواب اور مال غنیمت ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِیْ سَبِیْلِهٖ لاَ یُخْرِجُهٗ مِنْ بَیْتِهٖ اِلَّا جِهَادٌ فِیْ سَبِیْلِهٖ وَ تَصْدِیْقُ كَلِمَتِهٖ بِاَنَّ یُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ یَرْجِعَهٗ اِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَةٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ❶

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص اپنے گھر سے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلے اور اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی تصدیق کرے اللہ تعالیٰ ایسے مجاہد کو (قتل ہونے کی صورت میں) جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دیتا ہے یا (زندہ رہنے کی صورت میں) اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ اسے اسی گھر میں جہاں سے بھی وہ نکلا تھا بھرپور اجر اور مال غنیمت کے ساتھ واپس لائے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 75 سمندر میں سفر کرنے والے مجاہد کو قے آئے تو ایک شہید کا ثواب ملتا ہے اگر ڈوب جائے تو دو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ اُمِّ حَرَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اَلْمَائِدُ فِی الْبَحْرِ الَّذِیْ یُصِیْبُهُ الْقَیْءُ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدٍ وَالْغَرِقُ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدَیْنِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ❷ (حسن)

حضرت ام حرام ﷝ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص (جہاد یا حج کے لئے) سمندر پر سوار ہو اور اسے قے آئے تو اس کے لئے ایک شہید کا ثواب ہے اور اگر وہ سمندر میں ڈوب جائے تو اس کے لئے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

❶ کتاب الامارة، باب افضل الجهاد و الخروج فی سبیل الله

❷ صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی، الجزء الثانی، رقم الحدیث 2177

فَضْلُ اِعَانَةِ الْمُجَاهِدِيْنِ

مجاہدین کی مدد کرنے کی فضیلت

مَسئلہ 76 مجاہد کو جہاد کے لئے اخراجات دینے والے کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لِلْغَازِيْ اَجْرُهُ وَ لِلْجَاعِلِ اَجْرُهُ وَ اَجْرُالْغَازِيْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ❶ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جہاد کے لئے نکلنے والے کو اپنے جہاد کا ثواب ملے گا اور جہاد پر کسی کو (خرچ دے کر) بھیجنے والے کو خرچ دینے کا ثواب بھی ملے گا اور اس (بھیجے گئے) شخص کے جہاد کا ثواب بھی ملے گا۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 77 مجاہدین کا سامان تیار کرنے والے یا مجاہدین کے گھر بار کی خبر گیری کرنے والے کو بھی جہاد کا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَ مَنْ خَلَفَهُ فِيْ اَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ❷

حضرت زید بن خالد جہنی ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے اللہ کی راہ میں نکلنے والے مجاہد کا سامان تیار کیا اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے جانے کے بعد اس کے گھر بار کی خبر گیری کی اس نے بھی جہاد کیا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا اِلٰى بَنِيْ لِحْيَانَ مِنْ هُذَيْلٍ فَقَالَ لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ❸

---

❶ صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی، الجزء الثانی، رقم الحدیث 2203

❷ کتاب الامارة، باب فضل اعانة الغازی

❸ کتاب الامارة، باب فضل اعانة الغازی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہذیل کی شاخ بنولحیان کی طرف ایک لشکر بھیجا اور فرمایا ''ہر گھر کے دو مردوں میں سے ایک جہاد کے لئے نکلے (اور دوسرا گھر کی حفاظت کے لئے بیٹھا رہے) اور ثواب میں دونوں شریک ہوں گے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 78 مجاہد کی راہنمائی کرنے والے کو بھی جہاد میں شرکت کا ثواب ملتا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : اِنِّيْ اُبْدِعَ بِيْ فَاحْمِلْنِيْ ، فَقَالَ ((مَا عِنْدِيْ ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اَنَا اَدُلُّهُ عَلٰى مَنْ يَحْمِلُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''میری سواری گم ہوگئی۔ مجھے (جہاد میں جانے کے لئے سواری دیجئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میرے پاس تو کوئی سواری نہیں ہے۔'' ایک آدمی نے عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں اسے ایسے شخص کا پتہ بتا دیتا ہوں جو اسے سواری مہیا کر دے گا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص نیکی کے کام میں کسی کی راہنمائی کرے گا اسے اتنا ہی ثواب ملے گا، جتنا نیکی کرنے والے کو۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 79 جہاد کرنے والے مجاہد کا سامان مہیا کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا جہاد کرنے والے کو۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَجْرِ الْغَازِيِّ شَيْئًا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[2]

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے اللہ کی راہ میں لڑنے والے غازی کو سامان مہیا کیا اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا غازی کو اور غازی کے اپنے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب الامارة ، باب فضل اعانة الغازى

[2] صحيح سنن ابن ماجة، للالبانى ، الجزء الثانى ، رقم الحديث 2229

فَضْــلُ الشَّــهِيْدِ
شہید کی فضیلت

مَسئلہ 80 اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے جنت کا بلند ترین درجہ جنت الفردوس پائیں گے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَ هِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ! أَلَا تُحَدِّثُنِيْ عَنْ حَارِثَةَ وَ كَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَاِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَ اِنْ كَانَ غَيْرُ ذٰلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ ، قَالَ ((يَا اُمَّ حَارِثَةَ اِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَ اِنَّ ابْنَكِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰى)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام ربیع جو کہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ تھیں، رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! مجھے حارثہ کے بارے میں بتائیے وہ کہاں ہے؟'' حارثہ بدر کے دن اچانک تیر لگنے سے مارے گئے تھے، اگر وہ جنت میں ہے تو مجھے صبر آجائے گا اور اگر وہ جنت میں نہیں تو میں دل کھول کر رولوں گی۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے ام حارثہ! جنت میں درجہ بدرجہ کئی باغ ہیں اور تیرا بیٹا سب سے اعلیٰ باغ ''فردوس'' میں ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 81 شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں ایسی قندیلوں میں رہتی ہیں جو عرش الٰہی سے لٹک رہی ہیں۔

مَسئلہ 82 شہداء کی روحیں جب چاہیں جنت کی سیر کر سکتی ہیں۔

مَسئلہ 83 شہداء کی روحیں دنیا میں دوبارہ آکر شہید ہونے کی خواہش کرتی ہیں۔

---

[1] کتاب الجهاد ، باب من اتاه سهم غرب فقتله

عَنْ مَسْرُوْقٍ رحمه الله قَالَ : سَأَلْنَا عَبْدَ اللّٰهِ رضي الله عنه عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿ وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ ﴾ قَالَ : اَمَا اِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ ، فَقَالَ ((اَرْوَاحُهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَاوِيْ اِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمِ اطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا ؟ قَالُوْا : اَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَ نَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَأَوْا اَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يَسْأَلُوْا ، قَالُوْا يَا رَبِّ ! نُرِيْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰى فَلَمَّا رَأٰى اَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت مسروق رحمه الله سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا ﴿وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ ...... الخ﴾ ”جولوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اوراپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔“ (سورہ آل عمران، آیت نمبر 169) تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس آیت کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں ایسی قندیلوں میں رہتی ہیں جوعرش الٰہی سے لٹکی ہوئی ہیں جب چاہتی ہیں جنت میں سیر کے لئے چلی جاتی ہیں۔ پھران قندیلوں میں واپس آ جاتی ہیں۔ایک باران کے رب نے ان کی طرف توجہ فرمائی اور پوچھا ”تمہاری کوئی خواہش ہے؟“ شہداء کی ارواح نے جواب دیا ”ہم جہاں چاہیں جنت کی سیر کرتی ہیں ہمیں اور کیا چاہئے؟“ اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ ان سے یہی سوال دریافت فرمایا، پھر جب شہداء کی ارواح نے دیکھا کہ جواب دیئے بغیر چھٹکارا نہیں تب انہوں نے جواب دیا ”اے ہمارے رب! ہم چاہتی ہیں کہ ہماری ارواح کو ہمارے اجسام میں لوٹا دے یہاں تک کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ قتل کی جائیں۔“ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ ان کی کوئی اور خواہش نہیں تو انہیں چھوڑ دیا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 84 شہادت کے وقت خون بہتے ہی شہید کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

[1] کتاب الامارة ، باب فی بیان ان ارواح الشهداء فی الجنة

مَسئلہ 85 شہید کو شہادت کے وقت جنت میں اس کا مقام دکھایا جاتا ہے۔

مَسئلہ 86 شہید قیامت کے روز اپنے قریبی اعزہ میں سے ستر افراد کی سفارش کر سکے گا۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ يَغْفِرُ لَهُ فِيْ اَوَّلِ دُفْعَةٍ مِنْ دَمِهٖ وَ يُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ يُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ يَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَ يُحَلّٰى حُلَّةَ الْإِيْمَانِ وَ يُزَوَّجُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَ يُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ اِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهٖ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❶ (صحيح)

حضرت مقدام بن معدی کرب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کے نزدیک شہید کو چھ فضیلتیں حاصل ہیں ① اس کا خون گرتے ہی اللہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے ② جنت میں اسے اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے ③ عذاب قبر سے بچایا جاتا ہے ④ قیامت کے روز بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہتا ہے ⑤ ایمان کا لباس پہنایا جاتا ہے اور موٹی آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح کیا جاتا ہے۔ ⑥ (قیامت کے روز) اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے ستر آدمیوں کی سفارش کا حق دیا جاتا ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 87 شہید، شہادت کے بعد اپنے اعزہ و اقارب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے گئے انعام و اکرام سے آگاہ کرنے کی خواہش کرتا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ يَقُوْلُ ، لَمَّا قُتِلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ ؓ يَوْمَ اُحُدٍ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا جَابِرُ ! اَلاَ اُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِاَبِيْكَ؟)) قُلْتُ : بَلٰى ! قَالَ ((مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَ كَلَّمَ اَبَاكَ كِفَاحًا فَقَالَ يَا عَبْدِيْ تَمَنَّ عَلَيَّ اُعْطِكَ ، قَالَ : يَا رَبِّ ! تُحْيِيْنِيْ فَاُقْتَلُ فِيْكَ ثَانِيَةً ، قَالَ : اِنَّهُ سَبَقَ مِنِّيْ اَنَّهُمْ اِلَيْهَا لاَ يَرْجِعُوْنَ ، قَالَ : يَا رَبِّ ! فَاَبْلِغْ مِنْ وَرَائِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿ وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ ﴾ رَوَهُ ابْنُ مَاجَةَ❷ (حسن)

❶ صحيح سنن ابن ماجة، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2257

❷ صحيح سنن ابن ماجة، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2258

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں احد کے دن جب عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اے جابر! کیا میں تجھے وہ بات نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ سے کی ہے۔“ میں نے عرض کیا ”کیوں نہیں“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے کسی شخص سے بغیر حجاب کے بات نہیں فرمائی، لیکن تیرے باپ سے بغیر حجاب کے (یعنی براہ راست) گفتگو فرمائی ہے اور کہا ہے ”اے میری بندے! جو چاہتے ہو مانگو میں تمہیں دوں گا۔“ تمہارے باپ نے عرض کیا ”اے میرے رب! مجھی دوبارہ زندہ فرما تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں مارا جاؤں۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشا فرمایا ”یہ بات تو ہماری طرف سے پہلے ہی طے ہو چکی ہے کہ مرنے کے بعد دنیا میں واپسی نہیں ہوگی۔“ تیرے باپ نے پھر عرض کیا ”اے میرے رب! اچھا تو میری طرف سے (اہل دنیا کو) میرا یہ پیغام (یعنی دوبارہ زندہ ہو کر شہید ہونے کی خواہش کرنا) پہنچا دیجئے۔“ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔“ (سورہ آل عمران، آیت نمبر 169) اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 88 شہید کو عذاب قبر اور قیامت کے روز بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رکھا جائے گا۔

مَسئلہ 89 شہید کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس میں لگا ہوا ایک موتی دنیا کی ساری دولت سے زیادہ قیمتی ہوگا۔

مَسئلہ 90 جنت میں ہر شہید کا بہتر (72) حوروں سے نکاح کیا جائے گا۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ يَغْفِرُ لَهٗ فِيْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ وَ يَرَىٰ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَ يُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ يَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ وَ يُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا وَ يُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَ يَشْفَعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَقَارِبِهٖ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ❶ (صحیح)

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”شہید کی اللہ کے ہاں چھ فضیلتیں ہیں ① شہید ہوتے ہی اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جنت میں اسے

❶ صحیح سنن الترمذی، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1358

(شہادت کے وقت ہی) اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے۔ ② عذاب قبر سے اسے محفوظ رکھا جاتا ہے ③ (قیامت کے روز) بڑی گھبراہٹ سے اسے محفوظ رکھا جائے گا ④ اس کے سر پر عزت کا ایسا تاج رکھا جائے گا جس میں لگا ہوا ایک یاقوت دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہوگا ⑤ (جنت میں) اس کا نکاح بہتر موٹی آنکھوں والی حوروں سے کیا جائے گا اور ⑥ وہ اپنے ستر اعزہ اقارب کی سفارش کر سکے گا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 91 قیامت کے روز شہید اس حال میں آئے گا کہ اس کا خون تر و تازہ ہوگا جس سے کستوری کی خوشبو آ رہی ہوگی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لاَ یُكْلَمُ اَحَدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُكْلَمُ فِیْ سَبِیْلِهٖ اِلاَّ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنَ الدَّمِ وَالرِّیْحُ رِیْحُ الْمِسْكِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہوا اور اللہ خوب جانتا ہے کون اس کی راہ میں زخمی ہوا ہے وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے خون کا رنگ تو خون ہی جیسا ہوگا، لیکن اس سے کستوری کی خوشبو آ رہی ہوگا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 92 شہید، شہادت کے بعد سیدھا جنت میں جاتا ہے۔

قَالَ الْمُغِیْرَةُ ؓ اَخْبَرَنَا نَبِیُّنَا ﷺ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا ((مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ اِلَی الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❷

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں، ہمیں ہمارے نبی اکرم ﷺ نے ہمارے رب کے اس پیغام سے آگاہ فرمایا کہ ''ہم میں سے جو شخص (اللہ کی راہ میں) قتل کیا جائے گا وہ جنت میں جائے گا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

❶ كتاب الجهاد ، باب من يخرج في سبيل الله

❷ كتاب الجهاد، باب الجنة تحت بارقة السيوف

مسئلہ 93 جنت میں سب سے زیادہ خوبصورت گھر شہداء کے ہیں۔

عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلاَنِيْ دَارًا هِيَ اَحْسَنُ وَ اَفْضَلُ لَمْ اَرَ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا قَالاَ اَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ، فَدَارُ الشُّهَدَاءِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ❶

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں نے آج رات (خواب میں) دیکھا کہ دو شخص آئے اور مجھے ایک درخت پر چڑھا کر لے گئے پھر ایک خوبصورت اور بہترین گھر میں لے گئے جس سے زیادہ خوبصورت گھر میں نے نہیں دیکھا ان دونوں آدمیوں نے مجھے بتایا کہ یہ گھر شہیدوں کا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 94 شہید پر فرشتے اپنے پروں کا سایہ کرتے ہیں۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ جِيْءَ بِاَبِيْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ وَ وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبْتُ اَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهٖ فَنَهَانِيْ قَوْمِيْ فَسَمِعَ صَوْتَ نَائِحَةٍ فَقِيْلَ ابْنَةُ عَمْرٍو اَوْ اُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ ((لِمَ تَبْكِيْ اَوْ لاَ تَبْكِيْ مَا زَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِاَجْنِحَتِهَا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ❷

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ (احد کے روز) میرے والد کی میت رسول اکرم ﷺ کے سامنے لائی گئی۔ کافروں نے ان کے جسم کا مثلہ کر دیا تھا (یعنی ناک کان کاٹ ڈالے تھے) جب جنازہ رسول اکرم ﷺ کے سامنے رکھ گیا تو میں اپنے والد کے چہرے سے بار بار پردہ ہٹاتا تو لوگوں نے مجھے منع کیا۔ اتنے میں رسول اکرم ﷺ نے ایک عورت کے رونے کی آواز سنی، پتہ چلا کہ وہ عمرو (مقتول کے باپ) کی بیٹی یا بہن تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا ''کیوں روتی ہو؟'' یا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نہ رو، عبداللہ پر تو فرشتے اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 95 شہید کو شہادت کے وقت صرف چیونٹی کے کاٹنے کے برابر تکلیف ہوتی ہے۔

❶ کتاب الجهاد، باب درجات المجاهدين في سبيل الله

❷ کتاب الجهاد، باب ظل الملائكة على الشهيد

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَلشَّهِيْدُ لاَ يَجِدُ مَسَّ الْقَتْلِ اِلاَّ كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمُ الْقَرْصَةَ يَقْرِصُهَا)) رَوَاهُ النِّسَائِيُّ ❶ (صحيح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''شہید کو شہادت کے وقت اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے کے وقت ہوتی ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 96 دو قطرے اللہ کو بہت محبوب ہیں پہلا وہ قطرہ جو اللہ کے ڈر سے آنکھوں سے نکلے دوسرا وہ قطرہ جو اللہ کی راہ میں بہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَ اَثَرَيْنِ قَطْرَةٌ مِنْ دُمُوْعٍ فِيْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَ قَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اَمَّا الْاَثَرَانِ فَاَثَرٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اَثَرٌ فِيْ فَرِيْضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❷ (صحيح)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کو دو قطروں سے زیادہ محبوب کوئی قطرہ نہیں اور دو نشانوں سے زیادہ محبوب کوئی نشان نہیں۔ دو قطروں میں سے ① پہلا قطرہ وہ ہے جو اللہ کے ڈر سے آنکھ سے نکلے اور ② دوسرا قطرہ خون کا وہ قطرہ ہے جو اللہ کی راہ میں (انسان کے جسم سے) بہے۔ دو نشانوں میں سے ① پہلا نشان وہ جو (جسم پر) اللہ کی راہ میں پڑے (مثلاً دشمن کی مار سے یا گرنے سے چوٹ آ جائے یا تیر، تلوار یا گولی وغیرہ سے زخم آئے) ② دوسرا وہ نشان جو فرائض ادا کرنے میں پڑے (مثلاً سردی میں وضو کرنے سے پاؤں پھٹ جائیں یا سجدہ کرنے سے ماتھے پر نشان پڑ جائے وغیرہ۔)'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 97 نبی اکرم ﷺ نے شہید کے جنت میں جانے کی گواہی دی ہے۔

عَنْ حَسْنَاءَ بِنْتِ مُعَاوِيَةَ قَالَتْ : حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ : قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَنْ فِي الْجَنَّةِ ؟ قَالَ ((اَلنَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ وَالشَّهِيْدُ فِي الْجَنَّةِ وَالْمَوْلُوْدُ فِي الْجَنَّةِ وَالْوَئِيْدُ فِي الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ ❸ (صحيح)

حضرت حسناء بنت معاویہ کہتی ہیں ہم سے میرے چچا نے یہ حدیث بیان کی کہ میں نے نبی اکرم

❶ صحيح سنن النسائى للالبانى ، الجزء الثانى ، رقم الحديث 2963
❷ صحيح سنن الترمذى، للالبانى ، الجزء الثانى ، رقم الحديث 1363
❸ صحيح سنن ابى داؤد، للالبانى ، الجزء الثانى ، رقم الحديث 2255

ﷺ سے عرض کیا ''جنت میں کون کون جائے گا؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نبی (یقینی طور پر) جنت میں جائے گا، شہید (یقینی طور پر) جنت میں جائے گا، نومولود (یقینی طور پر) جنت میں جائے گا اور زندہ درگور کی گئی لڑکی (یقینی طور پر) جنت میں جائے گی۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 98 قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((یَغْفِرُ لِلشَّهِیْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ قرض کے علاوہ شہید کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 99 شہید، شہادت کے بعد بار بار دنیا میں آکر شہید ہونے کی تمنا کرتا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَا اَحَدٌ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ یُحِبُّ اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَ لَهُ مَا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّهِیْدُ یَتَمَنّٰی اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنَ الْكَرَامَةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❷

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص جنت میں جاتا ہے وہ دنیا میں واپس آنا کبھی پسند نہیں کرتا، خواہ اسے روئے زمین کی ساری دولت دے دی جائے، البتہ شہید دنیا میں واپس آنا چاہتا ہے اور شہادت کے عوض اسے جو عزت حاصل ہوتی ہے اس کی بنا پر چاہتا ہے کہ دس بار اللہ کی راہ میں شہید ہو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 100 شہادت کی موت طلب کرنے کی فضیلت۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَلشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَ اِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِهِ)) رَوَاهُ النَّسَائِیُّ ❸ (صحیح)

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص اللہ عزوجل سے

❶ كتاب الامارة ، باب بيان ما اعده الله تعالى للمجاهد فى الجنة

❷ كتاب الجهاد، باب تمنى المجاهد ان يرجع الى الدنيا

❸ صحيح سنن النسائى، للالبانى ، الجزء الثانى ، رقم الحديث 2967

سچے دل سے شہادت طلب کرے اللہ تعالیٰ اسے شہادت کے درجات عطا فرمائے گا، خواہ وہ اپنے بستر پر (طبعی موت) پر مرے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 101 رسول اکرم ﷺ نے بار بار شہید ہونے کی تمنا فرمائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ لاَ اَنَّ رِجَالاً مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لاَ تَطِیْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ یَتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ وَ لاَ اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَیْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِیَّةٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اَحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اَحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اَحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسلمانوں کو اس بات سے دکھ نہ پہنچتا کہ میں انہیں چھوڑ کر جہاد کے لئے نکل جاؤں (تو ایسا ضرور کرتا) اور میرے پاس اتنی سواریاں نہیں کہ ہر آدمی کو اپنے ساتھ لے جاسکوں (اگر میں ایسا کر سکتا تو) میں جہاد فی سبیل اللہ کرنے والی کسی بھی فوجی مہم سے پیچھے نہ رہتا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 102 شہداء فرشتوں سے افضل ہیں۔

مَسئلہ 103 شہداء بلا حساب جنت میں جائیں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((اِنَّ اَوَّلَ ثُلَّةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِیْنَ تُتَّقٰی بِهِمُ الْمَكَارِهُ اِذَا اُمِرُوْا سَمِعُوْا وَ اَطَاعُوْا وَ اِنْ كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ حَاجَةٌ اِلَی السُّلْطَانِ لَمْ تُقْضَ لَهٗ حَتّٰی یَمُوْتَ وَ هِیَ فِیْ صَدْرِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ یَدْعُوْا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْجَنَّةَ فَتَاْتِیْ بِزُخْرُفِهَا وَ زِیْنَتِهَا فَیَقُوْلُ اَیْنَ عِبَادِیَ الَّذِیْنَ قَاتَلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ جَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ؟ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَیَدْخُلُوْنَهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ وَ لاَ عَذَابٍ فَتَاْتِی الْمَلاَئِكَةُ فَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا نَحْنُ نُسَبِّحُ لَكَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَنُقَدِّسُ لَكَ مَنْ هٰؤُلاَءِ الَّذِیْنَ اٰثَرْتَهُمْ عَلَیْنَا؟ فَیَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی

[1] كتاب الجهاد، باب تمنى الشهادة

هٰؤُلاءِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ فَتَدْخُلُ عَلَيْهِمُ الْمَلاَئِكَةُ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿سَلاَمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ رَوَاهُ الْحَاكِمُ❶ (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ’’جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والی جماعت مساکین مہاجرین کی ہوگی ، جو مصیبتوں اور آزمائشوں میں مبتلا رہے، جب کوئی حکم ملا، تو اسے سنا اور اس پر عمل کیا، ان میں سے اگر کسی کو بادشاہ وقت سے کوئی کام تھا تو موت تک وہ پورا نہ ہوسکا اور وہ خواہش اس کے دل میں ہی رہی۔ (ان کے داخل ہونے کے بعد) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت کو طلب فرمائے گا اور جنت اپنی تمام تر زیب و زینت کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ’’میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں لڑائی کی اور قتل کئے گئے، اللہ کی راہ میں تکلیفیں برداشت کیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا؟‘‘ (وہ حاضر ہوں گے اور انہیں کہا جائے گا) جنت میں داخل ہو جاؤ پس وہ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ فرشتے بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے ’’اے ہمارے پروردگار! ہم دن رات تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، یہ کون لوگ ہیں جنہیں تو نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے؟‘‘ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ’’یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا، میری راہ میں تکلیفیں برداشت کیں۔‘‘ پھر فرشتے ہر ہر دروازے پر ان کے پاس حاضر ہوں گے اور یہ کہہ کر سلام پیش کریں گے ’’تم پر سلامتی ہو، اس صبر کے بدلے میں جو تم نے دنیا میں کیا، آخرت کے گھر کا بدلہ کتنا اچھا ہے۔‘‘ (سورہ رعد، آیت نمبر 24) اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 104 حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہادت کے لئے درج ذیل دعا مانگا کرتے تھے۔

قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ❷

حضرت عمر رضی اللہ عنہ (شہادت کے لئے یوں) دعا فرماتے ’’اے اللہ! مجھے اپنے رسول کے شہر (مدینہ) میں شہادت عطا فرما۔‘‘ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

❶ مستدرک حاکم ، الجزء الثانی رقم الصفحہ 71

❷ کتاب الجهاد ، باب الدعا بالجهاد والشهادة

فَضْلُ الرِّبَاطِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت

مَسئلہ 105 اللہ کی راہ میں ایک دن اور ایک رات پہرہ دینے کا ثواب ایک ماہ مسلسل دن کا روزہ رکھنے اور رات کو قیام کرنے کے برابر ہے۔

مَسئلہ 106 پہرہ دیتے ہوئے مرنے والے مجاہد کو مذکورہ ثواب قیامت تک ملتا رہے گا نیز وہ قبر اور حشر کے فتنوں سے بھی محفوظ رہے گا۔

عَنْ سَلْمَانَ الْخَيْرِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ رَابَطَ يَوْمًا وَ لَيْلَةً فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَ لَهٗ كَاَجْرِ صِيَامِ شَهْرٍ وَ قِيَامِهٖ وَ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا اُجْرِیَ لَهٗ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنَ الْاَجْرِ وَ اُجْرِیَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ وَ اٰمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ)) رَوَاهُ النِّسَائِیُّ ❶ (صحیح)

حضرت سلمان خیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے جہاد فی سبیل اللہ کے دوران ایک دن اور ایک رات (یعنی چوبیس گھنٹے) پہرہ دیا اس کے لئے ایک ماہ کے صیام اور قیام کا اجر ہے اور جو کوئی پہرہ دیتے وقت مر گیا اس کے لئے (مذکورہ) اجر قیامت تک جاری رہے گا اور اسے برابر رزق بھی ملتا رہے گا اور وہ دو فتنوں (یعنی قبر اور حشر) سے بھی محفوظ رہے گا۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَجْرٰی عَلَيْهِ اَجْرٰی عَمَلِهِ الصَّالِحِ الَّذِیْ كَانَ يَعْمَلُ وَ اَجْرٰی عَلَيْهِ رِزْقَهٗ وَ اٰمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ وَ بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمِنًا مِنَ الْفَزَعِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❷ (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص فی سبیل اللہ پہرہ دیتے ہوئے مرا اس کے نیک اعمال جو وہ کیا کرتا تھا (مثلاً نماز، روزہ، تلاوت اور عبادت و دیگر اوراد و وظائف

❶ صحیح سنن النسائی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2969

❷ صحیح سنن ابن ماجة ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2234

وغیرہ) کا اجرا سے (مسلسل قیامت تک) ملتا رہے گا، اسے رزق بھی جاری کیا جائے گا اور وہ دو فتنوں سے بھی محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ (اس دن کی) گھبراہٹ سے محفوظ ہوگا۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((كُلُّ الْمَيِّتِ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ اِلَّا الْمُرَابِطَ فَاِنَّهٗ يَنْمُوْ لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ يُؤَمَّنُ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ[1] (صحيح)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مرنے کے بعد ہر شخص کے عمل کی مہلت ختم ہو جاتی ہے سوائے پہریدار کے، اس کے عمل کا ثواب قیامت تک جاری رکھا جاتا ہے اور اسے قبر کے دو فتنوں سے بھی محفوظ رکھا جاتا ہے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 107 پہرہ دینے کے لئے جاگنے والی آنکھ جہنم میں نہیں جائے گی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((عَيْنَانِ لاَ تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَ عَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[2] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، (1) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی (2) وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں رات پہرہ دیتے ہوئے گزاری۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 108 اللہ کی راہ میں ایک دن کے لئے پہرہ دینا روئے زمین کی ساری دولت سے افضل ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا وَ مَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا وَ لَرَوْحَةٌ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ لَغَدْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[3] (صحيح)

---

[1] صحيح سنن ابى داؤد ، الجزء الثانى ، رقم الحديث 2182
[2] صحيح سنن الترمذى ، الجزء الثانى ، رقم الحديث 1338
[3] صحيح سنن الترمذى ، الجزء الثانى ، رقم الحديث 1360

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا پہرہ دینا، دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے، اللہ کی راہ میں کسی آدمی کا صبح یا شام کے وقت چلنا دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے، نیز تم میں سے کسی جنتی کی جنت میں لاٹھی رکھنے والی جگہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 109 اللہ کی راہ میں ایک دن کے لئے پہرہ دینے کا ثواب گھروں میں پہرہ دینے سے ہزار درجہ افضل ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[1] (حسن)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کی راہ میں ایک دن کے لئے پہرہ دینا گھروں میں ہزار دن پہرہ دینے سے زیادہ افضل ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 110 اللہ کی راہ میں ایک رات کا پہرہ دینا ہزار راتوں کی عبادت سے افضل ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((حَرَسُ لَيْلَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ لَيْلَةٍ يُقَامُ لَيْلُهَا وَ يُصَامُ نَهَارُهَا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ[2]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''اللہ کی راہ میں ایک رات کا پہرہ دینا ایسی ہزار راتوں سے افضل ہے، جن کی راتوں میں قیام کیا جائے اور جن کے دنوں میں روزے رکھے جائیں۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

[1] كتاب فضائل الجهاد ، اب ماجاء فضل المرابط

[2] مسند العشرة المبشرين بالجنة ، مسند عثمان بن عفان

أَهَمِيَّةُ الْجِهَادِ

جہاد کی اہمیت

مَسئلہ 111 جس شخص نے کبھی جہاد میں حصہ نہ لیا نہ ہی کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی، وہ نفاق کے ایک درجہ میں مرے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَاتَ وَ لَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس نے کسی جہاد میں حصہ نہ لیا اور نہ ہی کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی، وہ نفاق کے ایک حصہ پر مرا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 112 جس شخص نے کبھی جہاد میں حصہ نہ لیا اور نہ ہی کبھی مجاہد کی مدد کی، اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں ہی سخت مصیبت میں مبتلا فرمادے گا۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ لَمْ يَغْزُ اَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا اَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِیْ اَهْلِهِ بِخَيْرٍ اَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ[2] (حسن)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جس شخص نے نہ تو جہاد میں حصہ لیا نہ ہی غازی کا سامان تیار کیا نہ ہی غازی کے اہل و عیال کی خبر گیری کی، اسے اللہ تعالیٰ کسی سخت مصیبت میں مبتلا فرمادے گا۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 113 ترک جہاد ان گناہوں میں سے ایک ہے، جن کے باعث اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر ذلت مسلط فرمادیتا ہے۔

---

[1] کتاب الامارة ، باب مات و لم یغزو

[2] صحیح سنن ابی داؤد ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2185

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِيْنَةِ وَاَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَ رَضِيْتُمْ بِالزَّرْعِ وَ تَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لاَ يَنْزِعُهُ حَتّٰى تَرْجِعُوْا اِلٰى دِيْنِكُمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ❶ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب تم سودی لین دین کرنے لگو گے ، گائے کی دم تھام لو گے (یعنی جانوروں سے محبت کرنے لگو گے) کھیتی باڑی میں مگن رہو گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کردے گا اور اس وقت تک اسے دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین (یعنی جہاد) کی طرف واپس نہ پلٹو گے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 114 جہاد ترک کرنے پر غیر مسلم اقوام مسلمانوں پر چڑھ دوڑیں گی۔

عَنْ ثَوْبَانَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْاَكَلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا)) فَقَالَ : قَائِلٌ وَ مِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ ؟ قَالَ ((بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَ لٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَ لَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ)) فَقَالَ : قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! وَ مَا الْوَهْنُ ؟ قَالَ ((حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ❷ (صحیح)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عنقریب غیر مسلم قومیں ایک دوسرے کو تمہارے خلاف (چڑھائی) کے لئے اس طرح بلائیں گی جس طرح کھانا کھانے والے (ایک دوسرے کو) دسترخوان کی طرف دعوت دیتے ہیں۔'' (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی) کہنے والے نے عرض کیا'' کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نہیں بلکہ اس وقت تم تعداد میں بہت زیادہ ہو گے، لیکن تمہاری حیثیت ندی میں بہنے والی جھاگ کی سی ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہارا رعب ختم کردے گا اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا۔'' کہنے والے نے پھر عرض کیا'' یارسول اللہ ﷺ ! یہ وہن کیا چیز ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' دنیا کی محبت اور موت کی ناپسندیدگی۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

---

❶ صحیح سنن ابی داؤد، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 3965

❷ صحیح سنن ابی داؤد ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 3610

اَنْوَاعُ الْجِهَادِ

جہاد کی اقسام

مَسئلہ 115 جہاد کی تین قسمیں ہیں (1) مال کا جہاد (2) جان کا جہاد (3) زبان کا جہاد

عَنْ اَنَسٍ ﷛ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ[1] (صحیح)

حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”مشرکوں سے جہاد کرو، اپنے مالوں کے ساتھ، اپنی زبانوں کے ساتھ اور اپنی زبانوں کے ساتھ۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(1) جِهَادُ الْمَالِ

مال سے جہاد

مَسئلہ 116 جہاد میں خرچ کئے گئے مال کا اجر و ثواب سات سو گنا ملتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ ﷛ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ : هٰذِهِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت ابومسعود انصاری ﷛ کہتے ہیں ایک آدمی نکیل سمیت اپنی اونٹنی لایا اور عرض کیا ”(یا رسول اللہ ﷺ!) میں یہ اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے روز تمہیں اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور ساری کی ساری نکیل والی ہوں گی۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

---

1. صحیح سنن ابی داؤد للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث 2186
2. کتاب الامارة باب فضل الصدقة فی سبیل الله

كُتِبَتْ لَهُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضَعْفٍ)) .رَوَاهُ النِّسَائِيُّ ❶ (صحیح)

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا اس کے لئے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 117 اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کے بعد سب سے زیادہ ثواب اس خرچ کا ہے جو آدمی جہاد فی سبیل اللہ میں کرے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى عَيَالِهٖ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❷ (صحیح)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''(انصار کے لئے) دینار خرچ کرنے کی بہترین جگہ ان کے اہل و عیال اور جہاد فی سبیل اللہ کے گھوڑے اور جہاد فی سبیل اللہ کے ساتھی (یعنی مجاہد ہیں)'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 118 جہاد فی سبیل اللہ کی مد میں خرچ کی گئی رقم باقی تمام صدقات کے مقابلے میں افضل ہے۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ : خِدْمَةُ عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ ظِلُّ فُسْطَاطٍ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❸ (حسن)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا صدقہ سب سے افضل ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ کی راہ میں خادم مہیا کرنا یا اللہ کی راہ میں سایہ کرنے کے لئے خیمہ مہیا کرنا یا نوجوان اونٹنی اللہ کی راہ میں پیش کرنا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

---

❶ صحیح سنن النسائی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث 2957

❷ کتاب الجہاد باب فضل النفقة فی سبیل اللہ تعالیٰ

❸ صحیح سنن الترمذی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث 1327

مسئلہ 119 اللہ کی راہ میں جوڑا (مثلاً دو گھوڑے، دو اونٹ، دو ہزار روپے یا دو لاکھ روپے) خرچ کرنے والے کو قیامت کے دن جنت کے تمام دروازوں سے داخل ہونے کے لئے پکارا جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ یَا فُلَانُ هَلُمَّ فَادْخُلْ، فَقَالَ: اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! ذَاكَ الَّذِیْ لَا تَوٰی عَلَیْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ)) .رَوَاهُ النِّسَائِیُّ[1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا اسے (قیامت کے روز) جنت کے دروازے کا ہر خازن اسے بلائے گا اے فلاں! ادھر سے داخل ہو۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! ایسے آدمی کو تو کسی قسم کا خسارہ نہیں ہوگا۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مجھے امید ہے کہ تم انہی میں سے ہوگے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 120 اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لئے فرشتے دعائے خیر کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ ، اِلَّا مَلَكَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا : اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا ، وَیَقُوْلُ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''لوگوں پر کوئی ایسا دن نہیں گزرتا جس میں دو فرشتے نہ اترتے ہوں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! (فی سبیل اللہ) خرچ کرنے والے کو اچھا بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! ہاتھ روک لینے والے کا مال ضائع فرما۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 121 فی سبیل اللہ کھجور کا ایک ٹکڑا بھی دینا جہنم سے نجات کا باعث بن سکتا ہے۔

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّارَ فَاَعْرَضَ وَاَشَاحَ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ كَاَنَّمَا یَنْظُرُ اِلَیْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ

---

[1] صحیح سنن النسائی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث 2983

[2] کتاب الزکاۃ باب فی المنفق والممسک

فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ کا ذکر فرمایا اور منہ پھیر لیا اور سخت نفرت کا اظہار کیا۔ پھر ارشاد فرمایا ''(لوگو!) آگ سے بچو۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ پھیر لیا اور سخت نفرت فرمائی ہمیں یوں محسوس ہوا کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگ کو (اپنے سامنے) دیکھ رہے ہیں پھر فرمایا ''لوگو! آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر بچو اور جو شخص کھجور کا ٹکڑا بھی نہ پائے وہ کوئی اچھی بات کہہ کر آگ سے بچے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

② جِهَادُ النَّفْسِ

جان سے جہاد

مَسئله 122 اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان سے جہاد کرنا ایمان لانے کے بعد سب سے افضل ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ : اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِیْ سَبِيْلِهٖ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❷

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا عمل سب سے اچھا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 123 اللہ کی راہ میں جان سے جہاد کرنے والے کے لئے جنت کی ضمانت ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ)) .رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

❶ كتاب الزكاة باب الحث على صدقة
❷ كتاب فى العتق باب اى رقاب افضل
❸ كتاب الامارة باب ثبوت الجنة للشهيد

مَسئلہ 124 نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی راہ میں بار بار اپنی جان سے جہاد کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 101 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

③ جِهَادُ اللِّسَانِ

زبان سے جہاد

مَسئلہ 125 دشمن کو مرعوب کرنے اور اس کے حوصلے پست کرنے کے لئے تند و تیز تقاریر اور شعر و شاعری کے ذریعے بھی جہاد کرنا چاہئے۔

مَسئلہ 126 رسول اکرم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کفار و مشرکین کو ہجو کرنے کا حکم ہے۔

عَنِ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ اُهْجُهُمْ اَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ علیہ السلام مَعَكَ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”اے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ! کافروں کی ہجو کرو اور جبرائیل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اهْجُوْا قُرَيْشًا فَاِنَّهُ اَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قریش کی ہجو کرو کیوں کہ ہجو ان کے لئے تیر کی بوچھاڑ سے زیادہ سخت ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

❶ كتاب المناقب فى فضل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

❷ كتاب المناقب فى فضل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اَ لْـاِعْدَادُ لِلْـــجِهَادِ

جہاد کی تیاری

مَسئلہ 127 تمام مسلمانوں کو جہاد میں استعمال ہونے والے ہتھیاروں کا استعمال سیکھنے کا حکم ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷛ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنبَرِ يَقُوْلُ ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ اَلاَ اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ اَلاَ اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ اَلاَ اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''لوگو! اپنی استطاعت کے مطابق دشمن سے مقابلے کی تیاری پوری قوت سے کرو اور سنو، قوت سے مراد تیر اندازی ہے قوت سے مراد تیر اندازی ہے قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 128 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازی کی مشق کرنے والوں کے ساتھ شرکت فرما کر تیر اندازی سیکھنے والوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ﷛ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى نَفَرٍ مِنْ اَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِرْمُوْا بَنِىْ اِسْمَاعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَ بَنِىْ فُلاَنٍ قَالَ فَاَمْسَكَ اَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِاَيْدِيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا لَكُمْ لاَ تَرْمُوْنَ قَالُوْا كَيْفَ نَرْمِىْ وَاَنْتَ مَعَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِرْمُوْا فَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اسلم قبیلہ کے کچھ لوگوں پر ہوا جو (دو فریق

---

[1] کتاب الامارة باب فضل الرمی

[2] کتاب الجهاد باب التحریض علی الرمی

بن کر) تیر اندازی (کی مشق) کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ''اے بنو اسماعیل! خوب تیر اندازی کرو تمہارے ماں باپ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) تیر انداز تھے اور فرمایا اس گروہ کے ساتھ (تیر اندازی کے لئے) شریک ہوتا ہوں۔'' یہ سن کر دوسرے گروہ نے تیر اندازی سے ہاتھ روک لئے آپ ﷺ نے فرمایا ''تیر کیوں نہیں چلاتے؟'' دوسرے گروہ نے عرض کیا ''اب ہم تیر کیسے چلائیں جب کہ آپ ﷺ اس گروہ کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اچھا! میں تم دونوں گروہوں کے ساتھ ہوں تیر چلاؤ۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 129 آپ ﷺ کو مجاہدانہ زندگی بسر کرنے پر فخر تھا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ جُعِلَ رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلٰی مَنْ خَالَفَ اَمْرِیْ .رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میری روزی میرے نیزے کے سائے میں ہے اور جو میرا حکم نہ مانے (یعنی اسلام قبول نہ کرے) اس پر (جزیہ کی) ذلت اور رسوائی مسلط کی گئی ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 130 رسول اکرم ﷺ اپنی سالانہ بچت کی تمام رقم سامان حرب کی خرید پر خرچ فرمایا کرتے تھے۔

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِی النَّضِیْرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ ﷺ مِمَّا لَمْ یُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَیْهِ بِخَیْلٍ وَّلاَ رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَاصَّةً وَكَانَ یُنْفِقُ عَلٰی اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهٖ ثُمَّ یَجْعَلُ مَا بَقِیَ فِی السَّلاَحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ .رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بنو نضیر (یہودیوں کا ایک مفتوح قبیلہ) کے اموال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس طرح بغیر لڑے دلوا دیئے کہ مسلمانوں کو ان کے لئے اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑانے پڑے آپ ﷺ ان اموال میں سے اپنی ازدواج کا سالانہ خرچ نکال لیتے اور باقی رقم ہتھیار، جانور اور

[1] كتاب الجهاد باب ما قبل فی الرماح

[2] كتاب الجهاد باب المجن

دیگر سامان حرب حاصل کرنے پر خرچ فرما دیتے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 131 گھوڑے دوڑانے میں رسول اللہ ﷺ کی دلچسپی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِیْ لَمْ تُضَمَّرْ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے ایسے گھوڑوں کی دوڑ کروائی جو گھوڑے دوڑ کے لئے تیار نہیں کئے گئے تھے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 132 جہاد کی نیت سے پالے گئے گھوڑے خیر و برکت کا باعث ہیں۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 51 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 133 جہاد کی نیت سے پالے گئے گھوڑے کا چارہ، پانی ،لید اور پیشاب قیامت کے روز نیکی کے پلڑے میں ڈالا جائے گا۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 50 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 134 اسلحہ کی تربیت حاصل کرنے کے بعد اس سے غفلت برتنے کی مذمت۔

عَنِ ابْنِ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَلِمَ الرَّمْیَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْ قَدْ عَصٰی .رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص تیر اندازی سیکھنے کے بعد تیر اندازی چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں یا فرمایا اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب الجهاد باب السبق بين الخيل

[2] كتاب الامارة باب فضل الرمی

اَهْدَافُ الْجِهَادِ

جہاد کے مقاصد

جہاد اسلامی کے مقاصد درج ذیل ہیں:

مَسئلہ 135 دنیا سے ظلم وستم، جارحیت، خوں ریزی، دہشت گردی اور بدامنی کا مکمل طور پر استیصال اور خاتمہ کرنا۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 18 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 136 مذہبی جبر ختم کرنا نیز اسلامی عقائد اور نظریات کی اشاعت اور ارتقاء میں رکاوٹ بننے والی باطل قوتوں کا قلع قمع کرنا۔

مَسئلہ 137 بحیثیت مسلمان اپنے قومی وجود اور قومی یک جہتی کا تحفظ کرنا۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 29 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 138 اسلامی ریاست کی سرحدوں کا تحفظ کرنا۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 107-106 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 139 ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰـهُ وَ یُؤْمِنُوْا بِیْ وَ بِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ هُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ اِلاَّ بِحَقِّهَا وَ حِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے)

---

[1] کتاب الایمان ، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ

حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی نہیں دیتے، مجھ پر اور میری لائی ہوئی تعلیمات پر ایمان نہیں لاتے، جب لوگ ایسا کریں تو ان کے خون اور ان کے اموال مجھ سے محفوظ ہو جائیں گے مگر حق کے بدلے (یعنی کوئی ایسا گناہ کرے جس کی سزا قتل ہو مثلاً قتل کرنا یا شادی شدہ مرد و عورت کا زنا کرنا یا مرتد ہونا یا غلبہ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بننا) اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 140 ساری دنیا سے فسق و فجور و برائی کو مٹانا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ((مَنْ رَأٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''تم میں سے جو شخص برائی ہوتی دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹائے اگر ہاتھ سے نہ مٹا سکے تو زبان سے مٹائے اور اگر زبان سے بھی مٹانے کی طاقت نہ رکھے تو دل سے ہی سہی (یعنی دل سے ہی اسے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 141 مسلمانوں کے دین کو نقصان پہنچانے والے اندرونی یا بیرونی گروہ کا قلع قمع کرنا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ : لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ ﷺ وَ کَفَرَ مَنْ کَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ ، فَقَالَ عُمَرُ : کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَمَنْ قَالَھَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَہٗ وَ نَفْسَہٗ اِلَّا بِحَقِّہٖ وَ حِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی ، فَقَالَ : وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلَاةِ وَ الزَّکَاةِ فَاِنَّ الزَّکَاةَ حَقُّ الْمَالِ ، وَاللّٰہِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ لَقَاتَلْتُھُمْ عَلٰی مَنْعِھَا ، قَالَ عُمَرُ ﷺ : فَوَ اللّٰہِ مَا ھُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ ﷺ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ . رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[2]

---

[1] کتاب الایمان ، باب کون النھی عن المنکر من الایمان

[2] کتاب الزکاۃ ، باب وجوب الزکاۃ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو عربوں میں سے کئی لوگ کافر ہو گئے (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا جس پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''تم ان لوگوں سے کیسے جنگ کرو گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں، جب یہ کہنے لگیں تو انہوں نے اپنے مال اور جان مجھ سے بچا لئے، سوائے حق کے اور ان کا حساب لینا اللہ کے ذمہ ہے۔'' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''اللہ کی قسم! جو آدمی نماز اور زکاۃ میں فرق کرے گا میں اس سے ضرور جنگ کروں گا کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے، اللہ قسم! اگر انہوں نے بکری کی ایک پٹھوری جو رسول اکرم ﷺ کو دیا کرتے تھے، مجھے دینے سے انکار کیا تو میں ان سے جنگ کروں گا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''واللہ! اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا اور میں سمجھ گیا کہ یہی حق ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 142 اسلام قبول کرنے والے کفار کو اسلامی قوانین کے تابع بنانا۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 35 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 143 اسلامی ریاست کے اندر دہشت گردی، خوں ریزی اور تشدد کے ذریعہ اسلامی ریاست کا تختہ الٹنے والے اندرونی یا بیرونی دشمن کا قلع قمع کرنا۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 32 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

☼☼☼

أَحْكَامُ الْجِهَادِ

جہاد کے احکام

مَسئلہ 144 جنگ سے پہلے کفار و مشرکین کو اسلام کی دعوت دینی چاہئے ۔اسلام قبول نہ کریں تو جزیہ کا مطالبہ کرنا چاہئے اگر جزیہ بھی نہ دیں تو پھر جنگ کرنی چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَتَبَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ رضی اللہ عنہ اِلٰى أَهْلِ فَارِسَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اِلٰى رُسْتَمِ وَ مِهْرَانَ فِیْ مَلَإِ فَارِسَ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعِ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّا نَدْعُوْكُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَبَيْتُمْ فَأَعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَ اَنْتُمْ صَاغِرُوْنَ فَاِنْ اَبَيْتُمْ فَاِنَّ مَعِیَ قَوْمًا يُحِبُّوْنَ الْقَتْلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا يُحِبُّ فَارِسُ الْخَمْرَ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعِ الْهُدٰى. رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ[1]

حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہل فارس (کے سرداروں) کی طرف (درج ذیل) خط لکھا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، خالد بن ولید کی طرف سے ستم اور مہران کے نام پر جو ایرانی عوام میں سے ہیں، جو شخص ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلام ہو، اما بعد! ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں اگر تم اسلام قبول کرنے سے انکار کرو تو پھر ماتحت بن کر جزیہ ادا کرو اور اگر جزیہ ادا کرنے سے بھی انکار کرو تو یاد رکھو میرے ساتھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں لڑنے سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح ایرانی لوگ شراب سے محبت کرتے ہیں اور جو بھی ہدایت کی پیروی کرے اس کو سلام ہے۔'' یہ روایت شرح السنہ میں ہے۔

مَسئلہ 145 امیر جیش کو جنگ کے تمام معاملات نیکی ،تقویٰ ، خدا خوفی ، خدا ترسی ،

[1] مشكوة المصابيح ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 3936

امانت اور دیانت کو پیش نظر رکھ کر سرانجام دینے کا حکم ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بَعَثَ اَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ اَوْصَاهُ فِيْ خَاصَةِ نَفْسِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَ مَنْ مَعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا وَقَالَ ((اُغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ وَ لَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَ لَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ❶ (صحيح)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ جب کسی آدمی کو امیر لشکر بنا کر بھیجتے تو اسے خصوصاً اپنی ذات کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی تاکید فرماتے نیز دوسرے مسلمانوں سے بھلائی اختیار کرنے کی ہدایت فرماتے اور پھر سارے لشکر کو مخاطب ہو کر فرماتے ”(لوگو!) بسم اللہ فی سبیل اللہ کہہ کر جنگ شروع کرنا، کافروں سے قتال کرنا، مال غنیمت چوری نہ کرنا، (دشمن سے) وعدہ خلافی نہ کرنا، (دشمن کے افراد کا) مثلہ نہ کرنا اور دشمن کے بچوں کو قتل نہ کرنا۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 146 دوران جہاد، امیر جیش کے حکم کے بغیر کوئی کارروائی کرنا منع ہے۔

مَسئلہ 147 امیر جیش اگر کوئی خلاف شرع حکم دے تو اسے ماننے اور اس پر عمل کرنے سے انکار کر دینا چاہئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ ((عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَ الطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ وَ كَرِهَ اِلَّا اَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ❷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”مسلمان پر امیر کا حکم سننا اور اس کی طاعت کرنا واجب ہے خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند مگر جب (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی) نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر نہ بات سنی چاہئے نہ ماننی چاہئے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 148 امیر جیش کو مسلم افواج کی تمام ممکنہ سہولتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

---

❶ صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1317

❷ کتاب الامارة ، باب وجوب اطاعت الامراء فی غیر معصیة

مَسئله 149 امراء جیوش کو باہمی مفاہمت، اتحاد اور نظم و ضبط کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا ﷺ وَ اَبَا مُوْسٰى ﷺ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ ((يَسِّرَا وَ لاَ تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَ لاَ تُنَفِّرَا وَ تَطَاوَعَا وَلاَ تَخْتَلِفَا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت سعید بن بردہ اپنے باپ سے اور بردہ نے (سعید کے) دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا ”لوگوں کو سہولت دینا، مشکل میں نہ ڈالنا، خوش رکھنا اور نفرت نہ دلانا، اتفاق رکھنا اور اختلاف پیدا نہ کرنا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 150 دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہیں کرنی چاہئے البتہ جب مقابلہ ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہنا چاہئے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لاَ تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور جب مقابلہ کرو تو صبر سے کام لو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 151 میدان جنگ سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَا هُنَّ؟ قَالَ ((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلاَّ بِالْحَقِّ وَ اَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَ اَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّىْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَ قَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلاَتِ الْمُؤْمِنَاتِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

❶ كتاب الجهاد ، باب ما يكره من التنازع والاختلاف فى الحرب

❷ كتاب الجهاد، باب لا تمنوا لقاء العدو

❸ كتاب الايمان ، باب الكبائر واكبرها

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔'' عرض کیا گیا ''یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سی ہیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(1) اللہ تعالیٰ سے شرک کرنا (2) جادو کرنا (3) ناحق جان کو قتل کرنا جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے مگر حق کے ساتھ (4) یتیم کا مال کھانا (5) سود کھانا (6) لڑائی کے دوران (میدان جنگ سے) بھاگنا (7) کسی پاکدامن، مومن بھولی بھالی عورت پر تہمت لگانا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 152 دوران جہاد دشمن کی سرزمین پر قرآن مجید ساتھ لے جانا منع ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَنْهٰی اَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ اِلٰی اَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ اَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ (1)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دشمن پر سرزمین میں قرآن مجید ساتھ لے جانے سے منع فرمایا کرتے تھے، اس ڈر سے کہ کہیں دشمن اسے چھین نہ لے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 153 دوران جہاد اسلام نے مسلمانوں کو بیشتر معاملات میں ''قانون قصاص'' کی بنیاد پر دشمن سے معاملات طے کرنے کی اجازت دی ہے۔ مثلاً عہد کی پاسداری یا مہلک ہتھیاروں کا استعمال یا جنگی قیدیوں اور جاسوسوں سے سلوک کا معاملہ وغیرہ۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 26 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

❋ ❋ ❋

(1) کتاب الامارة، باب النهی ان یسافر بالمصحف الی الارض الكفار

مَـــايَجُــوْزُ فِي الْجِـهَــادِ

جہاد میں جائز امور

مَسئلہ 154 دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے جاسوسی کرنا جائز ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ يَاتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) يَوْمَ الْأَحْزَابِ ، قَالَ الزُّبَيْرُ ﷺ : اَنَا ، ثُمَّ قَالَ ((مَنْ يَاتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ ؟)) قَالَ الزُّبَيْرُ ﷺ : اَنَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خندق کے روز دریافت فرمایا ''دشمن کی خبر کون لائے گا؟'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''میں لاؤں گا۔'' پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''دشمن کی خبر کون لائے گا؟'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''میں لاؤں گا۔'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''ہر نبی کے لئے ایک مددگار (حواری) ہوتا ہے اور میرا مددگار زبیر ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 155 دشمن کے مفتوحہ علاقہ سے کھانے پینے کی چیزیں ضرورت پڑنے پر بلا اجازت استعمال کرنا جائز ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا نُصِيْبُ فِيْ مَغَازِيْنَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَأْكُلُهُ وَلاَ نَرْفَعُهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، ہم غزوات کے دوران شہد اور انگور پاتے تو اسی وقت کھا لیتے اور (بطور مال غنیمت) ساتھ نہ اٹھاتے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 156 ضرورت کے تحت دشمن کے پھلدار درخت جلانے اور کاٹنے کی اجازت ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ. رَوَاهُ

[1] كتاب الجهاد، باب فضل الطليعة [2] كتاب الجهاد ، باب ما يصيب من الطعام في ارض الحرب

اَلْبُخَارِیُّ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے کھجور کے درخت (باغات) جلا دیئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 157 دوران جنگ دشمن کو غلط فہمی میں ڈالنا جائز ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَلْحَرْبُ خَدْعَۃٌ)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ❷

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لڑائی چال ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا اَرَادَ غَزْوَۃً وَرّٰی غَیْرَھَا وَ کَانَ یَقُوْلُ ((اَلْحَرْبُ خَدْعَۃٌ)) . رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ ❸

حضرت کعب بن مالک اپنے باپ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ کا ارادہ فرماتے تو لوگوں کو اصل بات سے مختلف بتاتے (یعنی مہم کس قسم کی ہے یا کون سی سمت جانا ہے وغیرہ) اور فرماتے ''لڑائی چال ہے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : خدعہ ایسی چال کو کہتے ہیں جس میں عہد شکنی نہ ہو مثلاً دشمن کو اپنے اصل عزائم سے بے خبر رکھنا، اپنی قلت عدد سے آگاہ نہ ہونے دینا، عارضی پیش قدمی یا عارضی پسپائی سے دشمن کو گھیر لینا یا متوقع راستہ کے برعکس کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا وغیرہ۔

مَسئلہ 158 جنگ میں کسی ضرورت سے خلاف واقعہ بات کرنے کی اجازت ہے۔

عَنْ اُمِّ کَلْثُوْمَ بِنْتِ عُقْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُرَخِّصُ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْکَذِبِ اِلاَّ فِیْ ثَلاَثٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لاَ اَعُدُّہٗ کَاذِبًا الرَّجُلُ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ یَقُوْلُ الْقَوْلَ وَلاَ یُرِیْدُ بِہٖ اِلاَّ الْاِصْلاَحَ وَالرَّجُلُ یَقُوْلُ فِی الْحَرْبِ وَالرَّجُلُ یُحَدِّثُ اِمْرَأَتَہٗ وَالْمَرْأَۃُ تُحَدِّثُ زَوْجَھَا. رَوَاہُ مُسْلِمٌ ❹

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جھوٹ کی اجازت دیتے ہوئے نہیں سنا سوائے تین مواقع کے ① جنگ میں ② لوگوں کے درمیان صلاح کرانے کے لئے ③ مرد

---

❶ کتاب الجهاد، باب حرق الدور والنخيل ❷ كتاب الجهاد باب الحرب خدعة

❸ صحيح سنن ابی داؤد ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2313

❹ مختصر صحيح مسلم ، للالبانی ، رقم الحديث 1810

کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے مرد سے۔(کسی فتنہ سے بچنے کے لئے) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 159 دوران جہاد کفار کے سامنے تکبر کا اظہار کرنا جائز ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ ((مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ فَاَمَّا الَّتِيْ يُحِبُّهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيْبَةِ وَاَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِيْ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِيْ غَيْرِ رِيْبَةٍ وَاِنَّ مِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللّٰهُ فَاَمَّا الْخُيَلَاءُ الَّتِيْ يُحِبُّ اللّٰهُ فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ نَفْسَهُ عِنْدَ الْقِتَالِ وَاخْتِيَالُهُ عِنْدَ الصَّدَقَةِ وَاَمَّا الَّتِيْ يُبْغِضُ اللّٰهُ فَاخْتِيَالُهُ فِي الْبَغْيِ قَالَ مُوْسَى وَالْفَخْرِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ [2] (حسن)

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”غیرت دو قسم کی ہے ایک اللہ کے ہاں پسندیدہ اور دوسری ناپسندیدہ ہے اللہ کے ہاں پسندیدہ غیرت وہ ہے جس کی بنیاد شک پر ہو (لیکن اس کے قرائن قوی ہوں مثلاً کسی غیر محرم کا گھر آ کر عورت کو ملنا) اور اللہ کے ہاں ناپسندیدہ غیرت وہ ہے جو شک کے بغیر ہو (یعنی اس کے قرائن موجود نہ ہوں مثلاً بغیر کسی ثبوت کے اپنی عورت پر شک کرنا) اسی طرح تکبر بھی دو طرح کا ہے۔ایک اللہ کو ناپسند ہے دوسرا اللہ کو پسند ہے جو تکبر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے وہ یہ ہے کہ آدمی جہاد کرتے وقت کافروں کے سامنے (قوت اور برتری دکھانے کے لئے) کرے اور صدقہ دیتے وقت تکبر (خوشی کے مفہوم میں) کرے اور جو تکبر ناپسندیدہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کسی پر ظلم کرنے میں تکبر محسوس کرے۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 160 رات کے وقت حملہ کے دوران مردوں کے ساتھ غیر ارادی طور پر مشرکین کے بچے اور عورتیں بھی قتل ہو جائیں تو درست ہے۔

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا نُصِيْبُ فِي الْبَيَاتِ مِنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ، قَالَ ((هُمْ مِنْهُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [3]

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ”یارسول اللہ ﷺ! رات کے حملہ میں مشرکوں کے ساتھ ان کے بچے بھی ہم سے قتل ہو جاتے ہیں (اس بارے میں کیا حکم ہے؟)“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”وہ انہی میں سے ہیں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

1. مختصر صحیح مسلم ، للالبانی ، رقم الحدیث 1810
2. صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2316
3. کتاب الجهاد ، باب جواز قتل النساء فی البیات عن غیر تعمد

أَلْمَمْنُوْعَاتُ فِي الْجِهَادِ

جہاد میں ممنوع امور

مَسئلہ 161 دوران جنگ قتال میں حصہ نہ لینے والے بچوں، عورتوں، ضعیف اور معذور لوگوں کو قتل کرنا منع ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُوْلَةً فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کسی جنگ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت قتل کی گئی دیکھی تو (دوران جنگ) عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمادیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 162 دوران جہاد اپنے قول یا فعل سے اسلام کا اقرار کرنے والے کو قتل کرنا منع ہے۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ قَالَ : بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً إِلَى الْحُرَقَاتِ فَنَذِرُوْا بِنَا فَهَرَبُوْا فَأَدْرَكْنَا رَجُلاً فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ : لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ فَضَرَبْنَاهُ حَتّٰى قَتَلْنَاهُ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((مَنْ لَكَ بِلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّمَا قَالَهَا مُخَافَةَ السِّلاَحِ ، قَالَ ((أَفَلاَ شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ ؟ قَالَهَا أَمْ لاَ مَنْ لَكَ بِلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى وَدِدْتُ أَنِّيْ لَمْ أُسْلِمْ إِلاَّ يَوْمَئِذٍ. رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ ❷ (صحيح)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حرقات قبیلے کی طرف ایک چھوٹے لشکر کی شکل میں بھیجا انہیں اطلاع ہوگئی اور وہ بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک آدمی ہمارے ہاتھ لگ گیا،

❶ كتاب الجهاد، باب قتل النساء في الحرب

❷ صحيح سنن ابى داؤد، للالباني ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 2302

جب ہم نے اسے مارا پیٹا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔ہم اسے مارتے رہے حتی کہ ہم نے اسے قتل کر ڈالا۔(واپس آ کر) میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے روز لا الہ الا اللہ کے مقابلہ میں تیری کون مدد کرے گا؟'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! اس نے ہتھیار کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔'' آپ نے ارشاد فرمایا ''کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ تجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے واقعی ہتھیار کے ڈر سے ہی کلمہ پڑھا؟ قیامت کے روز لا الہ الا اللہ کے مقابلہ میں کون تیری مدد کرے گا؟'' آپ ﷺ یہ الفاظ مسلسل دہراتے رہے حتی کہ میں نے خواہش کی کاش! میں (یہ گناہ کرنے کے بعد) آج کے روز اسلام لایا ہوتا۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 163 قتال میں حصہ نہ لینے والے ملازموں اور مزدوروں کو قتل کرنا منع ہے۔

عَنْ رِبَاحِ بْنِ رَبِيْعٍ ﷛ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ فَرَأَى النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ عَلٰى شَيْءٍ فَبَعَثَ رَجُلاً فَقَالَ ((انْظُرْ عَلٰى مَا اجْتَمَعَ هٰؤُلاَءِ)) فَجَاءَ فَقَالَ عَلٰى مُرْأَةٍ قَتِيْلٍ فَقَالَ ((مَا كَانَتْ هٰذِهٖ لِتُقَاتِلَ)) قَالَ وَ عَلَى الْمُقَدَّمَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَبَعَثَ رَجُلاً فَقَالَ ((قُلْ لِخَالِدٍ لاَ يَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَ لاَ عَسِيْفًا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ❶ (صحيح)

حضرت رباح بن ربیع ﷛ کہتے ہیں کہ ایک جنگ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔آپ ﷺ نے ایک جگہ لوگوں کا مجمع دیکھا تو ایک آدمی کو بھیجا کہ دیکھے لوگ کس چیز پر جمع ہیں۔آدمی نے واپس آ کر بتایا کہ لوگ ایک مقتول عورت (کی لاش) پر جمع ہیں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہ عورت تو قتال نہیں کر رہی تھی۔'' (پھر کیوں قتل کی گئی) لوگوں نے کہا ''فوج کے اگلے حصہ میں خالد بن ولید (کمان کر رہے) ہیں۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا ''خالد ﷛ سے کہو کسی عورت کو قتل نہ کرو اور کسی مزدور کو قتل نہ کرو۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 164 دشمن کے مقتولین کے ناک، کان، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کاٹنا منع ہے۔

عَنِ الْهَيَّاجِ بْنِ عِمْرَانَ ﷛ اَنَّ عِمْرَانَ ﷛ اَبَقَ لَهٗ غُلاَمٌ فَجَعَلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيْهِ لَيَقْطَعَنَّ يَدَهٗ فَأَرْسَلَنِيْ لِأَسْأَلَ لَهٗ فَأَتَيْتُ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ ﷛ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ

❶ صحيح سنن ابی داؤد ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 2324

يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَ يَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ فَأَتَيْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَ يَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ . رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ❶ (صحيح)

حضرت ہیاج بن عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کا غلام بھاگ گیا تو انہوں نے اللہ کے نام کی یہ نذر مانی کہ اگر میں نے غلام کو پکڑ لیا تو اس کے ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ پھر حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے پاس مسئلہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور مثلہ (مردہ کے اعضاء کاٹنے) سے منع فرمایا کرتے تھے۔ پھر میں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس (یہی مسئلہ دریافت کرنے کے لئے) حاضر ہوا۔ میں نے ان سے پوچھا، تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دلایا کرتے اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 165 دشمن کو اذیت دے کر مارنا منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ . رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ❷ (صحيح)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو باندھ کر نشانہ بازی کر کے قتل کرنے سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 166 زیر دست دشمن کو آگ میں جلانا منع ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ❸

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ کے عذاب (یعنی آگ میں جلانا) سے کسی کو عذاب نہ دو۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 167 دشمن کو امان دینے کے بعد قتل کرنا منع ہے۔

---

❶ كتاب الجهاد ، باب فى النهى عن المثلة
❷ كتاب الجهاد، باب فى قتل الاسير بالنبل
❸ كتاب الجهاد، باب لا يعذب بعذاب الله

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 200 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 168 دشمن کے سفیر کو قتل کرنا منع ہے۔

عَنْ نَعِيْمِ بْنِ مَسْعُوْدِ الْأَ شْجَعِيِّ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَهُمَا حِيْنَ قَرَأَ كِتَابَ مُسَيْلَمَةَ ((مَا تَقُوْلَانِ اَنْتُمَا ؟)) قَالَا : نَقُوْلُ كَمَا قَالَ ، قَالَ ((اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ لَا اَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لِضَرَبْتُ اَعْنَاقَكُمَا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ [1] (صحیح)

حضرت نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیلمہ کا خط پڑھنے کے بعد مسیلمہ کے دونوں قاصدوں سے کہتے ہوئے سنا ''تم دونوں مسیلمہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' دونوں نے جواب دیا ''ہم وہی کچھ کہتے ہیں جس کا مسیلمہ دعویٰ کرتا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر قاصدوں کا قتل کرنا منع نہ ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کردیتا۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 169 ذمی کو ناحق قتل کرنا منع ہے۔

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِيْ غَيْرِ كُنْهِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ [2] (صحیح)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے کسی ذمی کو ناحق قتل کردیا اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کردے گا۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 170 قیدی عورتوں کو ان کے نابالغ بچوں سے جدا کرنا منع ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 196 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئلہ 171 دوران جہاد بلاضرورت تباہ کاری پھیلانا مثلاً پھلدار درخت کاٹنا یا جلانا، عمارتیں گرانا، سڑکیں اور پل تباہ کرنا، فصلیں برباد کرنا، جانوروں کو قتل کرنا وغیرہ منع ہے۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ﷺ اَنَّ اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقِ ﷺ بَعَثَ جُيُوْشًا اِلَى الشَّامِ فَخَرَجَ

---

1. صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 2399
2. صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 2398

یَمْشِیْ مَعَ یَزِیْدِ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ ﷺ وَ کَانَ اَمِیْرَ رُبْعٍ مِنْ تِلْکَ الْاَرْبَاعِ فَزَعَمُوْا اَنَّ یَزِیْدَ قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ ﷺ اِمَّا اَنْ تَرْکَبَ وَ اِمَّا اَنْ اَنْزِلَ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ ﷺ مَا اَنْتَ بِنَازِلٍ وَ مَا اَنَا بِرَاکِبٍ اِنِّیْ اَحْتَسِبُ خُطَایَ هٰذِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اِنَّکَ سَتَجِدُ قَوْمًا زَعَمُوْا اَنَّهُمْ حَبَّسُوْا اَنْفُسَهُمْ لِلّٰهِ فَذَرْهُمْ وَ مَا زَعَمُوْا اَنَّهُمْ حَبَّسُوْا اَنْفُسَهُمْ لَهٗ وَ سَتَجِدُ قَوْمًا فَحَصُوْا عَنْ اَوْسَاطِ رُءُوْسِهِمْ مِنَ الشَّعْرِ فَاضْرِبْ مَا فَحَصُوْا عَنْهُ بِالسَّیْفِ وَ اِنِّیْ مُوْصِیْکَ بِعَشْرٍ لَا تَقْتُلَنَّ اِمْرَاَۃً وَ لَا صَبِیًّا وَ لَا کَبِیْرًا هَرِمًا وَ لَا تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا وَ لَا تُخَرِّبَنَّ عَامِرًا وَ لَا تَعْقِرَنَّ شَاۃً وَ لَا بَعِیْرًا اِلَّا لِمَاْکَلَةٍ وَ لَا تُفَرِّقَنَّ نَحْلًا وَ لَا تُفَرِّقَنَّهٗ وَ لَا تَغْلُلْ وَ لَا تَجْبُنْ. رَوَاهُ مَالِکٌ فِی الْمُؤَطَّا❶

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر بھیجا تو حضرت یزید بن سفیان (کی روانگی کے وقت ان) کے ساتھ پیدل چلنے لگے۔ حضرت یزید رضی اللہ عنہ لشکر کے ایک چوتھائی حصہ کے کمانڈر تھے۔ حضرت یزید بن سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ''آپ بھی سوار ہوجائیں یا پھر میں بھی نیچے اتر آتا ہوں۔'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''نہ تم اترو نہ میں سوار ہوتا ہوں کیونکہ میں اللہ کی راہ میں یہ قدم اٹھانا ثواب کا کام سمجھتا ہوں۔'' پھر حضرت یزید رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''تم (شام میں) کچھ ایسے لوگ پاؤ گے جنہوں نے اللہ کے لئے اپنے آپ کو (دنیا سے) الگ کر رکھا ہے (یعنی تارک الدنیا) ایسے لوگوں کو تہ تیغ نہ کرنا اس کے علاوہ میں تمہیں دس باتوں کی تاکید کرتا ہوں ① عورت کو قتل نہ کرنا ② بچوں کو قتل نہ کرنا ③ زیادہ بوڑھے کو قتل نہ کرنا ④ پھل دار درخت نہ کاٹنا ⑤ بستی نہ اجاڑنا ⑥ بکری اور اونٹ کا نہ مارنا، الا یہ کہ کھانے کے لئے ذبح کرنے پڑیں ⑦ شہد کی مکھیوں کو نہ اڑانا ⑧ نہ ڈبونا ⑨ (کسی معاملے میں) خیانت نہ کرنا اور ⑩ (دوران جنگ) بزدلی نہ دکھانا۔'' اسے مالک نے موطا میں روایت کیا ہے۔

عَنْ عَاصِمِ ابْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ ﷺ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَاَصَابَ النَّاسَ حَاجَةٌ شَدِیْدَةٌ وَ جَهْدٌ وَاَصَابُوْا غَنَمًا فَانْتَهَبُوْهَا فَاِنَّ قُدُوْرَنَا لَتَغْلِیْ اِذْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَمْشِیْ عَلٰی قَوْسِهٖ فَاَکْفَاَ قُدُوْرَنَا بِقَوْسِهٖ ثُمَّ جَعَلَ یُرَمِّلُ اللَّحْمَ

❶ کتاب الجهاد ، باب النهی عن قتل ال والولدان فی الغز

بِالتُّرَابِ ثُمَّ قَالَ ((اِنَّ النُّهْبَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ اَوْ اِنَّ الْمَيْتَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ النُّهْبَةِ)) الشَّكُّ مِنْ هَنَّادٍ رضی اللہ عنہ. رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ[1] (صحیح)

حضرت عاصم بن کلیب اپنے باپ سے اور وہ ایک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے۔ دوران سفر لوگوں کو (کھانے پینے کی چیزوں کے لئے) سخت مشکل پیش آئی۔ لوگوں کو کچھ بکریاں ملیں تو انہوں نے لوٹ لیں (اور ذبح کرکے آگ پر رکھ دیں) گوشت ابھی دیگچیوں میں پک رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمان ٹیکے ہوئے ادھر تشریف لائے اور اپنی کمان سے ہماری ہانڈیوں کو الٹ دیا اور گوشت کو مٹی میں ملا دیا اور ارشاد فرمایا ''لوٹ مار کا مال مردار سے زیادہ اچھا نہیں یا فرمایا کہ مردار، لوٹ مار کے مال سے کم نہیں۔'' حدیث کے راوی ہناد رضی اللہ عنہ کو شک ہے (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا فقرہ ارشاد فرمایا یا دوسرا) اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 172 دشمن سے عہد شکنی کرنا منع ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُنْصَبُ بِغَدْرَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''ہر عہد شکن کے لئے قیامت کے روز اس کی عہد شکنی کے جرم کے مطابق ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔'' (جسے دیکھ کر لوگ عہد شکن کو پہچان لیں گے) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

)()()(

[1] صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2354
[2] کتاب الجهاد، باب اثم الغادر للبر والفاجر

آدَابُ الْقِتَالِ

جنگ کے آداب

مَسئلہ 173 دشمن پر حملہ کرنے کے لئے دن کا پہلا حصہ یا زوال آفتاب کے بعد کا وقت مستحب ہے۔

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنَ مُقَرِّنٍ ﷺ قَالَ : شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ وَ تَهُبَّ الرِّيَاحُ وَ يَنْزِلَ النَّصْرُ . رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ[1] (صحیح)

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ اگر دن کے پہلے حصہ میں حملہ نہ کر سکتے تو پھر زوال آفتاب تک حملہ موخر کر دیتے (اس وقت) ہوائیں چلنے لگتیں اور نصرت نازل ہوتی۔اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 174 جنگ شروع کرنے سے پہلے صفیں درست کرنا اور مورچہ بندی کرنا ضروری ہے۔

مَسئلہ 175 دوران جہاد کم سے کم اسلحہ سے دشمن کا زیادہ سے زیادہ نقصان کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اصْطَفَفْنَا يَوْمَ بَدْرٍ إِذَا أَكْثَبُوْكُمْ يَعْنِيْ ((إِذَا غَشُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ بِالنَّبْلِ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ[2] (صحیح)

حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بدر کے دن جب ہم صفیں بنا چکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب مشرک تمہارے قریب پہنچیں یعنی تمہارے نشانے کی زد میں آ جائیں تو انہیں تیر مارو اور اپنے تیر محفوظ رکھو۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

[1] صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2313
[2] صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2320

مَسئلہ 176 جنگ کے وقت خاموش اور پرسکون رہنا چاہئے۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ ﷜ قَالَ : كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَكْرَهُوْنَ الصَّوْتَ عِنْدَ الْقِتَالِ . رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ❶ (صحيح)

حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگ کے وقت آواز بلند کرنا ناپسند فرماتے تھے۔اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 177 دوران جنگ دعا کرنا مستحب ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷜ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثِنْتَانِ لاَ تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ اَلدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَ عِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ❷

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''دو موقعوں کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں یا آپ ﷺ نے فرمایا کم ہی رد کی جاتی ہیں ① اذان کے وقت کی دعا ② جنگ کیوقت، جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو جائیں۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 178 کسی مہم پر روانگی کے لئے چار افراد، دستہ کے لئے چار سو افراد، لشکر کے لئے چار ہزار افراد کی تعداد کو آپ ﷺ نے بہتر قرار دیا ہے۔

مَسئلہ 179 بارہ ہزار کی تعداد پر مشتمل فوج قلت تعداد کے سبب کبھی شکست نہیں کھا سکتی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَيْرُ الصَّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ وَ خَيْرُ السَّرَايَا اَرْبَعُ مِائَةٍ وَ خَيْرُ الْجُيُوْشِ اَرْبَعَةُ آلاَفٍ وَلاَ يُغْلَبُ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ❸ (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بہترین ساتھی چار، بہترین دستہ چار سو افراد اور بہترین لشکر چار ہزار افراد کا ہے اور بارہ ہزار افراد پر مشتمل فوج کبھی قلت کے سبب شکست نہیں کھا سکتی۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

❶ صحيح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2314
❷ صحيح سنن ابی داؤد ، للالبانی ،الجزء الثانی ، رقم الحديث 2215
❸ صحيح سنن الترمذی ، للالبانی، الجزء الثانی ، رقم الحديث 1259

مَسئلہ 180 فوج کو باہمی پہچان کے لئے اپنا شعار Code Word مقرر کرنا چاہئے۔

عَنْ اَیَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ اَبِیْ بَكْرٍ ﷜ زَمَنَ النَّبِیِّ ﷺ فَكَانَ شِعَارُنَا أَمِتْ أَمِتْ . رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ❶ (صحیح)

حضرت ایاس بن سلمہ اپنے باپ (حضرت اکوع ﷜) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں حضرت ابوبکر صدیق ﷜ کی قیادت میں جنگ کی (اس جنگ میں) ہمارا شعار (Code word) "اَمِتْ اَمِتْ" (یعنی دشمن کو خوب مارو) تھا۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ اَبِیْ صُفْرَةَ ﷜ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ ((اِنْ بَیَّتَكُمُ الْعَدُوُّ فَقُوْلُوْا حٰمٓ لاَ یُنْصَرُوْنَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ❷ (صحیح)

حضرت مہلب بن ابوصفرہ ﷜ اس آدمی سے روایت کرتے ہیں جس نے نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث سنی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اگر رات کے وقت تمہارا دشمن سے ٹکراؤ ہو جائے تو کہو حٰمٓ لاَ یُنْصَرُوْنَ (یعنی حٰمٓ دشمن کامیاب نہیں ہوں گے)" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 181 حسب ضرورت فوجی دستے اپنے الگ الگ جھنڈے رکھ سکتے ہیں۔

مَسئلہ 182 مجاہدین کی نقل وحرکت کے لئے اچھا وقت رات کا پہلا پہر ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ رَایَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَوْدَاءَ وَ لِوَاؤُهُ اَبْیَضَ . رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ❸

حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ (کے دستہ) کے جھنڈے کا رنگ سیاہ تھا اور آپ ﷺ کے (بحیثیت سپہ سالار) جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

---

❶ صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2261

❷ صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ،الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1357

❷ صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1347

اَلْغَنِيْمَةُ وَالْفَيْءُ

غنیمت اور فے کے مسائل

مَسئلہ 183 جو مال مسلمان افواج نے کفار سے لڑ کر میدان جنگ میں حاصل کیا ہو، وہ مسلمانوں کی ملکیت بن جاتا ہے، اسے مال غنیمت کہتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میرے لئے اموال غنیمت حلال کئے گئے ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے دشمنوں کے وہ اموال اور املاک جو میدان جنگ سے باہر ہوں وہ مال غنیمت نہیں بنائے جاسکتے۔(الجہاد فی الاسلام، صفحہ 267-268)

مَسئلہ 184 مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ بیت المال کا اور باقی چار حصے جنگ میں شریک غازیوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَيُّمَا قَرْيَةٍ أَتَيْتُمُوْهَا وَ أَقَمْتُمْ فِيْهَا فَسَهْمُكُمْ فِيْهَا وَ أَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَإِنَّ خُمُسَهَا لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس علاقہ میں تم آئے اور وہاں ٹھہرے رہے (اور علاقہ بغیر لڑائی کے فتح ہو گیا) وہاں سے حاصل کئے گئے مال میں تمہارا حصہ (تمہارے اخراجات یا انعامات کے لئے) غیر معین ہے، لیکن جس بستی کے لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (یعنی

---

[1] کتاب فرض الخمس، باب قول النبی ((احلت لکم الغنائم))

[2] کتاب الجهاد ، باب حکم الفیء

لڑائی کی وہاں سے حاصل ہونے والے مال میں سے) پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے اور باقی چار حصے تمہارے ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حصہ سے مراد بیت المال کا حصہ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ (اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد خلیفۃ المسلمین) اپنی صوابدید کے مطابق اپنی اور دوسرے حاجت مند مسلمانوں کی ضروریات پر خرچ کرسکتا ہے۔

مسئلہ 185 مال غنیمت ملنے پر غازیوں کو جہاد کا ایک تہائی ثواب ملتا ہے جبکہ مال غنیمت نہ ملنے کی صورت میں جہاد کا مکمل ثواب ملتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُصِيْبُوْنَ غَنِيْمَةً اِلَّا تَعَجَّلُوْا ثُلُثَیْ اَجْرِهِمْ مِنَ الْآخِرَةِ وَ يَبْقٰی لَهُمُ الثُّلُثُ فَاِنْ لَمْ يُصِيْبُوْا غَنِيْمَةً تَمَّ لَهُمْ اَجْرُهُمْ)) رَوَاهُ النِّسَائِیُّ [1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ میں مال غنیمت حاصل کرتے ہیں وہ آخرت کے ثواب کی دو تہائیاں دنیا میں حاصل کر لیتے ہیں اور ایک تہائی آخرت میں پائیں گے لیکن اگر مال غنیمت حاصل نہ کر پائیں تو سارا اجر آخرت میں پائیں گے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 186 جو شخص دشمن کے کسی فرد کو قتل کرے اس کا سامان قتل کرنے والے کو ملنا چاہئے۔

عَنِ ابْنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَتَلَ فَلَهُ السَّلَبُ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2] (صحيح)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص کسی کو قتل کرے تو اس (مقتول) کا سامان قاتل کا ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 187 مال غنیمت حاصل کرنے کی نیت سے جہاد کرنے والے کو جہاد کا ثواب نہیں ملتا۔

---

[1] صحيح سنن النسائی، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2928

[2] صحيح سنن ابن ماجه، للالبانی ،الجزء الثانی ، رقم الحديث 2290

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 1 کے تحت ملاحظہ فرمائیں

مَسئله 188 جنگ میں شریک ہونے والی خواتین کا مال غنیمت میں حصہ مقرر نہیں کیا گیا۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 230 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئله 189 کھانے پینے کی وہ اشیاء جو مجاہدین بوقت ضرورت استعمال کرلیں ، مال غنیمت سے مستثنیٰ ہیں۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 155 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسئله 190 دوران جہاد کافر کسی مسلمان کا مال لے جائیں اور غلبہ حاصل ہونے کے بعد وہ مال غنیمت میں حاصل ہو تو اسے اس کے مسلمان مالک کو واپس کردینا چاہئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ غُلاَمًا لِابْنِ عُمَرَ ﷺ اَبَقَ اِلَی الْعَدُوِّ فَظَهَرَ عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَدَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَی ابْنِ عُمَرَ ﷺ وَ لَمْ یَقْسِمْ . رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ[1] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا ایک غلام (دوران جہاد) دشمنوں کے پاس بھاگ کر چلا گیا ، مسلمان دشمن پر غالب آئے (اور وہ غلام غنیمت میں مسلمانوں کو مل گیا) رسول اللہ ﷺ نے وہ غلام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو واپس کردیا اور اسے مال غنیمت میں تقسیم (شمار) نہیں کیا۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 191 مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے مال غنیمت میں سے معمولی سی چیز کی چوری بھی جہنم میں جانے کا باعث بن سکتی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ کَانَ عَلٰی ثَقَلِ النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ یُقَالُ لَهٗ کِرْکِرَةُ فَمَاتَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هُوَ فِی النَّارِ)) فَذَهَبُوْا یَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِ فَوَجَدُوْا عِبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

---

[1] صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2347

[2] کتاب الجهاد ، باب الغلول

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی کو مال غنیمت پر محافظ مقرر کیا گیا تھا جس کا نام کرکرہ تھا، وہ جب فوت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ آگ میں ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (اس کا سامان) جا کر دیکھا تو اس میں مال غنیمت سے چرائی ہوئی ایک کملی پائی گئی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 192 تقسیم سے پہلے مال غنیمت کی کسی چیز کو بیچنا یا خریدنا منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتّٰی تُقْسَمَ . رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ[1] **(صحیح)**

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے اسے خریدنے سے منع فرمایا ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 193 جنگ کے بغیر حاصل ہونے والی دشمن کی املاک مال فے کہلاتی ہیں۔

مَسئله 194 مال فے بیت المال کا حق ہے جو اسلام اور مستحق مسلمانوں کی بہبود پر خرچ ہونا چاہئے۔

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِی النَّضِیْرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِمَّالَمْ یُوْجِفْ عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ بِخَیْلٍ وَلَا رِكَابٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (مفتوح قبیلہ) بنونضیر کے مال ان مالوں میں سے تھے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے جن پر مسلمانوں نے گھوڑوں اور اونٹوں سے چڑھائی نہیں کی۔ (یعنی انہیں حاصل کرنے کے لئے جنگ نہیں کی) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مال فے کے حقدار قرآن مجید کی رو سے اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار، یتیم، مسکین اور مسافر ہیں۔ ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر 37

---

1. صحیح سنن الترمذی، للالبانی، الجزء الثانی، رقم الحدیث 1268
2. کتاب الجهاد، باب حکم الفیء

حُـكْـمُ الْاُسَـــارٰى

قیدیوں کے مسائل

مَسئلہ 195 جنگی قیدیوں سے حسن سلوک کرنا چاہئے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ اُتِىَ بِأُسَارٰى وَ اُتِىَ بِالْعَبَّاسِ ﷺ وَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فَنَظَرَ النَّبِىُّ ﷺ لَهُ قَمِيْصًا فَوَجَدُوْا قَمِيْصَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَىٍّ يَقْدُرُ عَلَيْهِ فَكَسَاهُ النَّبِىُّ ﷺ اِيَّاهُ فَلِذٰلِكَ نَزَعَ النَّبِىُّ ﷺ قَمِيْصَهُ الَّذِىْ اَلْبَسَهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ ❶

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بدر کے روز قیدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کئے گئے ان میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ کے چچا) بھی لائے گئے۔ان کے بدن پر کپڑا نہیں تھا۔آپ ﷺ نے ان کے لئے قمیص تلاش کی عبداللہ بن ابی کی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پوری آئی۔نبی اکرم ﷺ نے وہی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پہنا دی۔اسی لئے آپ ﷺ نے (عبداللہ بن ابی کے مرنے کے بعد) اپنی قمیص اتار کر (عبداللہ بن ابی کے بیٹے کو) دے دی تاکہ عبداللہ بن ابی کو (بطور کفن) پہنا دے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ فِىْ اُسَارٰى بَدْرٍ ((لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِىٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِىْ فِىْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ ❷

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا ”اگر مطعم بن عدی آج زندہ ہوتا اور مجھ سے ان گندے قیدیوں کو رہا کرنے کی درخواست کرتا تو میں انہیں اس کی خاطر رہا کر دیتا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

❶ كتاب الجهاد، باب الكسوة للاسارى
❷ كتاب فرض الخمس، باب مامن النبى ﷺ على الاسارى من غير ان يخمس

وضاحت : مطعم بن عدی مشرک تھا، لیکن رسول اکرم ﷺ جب طائف سے افسردہ اور زخمی ہو کر واپس تشریف لائے تو مکہ میں داخل ہونے کے لئے مطعم بن عدی نے آپ ﷺ کو پناہ دی تھی۔ اس احسان کا بدلہ اتارنے کے لئے آپ ﷺ نے یہ الفاظ ادا فرمائے تھے۔

مَسئلہ 196 قید میں آنے والی ماں اور اس کے بچے نابالغ بچہ کو جدا کرنا منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ ﷛ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ وَالِدَةٍ وَ وَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَیْنَهُ وَ بَیْنَ اَحِبَّتِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ❶ (حسن)

حضرت ابوایوب ﷛ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''جس شخص نے (قیدی) ماں اور اس کے بیٹے میں جدائی ڈالی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے عزیزوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : بالغ قیدیوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنا جائز ہے۔

مَسئلہ 197 حاملہ قیدی (لونڈی) سے جماع کرنا منع ہے۔

عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی اَنْ تُوْطَأَ السَّبَایَا حَتّٰی یَضَعْنَ مَا فِیْ بُطُوْنِهِنَّ . رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ❷ (صحیح)

حضرت عرباض بن ساریہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیدی عورتوں سے اس وقت تک جماع کرنے سے منع فرمایا جب تک وہ اپنے پیٹ میں موجود بچے کو جنم نہ دے لیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 198 جنگی قیدیوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنا منع ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : کَانَتِ الْمَرْأَةُ تَکُوْنُ مِقْلَاتًا فَتَجْعَلُ عَلٰی نَفْسِهَا اِنْ عَاشَ لَهَا وَلَدٌ اَنْ تُهَوِّدَهُ فَلَمَّا اُجْلِیَتْ بَنُو النَّضِیْرِ کَانَ فِیْهِمْ مِنْ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ ، فَقَالُوْا : لَا نَدَعُ اَبْنَاءَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ﴾ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ❸ (صحیح)

❶ صحیح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1271

❷ صحیح سنن الترمذی، للالبانی ،الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1269

❸ صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی ،الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2333

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (زمانہ جاہلیت میں) جب کسی عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا تو وہ نذر مانتی کہ اگر اس کا بچہ زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بنائے گی (چنانچہ بہت سی خواتین نے اپنے بچے یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر میں بھیج رکھے تھے، یہودیوں کی سازشوں کے نتیجہ میں) جب بنونضیر کو جلا وطن کرنے کا حکم دیا گیا تو ان کے پاس انصار مدینہ کے بعض بچے بھی تھے۔ انصار نے کہا ہم اپنے بچے یہودیوں کے پاس نہیں چھوڑیں گے (اور انہیں واپس لا کر مسلمان بنائیں گے) تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ''دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے اور نیکی گمراہی سے الگ کردی گئی ہے۔'' (سورہ بقرہ، آیت نمبر 256) اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 199 جنگی قیدی اگر مسلمان ہو جائیں تو انہیں واپس کفار کے پاس بھیجنا منع ہے۔

عَنْ عَلِيّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ ﷛ قَالَ : خَرَجَ عِبْدَانٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِيْ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ الصُّلْحِ فَكَتَبَ اِلَيْهِ مَوَالِيْهِمْ فَقَالُوْا : يَا مُحَمَّدُ ! وَاللّٰهِ مَا خَرَجُوْا اِلَيْكَ رَغْبَةً فِيْ دِيْنِكَ وَ اِنَّمَا خَرَجُوْا هَرَبًا مِنَ الرِّقِّ ، فَقَالَ : نَاسٌ صَدَقُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! رُدَّهُمْ اِلَيْهِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ قَالَ ((مَا اَرَكُمْ تَنْتَهُوْنَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلٰى هٰذَا)) اَوْ اَبٰى اَنْ يَرُدَّهُمْ وَقَالَ ((هُمْ عُتَقَاءُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ [1] (صحيح)

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن صلح سے پہلے کچھ غلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ان غلاموں کے (کافر) مالکوں نے آپ ﷺ کو لکھا ''اے محمد! اللہ کی قسم یہ لوگ آپ کے دین کی رغبت کے لئے نہیں آئے بلکہ محض غلامی سے آزادی حاصل کرنے کے لئے بھاگے ہیں۔'' بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ صحیح کہتے ہیں ان غلاموں کو ان کے مالکوں کے پاس واپس لوٹا دیجئے۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ غصے ہوئے اور فرمایا ''اے قریش کے لوگو! لگتا ہے تم اس وقت تک (ایسی غیر حکیمانہ باتوں سے) باز نہیں آؤ گے جب تک اللہ تعالیٰ تم پر ایسا آدمی مسلط نہ کردے جو ان باتوں پر تمہاری گردنیں مار دے۔'' اور آپ ﷺ نے ان غلاموں کو واپس بھیجنے سے انکار کردیا اور فرمایا ''یہ لوگ اللہ عزوجل کے آزاد کردہ ہیں۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

[1] صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2249

مَسئلہ 200 کسی قیدی کوامان دینے کے بعد قتل کرنا منع ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِيِّ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اٰمِنَ رَجُلاً عَلٰى دَمِهٖ فَقَتَلَهٗ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ لِوَاءَ غَدْرٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ❶ (صحيح)

حضرت عمرو بن حمق خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس شخص نے کسی کوامان دینے کے بعد قتل کیاوہ قیامت کے دن غداری کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہوگا۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 201 قیدیوں کا تبادلہ کرنا جائز ہے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَدَى رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ❷ (صحيح)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مشرک قیدی کے بدلے دو مسلمان قیدی آزاد کروائے۔اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

❶ صحيح سنن ابن ماجة ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2177

❷ صحيح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 1273

اَلْاَدْعِيَةُ فِى الْجِهَادِ
جہاد کے متعلق دعائیں

مَسئله 202 مجاہدین کو فوجی مہم پر بھیجتے وقت درج ذیل دعا مانگنی چاہئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَطْمِيِّ ﷺ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ قَالَ ((اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَ اَمَانَتَكُمْ وَ خَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ [1] (صحيح)

حضرت عبداللہ خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کسی لشکر کو روانہ فرمانا چاہتے تو فرماتے ''میں تمہارا دین، تمہاری امانتیں اور تمہارے آخری اعمال اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئله 203 دشمن پر حملہ کرتے وقت درج ذیل دعا مانگنی چاہئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى ﷺ يَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاَحْزَابِ فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَ زَلْزِلْهُمْ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کفار کے لشکروں کے خلاف یوں دعا فرمائی ''اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے، جلد حساب لینے والے، لشکروں کو شکست دینے والے، دشمن کو شکست دے اور ان کے پاؤں ڈگمگا دے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا غَزَا قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِىْ وَ نَصِيْرِىْ بِكَ اَحُوْلُ وَ بِكَ اَصُوْلُ وَ بِكَ اُقَاتِلُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ [3] (صحيح)

---

[1] كتاب الجهاد ، باب فى الدعاء عند الوداع
[2] كتاب الجهاد ، باب القتال فى سبيل الله
[3] كتاب الجهاد ، باب ما يدعى عند اللقاء

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب جنگ کرتے تو فرماتے ”اے اللہ! تو ہی میرا بازو ہے تو ہی میرا مددگار ہے تیری توفیق سے ہی میں چلتا پھرتا ہوں، تیری ہی مدد سے ہی حملہ کرتا ہوں اور تیرے سہارے پر ہی لڑتا ہوں۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 204 دشمن پر حملہ کرتے وقت نعرہ تکبیر بلند کرنا مستحب ہے۔

عَنْ اَنَسٍ ﷜ قَالَ : صَبَّحَ النَّبِیُّ ﷺ خَیْبَرَ وَ قَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِیْ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا : هٰذَا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِیْسُ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِیْسُ ، فَلَجَأُوْا اِلَی الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِیُّ ﷺ یَدَیْهِ وَقَالَ ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، خَرِبَتْ خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ صبح کے وقت خیبر (حملہ کرنے کے لئے) پہنچے، اس وقت یہودی اپنی گردنوں پر کدالیں اٹھائے ہوئے (خیبر سے) نکل رہے تھے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر کہنے لگے ”محمد ﷺ اور ان کا لشکر آ گئے، محمد ﷺ اور ان کا لشکر آ گئے۔“ چنانچہ بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا ”اللہ اکبر، خیبر تباہ ہوا ہم جب کسی قوم کی بستی پر دھاوا بولتے ہیں تو (جنگ کے لئے) خبردار کی گئی اس قوم کی صبح بڑی منحوس ہوتی ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 205 دوران جنگ مجاہدین دشمن کے گھیرے میں آ جائیں تو درج ذیل دعا مانگنی چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷜ قَالَ : قُلْنَا یَوْمَ الْخَنْدَقِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! هَلْ مِنْ شَیْءٍ نَقُوْلُهُ فَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ ، قَالَ نَعَمْ ! ((اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا)) قَالَ فَضَرَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وُجُوْهَ اَعْدَائِهٖ بِالرِّیْحِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِالرِّیْحِ .رَوَاهُ اَحْمَدُ ❷ (صحیح)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خندق کے دن ہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی چیز ایسی ہے جسے ہم (ان حالات میں) پڑھیں کیونکہ (خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے لوگوں کے) کلیجے حلق

❶ کتاب الجهاد والسیر ، باب التکبیر عن الحرب

❷ مشکوة المصابیح ، للالبانی ،الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2455

کو آگئے ہیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں (کہو) یا اللہ! ہمارے عیوب ڈھانپ لے اور ہمیں گھبراہٹ سے امن دے۔'' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''(اس کے بعد) اللہ تعالیٰ نے (تیز) ہوا کے ذریعے دشمنوں کے منہ پھیر دیئے اور اسی ہوا کے ذریعہ اللہ نے دشمنوں کو شکست دے دی۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 206 مدمقابل دشمن زیادہ طاقتور ہو تو یہ دعا مانگنی چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا خَافَ مِنْ رَجُلٍ اَوْ مِنْ قَوْمٍ قَالَ ((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ)) رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاؤُدَ [1]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی آدمی یا کسی قوم سے خوف محسوس کرتے تو فرماتے ''یا اللہ! ہم کفار کے مقابلے میں تجھے آگے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔'' اسے احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 207 دشمن کے غلبہ سے پناہ مانگنے کی درج ذیل دعا مانگنی چاہئے نیز بزدلی سے پناہ مانگنے کی دعا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَ الْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَ ضَلَعِ الدَّیْنِ وَ غَلَبَۃِ الرِّجَالِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے ''اے اللہ! میں فکر اور غم، کمزوری اور سستی، بزدلی اور بخیلی، قرض کے بوجھ اور دشمن پر غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 208 کافروں کے حملہ کی وجہ سے مجاہدین کی نماز ضائع ہو جائے تو کافروں کے لئے یوں بددعا کرنی چاہئے۔

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ : قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ الْاَحْزَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَلَأَ اللّٰہُ بُیُوْتَھُمْ وَ

[1] مشکوۃ المصابیح ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2441

[2] مشکوۃ المصابیح ، کتاب الدعوات ، باب الاستعاذۃ ، الفصل الاول

قُبُوْرَهُمْ نَارًا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلاَةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ احزاب کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مشرکین کے لئے یوں) بددعا فرمائی ''اے اللہ! ان کے گھر اور قبریں آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں درمیانی نماز (نماز عصر) نہ پڑھنے دی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 209 دوران جنگ مسلمانوں کو اپنی نمازوں میں کفار اور مشرکین کے لئے درج ذیل دعا مانگنی چاہئے۔

عَنْ عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ يُؤْثِرُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فِي الْقُنُوْتِ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَ عَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَ يُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَاءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَ زَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَ اَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِيْ لاَ تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ)) رَوَاهُ الْمَرْوَزِيُّ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ ❷

حضرت عطا رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عبید بن عمیر رحمہ اللہ کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قنوت میں یہ دعا مانگی ''یا اللہ! مومن مردوں اور مومن عورتوں کو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے ان کے دلوں میں الفت ڈال دے اور ان کی آپس میں اصلاح فرمادے، اپنے اور ان کے (مشترکہ) دشمن کے خلاف ان کی مدد فرما، اے اللہ! اہل کتاب میں سے ان کافروں پر اپنی لعنت فرما، جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں تیرے دوستوں سے جنگ کرتے ہیں، اے اللہ! ان کے معاملات میں اختلاف ڈال دے، ان کے قدم ڈگمگا دے اور ان پر ایسا عذاب نازل فرما جسے تو مجرم لوگوں سے پھیرتا نہیں۔'' اسے مروزی نے قیام اللیل میں روایت کیا ہے۔

---

❶ كتاب الجهاد، باب الدعاء على المشركين

❷ كتاب الوتر، باب ما يدعى في القنوت

آدَابُ السَّفَــــرِ

سفر کے آداب

مَسئلہ 210 گھر سے نکلنے وقت یا ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف روانہ ہوتے وقت درج ذیل دعا مانگنی مسنون ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَیْتِہٖ فَقَالَ ((بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ)) قَالَ : یُقَالُ حِیْنَئِذٍ ھُدِیْتَ وَ کُفِیْتَ وَ وُقِیْتَ فَتَتَنَحّٰی لَہُ الشَّیَاطِیْنُ فَیَقُوْلُ لَہُ شَیْطَانٌ آخَرُ کَیْفَ لَکَ بِرَجُلٍ قَدْ ھُدِیَ وَ کُفِیَ وَ وُقِیَ. رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ[1] (حسن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب آدمی اپنے گھر سے نکلے اور یہ دعا پڑھے ''اللہ کے نام سے (نکلتا ہوں) اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں، نقصان سے بچنے کی طاقت اور فائدے کے حصول کی قوت اللہ کی توفیق کے بغیر کسی میں نہیں ہے۔'' اس وقت اس کے حق یہ بات کہی جاتی ہے (سارے کاموں میں) تیری راہنمائی کی گئی، تو کفایت کیا گیا اور (ہر طرح کی برائی اور خسارے سے) بچا لیا گیا، پس شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے اور دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے تم اس شخص پر کیسے مسلط ہو سکتے ہو جس کی راہنمائی کی گئی، کفایت کیا گیا اور محفوظ کیا گیا۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ : مَا خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ بَیْتِیْ قَطُّ اِلاَّ رَفَعَ طَرْفَہٗ اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَ ((اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ)) رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ[2] (حسن)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب بھی میرے گھر سے نکلتے تو آسمان کی طرف نگاہ

[1] صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ،الجزء الثالث ، رقم الحدیث 4249
[2] صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ،الجزء الثالث ، رقم الحدیث 4248

اٹھا کر فرماتے ”یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہی اختیار کروں یا کوئی مجھے گمراہ کرے، میں پھسلوں یا کسی کو پھسلاؤں، میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے، میں کسی کے ساتھ نادانی سے پیش آؤں یا کوئی میرے ساتھ نادانی سے پیش آئے۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 211 ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہنے کے لئے کسی نئی جگہ پڑاؤ ڈالنے سے پہلے درج ذیل دعا مانگنی چاہئے۔

عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً ثُمَّ قَالَ ((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ❶

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے ”جو شخص کسی جگہ ٹھہرے اور یہ دعا پڑھے: میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ذریعے ساری مخلوق کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ تو اسے اس جگہ سے روانہ ہونے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 212 سواری پر سوار ہوتے وقت درج ذیل دعا مانگنی چاہئے۔

مَسئلہ 213 کسی مہم سے واپسی پر آئِبُوْنَ ، تَائِبُوْنَ ، عَابِدُوْنَ ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ کہنا چاہئے۔

مَسئلہ 214 بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر اور اترتے وقت سبحان اللہ کہنا مسنون ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلٰى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلاَثًا ثُمَّ قَالَ ((سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَ اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَ مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا اَللّٰهُمَّ اَطْوِلَنَا الْبُعْدَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ)) وَ اِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَ زَادَ فِيْهِ ((آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)) وَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَ جُيُوْشُهٗ اِذَا عَلَوُا الثَّنَايَا كَبَّرُوْا وَ اِذَا هَبَطُوْا سَبَّحُوْا . رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ❷ (صحيح)

❶ كتاب الرقى ، باب الرقية بتربة الارض

❷ صحيح سنن ابى داؤد ، للالبانى ،الجزء الثانى ، رقم الحديث 2264

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہونے کے لئے اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو تین دفعہ ''اللہ اکبر'' فرماتے، پھر فرماتے ''پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کیا ہم اسے قابو میں لانے والے نہیں تھے اور ہم اپنے رب کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔'' (سورہ زخرف، آیت نمبر 13-14) اے اللہ! میں اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ اور ایسے عمل کی توفیق طلب کرتا ہوں جس سے تو راضی ہو، اے اللہ! ہمارے لئے یہ سفر آسان فرما، اس کی طوالت کم کردے، اے اللہ دوران سفر تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور میرے پیچھے اہل وعیال اور مال ومنال میں تو ہی محافظ ہے۔'' جب نبی اکرم ﷺ سفر سے واپس لوٹتے تب بھی یہ کلمات ادا فرماتے اور ساتھ ان الفاظ کا اضافہ فرماتے ''ہم واپس آنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی حمد وثنا کرنے والے ہیں۔'' نیز نبی اکرم ﷺ اور آپ کے لشکر والے جب بلندی پر چڑھتے تو ''اللہ اکبر'' کہتے، جب نیچے اترتے تو ''سبحان اللہ'' کہتے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 215 جہاد کے لئے جمعرات کا سفر کرنا مستحب ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَ كَانَ يُحِبُّ اَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے روز نکلتے اور آپ ﷺ سفر کے لئے جمعرات کے روز نکلنا ہی پسند فرمایا کرتے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 216 سفر کا آغاز صبح کے وقت کرنا مستحب ہے۔

عَنْ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا)) وَ كَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ . رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ[2] (صحيح)

حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اے اللہ! میری امت کو صبح گاہی میں برکت عطا فرما۔'' چنانچہ جب آپ ﷺ کوئی لشکر یا فوجی مہم روانہ فرماتے تو دن کے پہلے حصہ میں روانہ فرماتے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

1. كتاب الجهاد والسير ، باب من احب الخروج يوم الخميس
2. صحيح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2270

مَسئلہ 217 مجاہدین کی نقل وحرکت کے لئے اچھا وقت رات کا پہلا پہر ہے۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ فَإِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ❶ (صحيح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تم لوگ رات کے پہلے پہر سفر کیا کرو، اس وقت سفر جلدی طے ہوتا ہے۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 218 دوران سفر پیش آنے والی ممکنہ مشکلات سے محفوظ رہنے کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَقَّهَا وَ اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْجَدْبِ فَأَسْرِعُوا السَّيْرَ فَاِذَا اَرَدْتُمُ التَّعْرِيْسَ فَتَنَكَّبُوْا عَنِ الطَّرِيْقِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ❷ (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جب خوشحالی میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق ادا کرو (یعنی انہیں خوب چارہ اور پانی دو) قحط سالی میں سفر کرو تو (منزل پر) جلدی پہنچنے کی کوشش کرو (تاکہ راستہ میں اونٹوں کو چارہ پانی نہ ملنے سے پریشانی نہ اٹھانی پڑے) جب رات کو پڑاؤ کرنا ہو تو راستے سے ہٹ کر پڑاؤ کرو (تاکہ موذی جانوروں سے محفوظ رہو۔)“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 219 تین یا تین سے زیادہ آدمی سفر کریں تو اپنے میں سے کسی ایک کو امیر مقرر کر لینا چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِیْ سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ❸ (صحيح)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب سفر میں تین آدمی ہوں تو (اپنے میں سے) کسی ایک کو امیر بنا لیں۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

❶ صحيح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2241
❷ صحيح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 2239
❸ صحيح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 494

مَسئلہ 220 کسی ذمہ دار آدمی کو دوران سفر لشکر کے پیچھے پیچھے آنا چاہئے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ فَيُزْجِي الضَّعِيْفَ وَ يُرْدِفُ وَ يَدْعُوْلَهُمْ . رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ❶ **(صحیح)**

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوران سفر (لشکر کے) پیچھے پیچھے رہا کرتے ،ضعیف آدمیوں کو ساتھ لیتے اور انہیں اپنے پیچھے سوار کر لیتے اور ان کے لئے دعا فرماتے ۔اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 221 سفر سے واپسی پر گھر جانے سے قبل اطلاع بھجوانا مستحب ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزَاةٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى نَدْخُلَ لَيْلاً اَىْ عِشَاءً كَىْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَ تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ❷

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد میں تھے جب ہم مدینہ واپس آئے ،تو اپنے گھروں کو جانے لگے ۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ٹھہرو! ہم رات کو یعنی عشاء کے وقت جائیں گے تا کہ بالوں والی خاتون کنگھی پٹی کر لے اور جس کا خاوند غائب تھا، وہ اپنے جسم کی صفائی کر لے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

❶ صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 500

❷ کتاب الامارة ، باب السفر قطعة من العذاب

صَــــلاۃُ الْــخَوْفِ

نماز خوف کے مسائل

مَسئلہ 222 نماز خوف کے لئے سفر شرط نہیں۔

مَسئلہ 223 نماز خوف کے بارے میں حضور اکرم ﷺ سے کئی طریقے ثابت ہیں، جنگ کی صورتحال کے پیش نظر جس طرح کا موقع ہو اسی کے مطابق نماز ادا کی جائے۔

مَسئلہ 224 اگر خوف سفر میں ہو تو چار رکعت والی نماز (ظہر، عصر اور عشاء) قصر کر کے دو رکعت ادا کی جائے گی آدھا لشکر امام کے پیچھے ایک رکعت ادا کر کے باقی ایک میدان جنگ میں جا کر ادا کرے گا اس دوران باقی آدھا لشکر امام کے پیچھے ایک رکعت ادا کر کے باقی ایک رکعت میدان جنگ میں واپس جا کر ادا کرے گا۔

مَسئلہ 225 اگر خوف حضر میں ہو تو چار رکعت والی نماز پوری ادا کی جائے گی آدھا لشکر امام کے پیچھے دو رکعت ادا کر کے باقی دو رکعت میدان جنگ میں جا کر ادا کرے گا۔ اس دوران باقی لشکر امام کے پیچھے دو رکعت ادا کر کے باقی دو رکعت واپس میدان جنگ میں جا کر ادا کرے گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ : صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلاۃَ الْخَوْفِ بِإِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ رَکْعَۃً وَالطَّائِفَۃُ الْأُخْرٰی مُوَاجِھَۃُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوْا وَ قَامُوْا فِیْ مَقَامِ أَصْحَابِھِمْ

مُقْبِلِيْنَ عَلَى الْعُدُوِّ وَ جَاءَ أُولٰئِکَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَضٰى هٰؤُلاءِ رَكْعَةً وَ هٰؤُلاءِ رَكْعَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''کہ رسول اللہ ﷺ نے لشکر کے ایک حصہ کو جنگ کے وقت ایک رکعت نماز پڑھائی جب کہ لشکر کا دوسرا حصہ دشمن کے ساتھ جنگ میں مصروف رہا۔ پھر نماز پڑھنے والا حصہ دشمن کے سامنے آ گیا اور دوسرے حصہ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا، پھر پہلے اور دوسرے دونوں حصوں نے اپنی (باقی) ایک ایک رکعت (میدان جنگ میں الگ الگ) پوری کر لی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذَاتِ الرِّقَاعِ وَ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوْا فَصَلّٰى بِطَائِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ فَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَ لِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ❷

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ رقاع کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ نماز کی نیت باندھی گئی حضور اکرم ﷺ نے لشکر کے ایک حصہ کو دو رکعت نماز پڑھائی اور وہ چلا گیا، پھر لشکر کے دوسرے حصہ کو دو رکعت نماز پڑھائی اس طرح حضور اکرم ﷺ کی چار اور لوگوں کی دو، دو رکعتیں ہو گئیں۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 226 زیادہ خوف کی صورت میں جس حالت میں ممکن ہو نماز ادا کی جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ صَلَاةِ الْخَوْفِ ((فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِکَ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❸

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صلاۃ الخوف کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا ''اگر خطرہ زیادہ ہو تو پیدل یا سوار، جیسے بھی ممکن ہو نماز ادا کرو۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

---

❶ كتاب صلاة المسافرين ، باب صلاة الخوف

❷ منتقى الاخبار، كتاب صلاة الخوف ، رقم الحديث 1703

❸ كتاب الصلاة ، باب ما جاء فى صلاة الخوف

مَسئلہ 227 جنگ کی صورت حال کی پیش نظر نماز قضا کی جاسکتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَادٰی فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ انْصَرَفَ عَنِ الْأَحْزَابِ ((أَنْ لاَ يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ أَلظُّهْرَ اِلاَّ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ)) فَتَخَوَّفَ نَاسٌ فَوْتَ الْوَقْتِ فَصَلُّوْا دُوْنَ بَنِيْ قُرَيْظَةَ وَ قَالَ آخِرُوْنَ : لاَ نُصَلِّيْ اِلاَّ حَيْثُ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اِنْ فَاتَنَا الْوَقْتُ ، قَالَ : فَمَا عَنَّفَ وَاحِدًا مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس روز رسول اللہ ﷺ غزوہ احزاب سے واپس تشریف لائے تو اعلان فرمایا ''ہر آدمی نماز ظہر بنوقریظہ میں جا کر پڑھے۔کچھ لوگوں نے نماز قضا ہونے کے ڈر سے راستہ میں ہی پڑھ لی مگر کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم تو وہیں نماز پڑھیں گے جہاں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے خواہ نماز قضا ہی ہو جائے ،رسول اللہ ﷺ نے دونوں میں سے کسی کو بھی کچھ نہ کہا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

☺☺☺

❶ کتاب الجهاد والسير ، باب المبادرة بالغزو تقديم اهم الامرين المتعارضين

جِهَـــادُ النِّسَاءِ

عورتوں کا جہاد

مَسئلہ 228 خواتین پر جہاد واجب نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِىَّ ﷺ فِى الْجِهَادِ فَقَالَ ((جِهَادُ كُنَّ الْحَجَّ)). رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ ❶

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''خواتین کا جہاد، حج کرنا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 229 حسب ضرورت خواتین دوران جہاد زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی خدمات سرانجام دے سکتی ہیں۔

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِىِّ ﷺ نَسْقِى وَ نُدَاوِى الْجَرْحٰى وَ نَرُدُّ الْقَتْلٰى اِلَى الْمَدِيْنَةِ . رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ❷

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم جہاد میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھیں ہم لوگوں کو پانی پلاتیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور مقتولین کی لاشیں مدینہ لاتیں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْا بِأُمِّ سُلَيْمٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ نِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مَعَهُ اِذَا غَزَا فَيَسْقِيْنَ الْمَاءَ وَ يُدَاوِيْنَ الْجَرْحٰى . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جہاد میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی بعض دوسری خواتین کو اپنے ساتھ رکھتے وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔ اسے مسلم نے روایت

❶ كتاب الجهاد ، باب جهاد النساء
❷ كتاب الجهاد ، باب جهاد النساء
❸ كتاب الجهاد ، باب غزوة النساء مع الرجال

کیا ہے۔

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَخْلُفُهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ فَاصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَ اُدَاوِى الْجَرْحٰى وَ اَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک ہوئی۔ میں مجاہدین کے کیمپ میں ہی رہتی، مجاہدین کے لئے کھانا پکاتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کا خیال رکھتی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے جو خواتین جہاد میں شریک ہوتیں ان کے شوہر بھی جہاد میں شریک ہوتے تھے۔ دوران جہاد اگرچہ خواتین کے لئے پردہ کی وہ پابندی ممکن نہیں جس کا عام حالات میں حکم دیا گیا ہے تاہم خواتین کو ایسا لباس استعمال کرنا چاہئے جس سے عریانی کا خدشہ نہ ہو۔

مَسئلہ 230 مال غنیمت میں خواتین کا حصہ مقرر نہیں کیا گیا البتہ حاکم وقت چاہے تو مال غنیمت میں سے خواتین کو انعام وغیرہ دے سکتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْزُوْا بِالنِّسَاءِ فَيُدَاوِيْنَ الْجَرْحٰى وَ يُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَاَمَّا بِسَهْمٍ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ❷ **(صحيح)**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خواتین نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور انہیں مال غنیمت میں سے کچھ انعام مل جاتا، لیکن مال غنیمت میں ان کا حصہ مقرر نہیں تھا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مال غنیمت چونکہ اہل قتال کا حق ہے اور خواتین کو قتال میں حصہ لینے کی اجازت نہیں، لہٰذا شریعت نے مال غنیمت میں خواتین کا حصہ مقرر نہیں کیا۔

---

❶ كتاب الجهاد ، باب عدد غزوات النبى ﷺ

❷ صحيح سنن الترمذى ، للالبانى الجزء الثانى ، رقم الحديث 1260

لاَ یُقَالُ فُلاَنٌ شَهِیْدٌ

کسی متعین آدمی کو شہید کہنا جائز نہیں

مَسئلہ 231 اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے کسی متعین آدمی کو شہید کہنا جائز نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لاَ یُكْلَمُ اَحَدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُكْلَمُ فِیْ سَبِیْلِهٖ اِلاَّ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّیْحُ رِیْحُ الْمِسْكِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہوا اور اللہ خوب جانتا ہے کون اس کی راہ میں زخمی ہوا ہے۔ وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے خون کا رنگ تو خون جیسا ہی ہوگا لیکن اس سے کستوری کی خوشبو آ رہی ہوگی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ : قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فُلاَنًا قَدِاسْتُشْهِدَ قَالَ ((كَلاَّ قَدْ رَأَیْتُهٗ فِی النَّارِ بِعَبَاءَةٍ قَدْ غَلَّهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ[2]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا ''یا رسول اللہ ﷺ فلاں شخص شہید ہو گیا۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہرگز نہیں میں نے اسے مال غنیمت کی ایک چادر چوری کرنے کے گناہ میں آگ میں دیکھا ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : وہ لوگ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے شہید قرار دیا ہے انہیں قطعی طور پر شہید کہنا جائز اور درست ہے نیز کسی خاص آدمی کو نام لئے بغیر اللہ کے دین کو غالب کرنے والے لوگوں کو عمومی طور پر شہید کہنا درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

---

1. کتاب الجهاد ، من یجرح فی سبیل الله
2. صحیح سنن الترمذی ،للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1279

مَسَائِـــلُ مُتَفَـرِّقَـــةٌ
متفرق مسائل

مَسئله 232 مسلمانوں کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً قَـالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِئْـذَنْ لِیْ فِی السِّیَاحَةِ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِنَّ سِیَاحَةَ اُمَّتِی الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ ❶ (حسن)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! مجھے سیر و سیاحت کی اجازت دیجئے۔" آپ ﷺ نے فرمایا "میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔" اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : عربی زبان میں سیاحت کا معنی ہے عبادت کے لئے آبادی سے نکل جانا۔ (قاموس) پہلی امتوں کے لوگ عبادت کے لئے جنگلوں، پہاڑوں اور صحراؤں میں نکل جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مقصد کے لئے آبادی چھوڑنے سے منع فرمایا اور جہاد کے لئے نکلنے کو اس امت کی سیاحت قرار دیا کیونکہ جہاد میں سیاحت اور رہبانیت سے بڑھ کر ترک دنیا موجود ہے۔

مَسئله 233 دوران جہاد غلطی سے اپنے یا ساتھیوں کے ہتھیار سے مرنے والا مسلمان بھی شہید ہے۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَـالَ: لَـمَّـا كَانَ يَوْمَ خَيْبَرَ قَاتَلَ اَخِیْ قِتَالاً شَدِيْدًا فَارْتَدَّ عَـلَيْـهِ سَيْـفُـهُ فَـقَـتَـلَـهُ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ ذٰلِكَ وَ شَـكُّـوْا فِيْهِ رَجُلٌ مَاتَ بِسَلاَحِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ ❷ (صحيح)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر میں میرا بھائی خوب لڑا (اسی دوران) اس کی اپنی تلوار ہی اسے لگ گئی اور وہ فوت ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس واقعہ پر بحث کرنے لگے اور اس کی شہادت کو

❶ صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2182
❷ صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2213

تسلیم نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ ایک آدمی تھا جو اپنے ہی ہتھیار سے مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ (کو معلوم) ہوا تو ارشاد فرمایا ''وہ جہاد کرتا ہوا مجاہد کی حیثیت سے مرا ہے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 234 جزیہ ادا کرنے والے کافروں (ذمیوں) کے جان و مال اور ان کے حقوق کا تحفظ کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ وَ اُوْصِیْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَ ذِمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُوْفٰی لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَ اَنْ یُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَ لاَ یُكَلَّفُوْا اِلاَّ طَاقَتَهُمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (دنیا سے رخصت ہوتے وقت بعد میں بننے والے خلیفہ کو) وصیت فرمائی کہ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں سے کئے ہوئے عہد کو اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ سمجھتے ہوئے پورا کرے ان کی جانیں بچانے کے لئے (غیر ذمی کافروں سے) لڑے اور ان کی طاقت سے زیادہ انہیں تکلیف نہ دے (یعنی ان کی استطاعت سے زیادہ جزیہ وصول نہ کرے) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 235 جہاد سے واپس آنے والے مجاہدین کا شہر سے باہر نکل کر استقبال کرنا مستحب ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدِ رضی اللہ عنہ ذَهَبْنَا نَتَلَقَّی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَعَ الصِّبْیَانِ اِلٰی ثَنِیَّةِ الْوَدَاعِ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❷

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو) ہم نے (مدینہ سے باہر) ثنیۃ الوداع کے مقام پر بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کا استقبال کیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 236 دوران جہاد شجاعت کے منفرد کارنامے دکھانے والے مجاہدین کو مال غنیمت کے علاوہ خصوصی انعامات دینا بھی جائز اور درست ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ یَبْعَثُ مِنَ السَّرَایَا لِاَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوَی قَسْمِ عَامَّةِ الْجَیْشِ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ❸

❶ كتاب الجهاد ، باب یقاتل عن اهل الذمة ❷ كتاب الجهاد ، باب استقبال الغزاة

❸ كتاب الجهاد ، باب و من الدليل على ان الخمس للنوائب المسلمين

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جن فوجیوں کو (جہاد کے لئے) روانہ فرماتے ان میں سے بعض کو اپنے حصہ کے علاوہ خصوصی انعام بھی عطا فرماتے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 237 دوران جہاد اللہ تعالیٰ کی مدد یقینی بنانے کے لئے خلیفۃ المسلمین کو قوم کے نیک، متقی اور کمزور و ناتواں لوگوں کی دعائیں حاصل کرنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((یَاْتِیْ زَمَانٌ یَغْزُوْا فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِیَّ ﷺ ؟ فَیُقَالُ : نَعَمْ ! فَیُفْتَحُ عَلَیْهِ ثُمَّ یَاْتِیْ زَمَانٌ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ ؟ فَیُقَالُ : نَعَمْ! فَیُفْتَحُ ثُمَّ یَاْتِیْ زَمَانٌ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ ؟ فَیُقَالُ : نَعَمْ ! فَیُفْتَحُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ فوج در فوج جہاد کریں گے۔'' ان سے پوچھا جائے گا ''تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل رہی ہو؟'' لوگ کہیں گے ''ہاں!'' چنانچہ (ان کی دعا سے) انہیں فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا لوگوں سے پوچھا جائے گا ''تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت حاصل رہی ہو؟'' جواب دیا جائے گا ''ہاں!'' چنانچہ (ان کی دعا سے) فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا جب پوچھا جائے گا'' کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت حاصل کرنے والوں کی صحبت حاصل رہی ہو؟'' جواب دیا جائے گا ''ہاں!'' اس وقت ان کی دعا کے نتیجہ میں فتح حاصل ہوگی۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ ظَنَّ اَنَّ لَهُ فَضْلاً عَلٰی مَنْ دُوْنَهُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّمَا یَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بِضَعِیْفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ وَ صَلاتِهِمْ وَ إِخْلاصِهِمْ)) رَوَاهُ النِّسَائِیُّ [2] **(صحیح)**

حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں ان کا درجہ

---

[1] کتاب الجهاد، باب استعان بالضعفاء و الصالحین فی الحرب

[2] صحیح سنن النسائی للالبانی الجزء الثانی رقم الحدیث 2978

زیادہ ہے (حضرت سعد رضی اللہ عنہ مالدار اور بہت جری تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کو معلوم ہوا تو) فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ امت کے کمزور اور ناتواں لوگوں کی دعاؤں، نمازوں اور ان کے اخلاص کے وسیلے سے اس امت کی مدد فرماتا ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 238 اللہ کی راہ میں جان دینے والے کے علاوہ طاعون، پیٹ کی بیماری، پانی میں ڈوبنے اور دیوار کے نیچے آکر مرنے والا بھی شہادت کا درجہ پاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''شہید پانچ قسم کے ہیں ① طاعون سے مرنے والا ② پیٹ کی بیماری سے مرنے والا ③ پانی میں ڈوب کر مرنے والا ④ دیوار کے نیچے آکر مرنے والا اور ⑤ اللہ کے راہ میں قتل ہونے والا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 239 زچگی کی حالت میں مرنے والی خاتون، آگ میں جل کر مرنے والا اور پسلی کی بیماری سے مرنے والا بھی شہید ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِیْکٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ مَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَعُوْدُهٗ فَقَالَ: قَائِلٌ مِّنْ اَهْلِهٖ اِنْ كُنَّا لَنَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ وَفَاتُهٗ قَتْلَ شَهَادَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَقَلِیْلٌ اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ شَهَادَةٌ وَالْمَطْعُوْنُ شَهَادَةٌ وَالْمَرْاَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهَادَةٌ یَعْنِی الْحَامِلُ وَالْغَرِقُ وَالْحَرِقُ وَالْمَجْنُوْبُ یَعْنِیْ ذَاتَ الْجَنْبِ شَهَادَةٌ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❷ (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیمار ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ ان کے گھر والوں میں سے کسی نے کہا ''ہم امید کرتے تھے کہ یہ اللہ کی راہ میں لڑ کر فوت ہوگا اور شہادت کا درجہ پائے گا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس طرح تو میری امت کے شہداء کی تعداد بہت کم ہو جائے گی جہاد فی سبیل اللہ میں

❶ كتاب الجهاد باب الشهادة سبع سوى

❷ صحيح سنن ابن ماجه، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 2261

قتل ہونا بھی شہادت ہے طاعون سے مرنا بھی شہادت ہے،عورت کا زچگی کی حالت میں مرنا بھی شہادت ہے، پانی میں ڈوب کر مرنا بھی شہادت ہے، آگ میں جل کر مرنا بھی شہادت ہے اور پسلی کے مرض (یعنی ذات الجنب) سے مرنا بھی شہادت ہے۔اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مَسئلہ 240 اپنے مال اپنے اہل وعیال،اپنے دین اور اپنی جان کی حفاظت میں قتل ہونے والا بھی شہید ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ)) رَوَاهُ النِّسَائِيُّ ❶ (صحيح)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''جوشخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ بھی شہید ہے، جوشخص اپنے اہل وعیال کا تحفظ کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ بھی شہید ہے، جوشخص اپنے دین پر قائم رہنے کی وجہ سے قتل کیا گیا وہ بھی شہید ہے،اور جوشخص اپنا خون بچاتے ہوئے قتل کیا گیا وہ بھی شہید ہے۔''اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

❶ كتاب تحريم الدم ، باب من قتل دون دينه

تفہیم السنۃ

کے مطبوعہ حصے

① توحید کے مسائل
② اتباع سنت کے مسائل
③ طہارت کے مسائل
④ نماز کے مسائل
⑤ جنازے کے مسائل
⑥ درود شریف کے مسائل
⑦ دعاء کے مسائل
⑧ زکوۃ کے مسائل
⑨ روزوں کے مسائل
⑩ حج اور عمرہ کے مسائل
⑪ جہاد کے مسائل
⑫ نکاح کے مسائل
⑬ طلاق کے مسائل
⑭ جنت کا بیان
⑮ جہنم کا بیان
⑯ شفاعت کا بیان
⑰ قبر کا بیان
⑱ علامات قیامت کا بیان
⑲ قیامت کا بیان
⑳ دوستی اور دشمنی
㉑ فضائل قرآن مجید
㉒ تعلیمات قرآن مجید
㉓ فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ
㉔ حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ
㉕ مساجد کا بیان
㉖ لباس کا بیان
㉗ امر بالمعروف نہی عن المنکر کا بیان (زیر طبع)

حدیث پبلیکیشنز